ضی حاجی حافظ خلیل الدین حسن صاحب حافظ وکیل

وآنریری مجسٹریٹ پیلی بھیت کا

تیسرا نعتیہ دیوان موسوم بنام تاریخی

خمخانۂ حجاز

۱۳۱۵ھ

نظامی پریس بدایوں میں چھپا

نظام الدین حسین پرنٹر

بلد (۱۱ جزو) قیمت فی

براہ عنایت کتاب کے مطالعہ سے پہلے اغلاط ذیل کو صحیح کر لیجئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۱	لیفضہ	قیفضہ	۶۷	۹	اُس	اس
۳	۱	نکیریں	نکیرین	۶۸	۶۰	کشور	کسی کشور
″	۴	سلیماں	سلیمان	۶۹	۱	ہوا	یہ ہوا
۴	۷	جاے	جائے	″	۴	اُسکو	اسکو
۵	۵	غنیہ	غنچہ	″	۸	ہوں پتھر	ہو پتھر
″	۱۵	اللہ	اللہ	۸۰	۵	خد	خدا
۱۰	۹	کماں بہ ورست	کماں بہ وست	۹۳	۱۵	دوروں	دوڑوں
۱۷	۶	اللہ رہی	اللہ رے	۹۷	۵	لے لیے	بے لیے
۱۹	۴	زیں	زمین	″	″	اُرڑ	اَرڑ
۲۷	۷	زیں	زمین	۹۹	۶	سناوں	سنادو
۳۱	۷	ورسے	ورسے	۱۰۰	۱۱	زبیں	زمین
۳۳	۱۳	بہ تو	بہ لو	۱۰۱	۱۳	تول تو	تول لو
۳۵	۴	بجنت	بخت	۱۰۲	۱۱	آنکھو	آنکھوں
۳۷	۱۰	شکنت	وصل	۱۲۱	۱۰	شمہ	شمسہ
″	۱۲	اماں	امان	۱۳۶	۱۳	میں	ہیں
۴۵	۱۱	زبیں	زمین	۱۳۸	۳	جلوہ گا	جلوہ گاہ
۴۹	۱۲	شفاعب	شفاعت	۱۶۳	۱۲	گنہگا	گنہگار
۵۲	۱۱	شتوق	مشتوق	۱۶۳	۱۳	ربیع الاولیں	ربیع اولیں
۵۵	۱۱	نہیں	نہیں ہے				
″	۱۲	بہ کبھی کھاے	نے بھی پاے				
″	۱۵		عشقِ ہی کی چوٹ				
۶۳	۹	نبلیں	نعلین				

یا حافظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

طور پہ حضرت موسیٰ کا بلانا کیا تھا
لن ترانی کا صدا جانے ترانہ کیا تھا

بیخودی میں وہ مزے آ گئے کہ اللہ اللہ
آپ میں آ گئے تو پھر یہ بھی بتانا کیا تھا

جو کہ طالب ہی ترا اسکو نہیں اپنی خبر
جسنے پایا تجھے بولا تجھے پانا کیا تھا

کوئی تو بات ہی اور بات میں ہی کوئی
ساتھ پردوں میں تجلی کا چھپانا کیا تھا

حسن اور عشق کی کیا کہیے کہانی کیا ہی
کوئی یعقوب سے پوچھے یہ فسانا کیا تھا

بے نیازی کی قسم مجھکو بتا دے اتنا
بے نیازی میں تجھے ناز اٹھانا کیا تھا

تیرے الطاف میں کچھ تیری محبت ہو تو تھی
ورنہ عاشق کے دل تنگ میں آنا کیا تھا

راز دل کہنے کے قابل ہی نہیں ہی ورنہ
تجھسے چھپتا نہیں کچھ تجھسے چھپانا کیا تھا

ملک الموت کو بہانے سے بلا لے مجھکو
موت تو برحق ہی مسلّم ہی مگر بہانہ کیا تھا

میں ہوں بیتاب کہ کب دل کا نشانہ اڑ جائے — آنکھ دیتی ہے نگہ اسکا اڑانا کیا تھا
خاک کو جسم کیا جسم کو جاندار کیا — خاک میں قالبِ خاکی کو ملانا کیا تھا
آزمانا تھا تجھے تازہ گرفتاروں کو — جو ازل سے ہیں ستے انکو ستانا کیا تھا
شانِ بیرنگیِ مطلق کا ہی منظور اظہار — ورنہ نیرنگ زمانے کا دکھانا کیا تھا
تم جو دیکھ آئے ہو مجھکو بھی دکھا لاؤ کلیم — بیخودی کیسی تھی اور آپ سے جانا کیا تھا
ہم تو یہ ساری غزل کچھ بھی نہ سمجھے حافظ — کوئی مجذوب کی بڑ تھی کہ فسانہ کیا تھا

تعلّی پر مزاج اتنا ہی کیوں چرخِ زبرجد کا — یہ ہی اُترا ہوا تھا کاترے روضے کے گنبد کا
غمِ دوری میں گھل گھل کر فنا ہونا تھا قسمت میں — قدم تک آپکے پہنچا نہ سایہ آپ کے قد کا
نہ روکے سجدہ کرنے سے مری تحریرِ پیشانی — الٰہی سر مرا اور آستانہ ہو محمّد کا
ترازو چشمِ رحمت کی کھڑی ہو میرے پلّے پر — جو پلّہ وزن میں بھاری ہو میرے جرمِ بیحد کا
ترا قبضہ ہے جنّت پر ترا سایہ ہے اُمت پر — ہے جنّت والوں پر چھایا ہوا طوبےٰ ترے قد کا
اُٹھایا درمیاں سے تم نے آکر شر کو حکمت سے — بڑا بھاری بکھیڑا ورنہ اُٹھنا سنگِ اسود کا
کہوں کیا جب بھٹکتی دل کے ارادوں پر ہی گاہی — پلٹ جاتا ہے آکر لبوں تک حرفِ مقصد کا
رہیں میرے تعلّق جیتے جی روضے کے دربانی — اجارے میں علاقہ دیجئے عیشِ مخلّد کا

نکیریں آ کے مرقد میں جو پوچھینگے تو کہدونگا
میں بندہ ہوں خدا کا نام لیوا ہوں محمدؐ کا

کیا نیکوں میں شامل بے سبب حسرت لیتے جب مجھکو
سُلگ کر رہگیا سارا ذخیرہ دفترِ بد کا

مقامِ لطف ہوگا حشر کو جیسا سنا ہوگا
ترے احسانِ بیحد کا مرے عصیانِ بیحد کا

ہوا کے تخت پر حضرت سلیماں آپ تھے بیٹھے
پھریرا اُڑ رہا ہی عرشِ اعظم پر محمدؐ کا

نہیں ممکن چلے نے آپ کے ایجاد کی ابجد
کہ اُسمیں پہلی بسم اللہ الف ہی آپ کے قد کا

اُٹھیگا حشر میں جب شور اِلّا اللہ اِلّا اللہ
مرے منہ سے نکلنا ہوگا نعرہ یا محمدؐ کا

ہی تجھکو دیکھنا گویا سبق توحید کا پڑھنا
مجسّم ہی الف اللہ کا نقشہ ترے قد کا

بہلنا پتھروں سے طور کے۔ ہی شغل کوئی
میسر بوسہ کو سودا ہوا ہی سنگِ اسود کا

کہاں طاقت کہ ذرّہ بھر ادا ہو شکر **حافظ** سے
ترے انعام بیحد کا ترے احسانِ بیحد کا

محمد مصطفےٰ سرتاج ہی ساری خدائی کا
اُنہی کے قد پر آیا راست خلعت مصطفائی کا

تلطّف ہو تو ایسا ہو ترحّم ہو تو اتنا ہو
اسیروں سے سوا ہی غم اسیروں کی رہائی کا

سُنا ہی بھیک کے ٹکڑوں میں ہوتی ہی عجب لذّت
مجھے پڑ جائے چسکا آپکے در کی گدائی کا

اِدھر شوق زیارت کا بھرا ہی جوش سینے میں
اُدھر تقدیر کہ [illegible] کا

[illegible]
نہوں نے اپنے [illegible] خدائی کا

انا الحق کہنے پر منصور کو جب دار پہ کھینچا / کہا الحق یہی ہے بس تو ہی حق تک رسائی کا

الٰہی اور جو منظور ہو مرقد میں لیجاؤں / نہ لیجاؤں تو بس اک داغ حضرت کی جدائی کا

فروغ اتنا ملا ہے سر رگڑ کر آپ کے در پر / جبین ماہ پر اب تک ہے دھبا جبہ سائی کا

مجھے رسوا کیے کب تک مجھے بلواؤ گے کب تک / ٹھکانا بھی ہے آخر کوئی اس صبر آزمائی کا

تصدق اس کرم کے خدا اس بخشوانے پر / اکیلی جان پر ہے بار غم ساری خدائی کا

توکل کر کے نکلا ہے گدائے بینوا گھر سے / مدینے تک پہنچ جائے۔ خدا ہے بینوائی کا

تمہاری اک نگاہ رحم سے کیا دور ہے مولے / بھلائی سے بدل جائے اگر دفتر برائی کا

تری رحمت کا تکیہ ہے شفاعت کا بھروسا ہے / نہ مجھ میں کچھ تقوے ہے نہ دعوے پارسائی کا

میں کیا گھبراؤں مشکل سے میں کس کا نام لیوا ہوں / علی مرتضے مشکل کشا مولے کے بھائی کا

حضوری سے زیادہ اور کچھ دولت نہیں حافظ / صلہ سرکار سے مانگو ہے مدحت سرائی کا

ہر وقت ہے منہ جانب بطحا مرے دل کا / کم قبلہ نما سے نہیں کعبہ مرے دل کا

قبلہ غم عالم کا ہے کعبہ مرے دل کا / کعبہ ترے ابرو کا ہے قبلہ مرے دل کا

آنکھوں سے ہے پوشیدہ سویدا مرے دل کا / ظاہر نظر آتا نہیں نقطہ مرے دل کا

لے والیوں کی تمکو پہنچتی ہے ولایت / والی نہیں کوئی مرے مولے مرے دل کا

الو ہوتا سینے میں مدینے کو میں رکھ لوں — یہ قطعۂ دلبند ہی ٹکڑا مرے دل کا
س شی کو مئی عشقِ نبی کہتے ہیں صوفی — جس شی سے کہ لبریز ہی شیشہ مرے دل کا
ر اٹھو چلو سب چلکے دکھا لاؤ مدینہ — ہر روز یہ مجھ پر ہی تقاضا مرے دل کا
یا جانے کوئی کس کی محبت کا یہ گھر ہی — پوچھے مرے جی سے کوئی رتبہ مرے دل کا
ظاہر میں جو ثابت ہی تو باطن میں ہیں سو زخم — ہی غنچۂ افسردہ نمونہ مرے دل کا
ب دل سے نکلکر نہیں جاتا کسی دل تک — یا عرش کے اُس پار تھا نالہ مرے دل کا
سر پر مرے برسینگے بہت سنگِ حوادث — پہلو میں سلامت ہی جو شیشہ مرے دل کا
یا جلد مقدر نے مدینے سے نکالا — افسوس کچھ ارمان نہ نکلا مرے دل کا
ا چین ملے ہجرِ نبی میں کسی کروٹ — پہلو میں ہی ٹوٹا ہوا شیشہ مرے دل کا
ا تھا نہ بسنا تھا مدینے میں مقدر — کوئی نہوا حوصلہ پورا مرے دل کا
ٹوٹ گیا اور وہ پھوٹا نہیں اب تک — نازک ہی مرا دل کہ پھپھولا مرے دل کا
تھا ہی بمشکل اسے پہلو میں دبا کر — کچھ اور ہی تھا ورنہ ارادہ مرے دل کا
ابی درد اتنو خدا کے لیے بس کر — کیوں تو نے بنایا ہی تماشا مرے دل کا
سلام سے رکھنا اسے معمور الٰہی — مٹنے میں بتوں کے نہو کعبہ مرے دل کا
نے سے نہ کم ہو نہ اٹھانے سے یہ اٹھے — اللہ رے غم حوصلہ فرسا مرے دل کا

والی ہی وہ جو سب کا ہی مالک ہی وہ مختار — میرا مرے جی کا مرے تن کا مرے دل کا
ہی جنکا خدا نام لقب شمس الضحیٰ — اسکا مرے دل کا مرے دل کا مرے دل کا

حافظ مرے سب کام حوالے ہیں اُسی کے
مرے عقدہ کا مختار ہی میرا مرے دل کا

عمر بھر آپ کے دیدار کا رستہ دیکھا — مجھکو محبوب نے تقدیر نے دکھلایا دیکھا
تجھکو پایا جو ترے دوست کو پایا یارب — تجھکو دیکھا جو ترا دیکھنے والا دیکھا
اسنے کیا ہی رہ طیبہ میں ہمسایہ والی — کوئی ساتھی ہی نہ رستہ ہی ہمارا دیکھا
اے خدا ہم بھی تو آخر ہیں ترے ہی بندے — کون ہونگے وہ کہ آنکھوں سے مدینہ دیکھا
آپ بلجائیں تو ہو بات نہیں تو اب تک — جسے ڈھونڈھا اُسے پایا جسے پایا دیکھا
ہمکو دنیا میں دکھا دیجیے اک بار جمال — ورنہ کیا کرینگے کہ یہاں کیا دیکھا
سمجھے آدم کہ یہ ہی سب سے زیادہ محبوب — عرش پر نام محمد کا جو لکھا دیکھا
ایک دریا ہی کہ قطروں کا نہیں اُسکے شمار — ہم نے وحدت میں بھی کثرت کا تماشا دیکھا
خواب میں وہ نظر آئی ہی تجلی کہ نہ پوچھ — رات اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھا
کون سی شی ہی کہ جس میں نہیں اُسکا جلوہ — خوب دیکھا تو قصور اپنی نظر کا دیکھا

روز طیبہ کو چلے جاتے ہیں زائر حافظ | تو بھی اک روز چلا جا یہ تماشا دیکھ آ

نگہ کو مانعِ دیدار خواب کیا ہوگا | نظر کو آنکھ کا پردہ حجاب کیا ہوگا

پھرا جو ہم سے زمانہ تو فکر کچھ نہیں | کہ انقلاب میں اور انقلاب کیا ہوگا

چمک دمک کا یہ عالم ہے اتنے پردوں میں | ہوا جمال اگر بے نقاب ۔ کیا ہوگا

بہت ہے روز قیامت کی فکر یا اللہ | ترا سوال ۔ ہمارا جواب ۔ کیا ہوگا

امید و بیم میں ایمان والے رہتے ہیں | اِدھر ہے رحم ۔ اُدھر ہے عتاب ۔ کیا ہوگا

لگائیگا اسے مُنہ بھی نہ کوئی غم کے سوا | جلا بُھنا مرے دل کا کباب کیا ہوگا

بھرا ہوا ہے لبالب حیات کا ساغر | چھلک کے کاسۂ چشم پُر آب کیا ہوگا

نصیب ہو خلوتِ خاصِ لی مع اللہ ہے | فرشتہ ہو کہ نبی بار یاب کیا ہوگا

ہے آفتاب قیامت کی اس قدر شہرت | ہمارے داغِ جگر کا جواب کیا ہوگا

بسائے غم دلِ ویراں کو جس قدر چاہے | اب اس سے اور زیادہ خراب کیا ہوگا

ہر ایک کام ہے موقوف وقت پر حافظ
کرینگے آپ اگر اضطراب کیا ہوگا

…رِ خدا ہے یا ہے سراپا حضور کا | کیا دور ہے اگر نہیں سایہ حضور کا

دنیا کی لذتیں ہوں کہ عقبیٰ کی نعمتیں
سب سے زیادہ نام ہی پیارا حضور کا

انگلی اِدھر اٹھی کہ اُدھر شق ہوا قمر
کیا کام کر رہا ہی اشارہ حضور کا

ہوں ناتواں مگر نہیں اندیشۂ صراط
کافی ہی مجھکو ایک سہارا حضور کا

دیدارِ حق کی تاب نہ لائے کوئی بشر
دیکھے تو دیکھے دیکھنے والا حضور کا

ملجائیں رہنے کو تو مجھے دونوں ایک ہیں
مکہ حضور کا ہی مدینہ حضور کا

مجھپر اب التفات ہو یا دلبرا التفات
میں ہوں حضور کا دل شیدا حضور کا

ساحر کہی ہزار ستمے کاہن کہی ہزار
غائب ہوسے ندانہ جو آیا حضور کا

ای دل ٹھہر کہ منزلِ مقصود پاس ہی
وہ دیکھ وہ ہی سامنے روضہ حضور کا

دنیا میں منکرانِ شفاعت ہیں جس قدر
اُنپر کھلیگا حشر میں رتبہ حضور کا

یارب کھلیں جو نامۂ اعمال حشر میں
حافظ کے ہاتھ میں ہو قصیدہ حضور کا

ہی اک ستارہ زر نگار مزارِ حضرت کا
وہ ایک میں ہوا کہ مشتاق ہوں زیارت کا

جو بزمِ حشر میں ہی میزبان امت کا
ہی میہمان خلیل اسکے خوانِ نعمت کا

مرے گناہ کہاں تک نکلکے جائینگے
بہت وسیع ہی دامن خدا کی رحمت کا

ہمارا دل نہیں شیشہ سنگ پارہ سہی
مزہ تو جب ہی کہ کھدجاے [illegible]

جو پڑکے شام سے سوئے تو صبح کو چونکے
خیال بھی کبھی آیا نہ خواب نزہت کا

جو سوئے سو کے کبھی چونک بھی اٹھیں
تو کھلنے پائے نہ پردہ ہماری غفلت کا

میں ہول دل میں ہوں گا اسی کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر
جو ملگیا مجھے تعویذ انکی تربت کا

سر نیاز جھکایا تو ناز نے یہ کہا
یہ دیکھلو یہی زینہ ہے بام رفعت کا

خرید جنس گنہ کی ہے بیچنے والو
کھلا ہوا ہے خزانہ خدا کی رحمت کا

نجات بکتی ہے سستی بڑھو خریدارو
ہے قیمت ایک درم داغ عشق حضرت کا

وہ کھیل کھیلے تو اسے عشقبازی کی
یہ کھیل ہے کہ تماشا خدا کی قدرت کا

ہیں بیوفا سبھی معشوق ایک اللہ کیا
سمجھنی ہے کہ وہ عاشق ہے اپنی امت کا

کبھی کے ہم تو مدینے پہنچ چکے ہوتے
جو آگے راہ میں پڑتا نہ پھیر قسمت کا

سحر نمود ہوئی اب تو چونک او غافل
اٹھا وہ قافلہ بجتا ہے کوس رحلت کا

فقیر کو نہیں ہے دل ان حرص کی پروا
ہے بیٹھ رہنے کو گوشہ بہت قناعت کا

ضرور جائینگے سر بیچکر مدینے کو
خرید لائینگے سودا تری محبت کا

جو صدق دل سے مدینے کو گرتے پڑتے چلیں
تو ہر قدم ہو ثواب اک ہزار رکعت کا

خرد کی عقل کٹی جاتی ہے جہاں جاتے
مقام ہو وہی جنگل ہے میری وحشت کا

نہ بولو سونے دو منکر نکیر حافظ کو

تھکا ہوا ہی مسافر غریب غربت کا

بلا سے ہو کوئی جادو بیاں منکر زیارت کا
ہوا ہی نقش دل پہ میرے تعویذ انکی تربت کا

وہاں پہچان لینا سہل ہوگا ہمکو حضرت کا
کہ محشر بھر میں نکلیگا نہ کوئی انکی صورت کا

دلِ بیخود زیارت گاہ ہی شوقِ زیارت کی
طوافِ روضہ میں آ کر پڑا ہی پھیر قسمت کا

زیارت کرنے والو ہاتھ اوٹھا کر یہ دعا مانگو
ہماری جان رخصت ہو جب آئے وقت رخصت کا

ہزاروں اجنبی قربان ہوں اس ترکِ راحت پہ
بنایا عمر بھر امت کی خاطر لطف راحت کا

نہایت پر کھڑے ہو جائیے ہم پاؤں چڑھتے ہیں
پڑا ہی وقت اے مولے غلاموں پہ مصیبت کا

مرے لاشے کو کھا کھا کر نہ بھر ای قبر پیٹ اپنا
امانت خاک کر دینا ہی کھا جانا ودیعت کا

تری تصویر کا خاکا کھینچے مانی سے کیا ممکن
کہاں یہ دستِ قدرت ۔ ہو مقابل دستِ قدرت کا

وہ میں ہوں جسکو ننگِ عاشقاں کہیے تو زیبا ہی
مجھی سے نام ہی بدنام حضرت کی محبت کا

ابھی میزان کیا گھبرا رہی ہی بارِ عصیاں سے
بہت بھاری ہی اس پلے سے پلہ انکی رحمت کا

نبوّت پہلے ۔ بعد اُسکے خلافت ۔ پھر شہادت تھی
لگا رکھا تھا آخر کو خدا نے بند رقّت کا

پھرایا اس نے آوارہ وہ جا پہنچی مدینے میں
بُرا ہو میری وحشت کا بھلا ہو میری شہرت کا

یہی اُفتادگی معراج ہی ہم خاکساروں کی
طریقِ عشق میں بے عزّتی ہی نام عزّت کا

ہزاروں پر دم طے کرتے وہ گزرے آسمانوں سے
جو سمجھے خواب۔ اُنکی عقل پر پردہ ہی غفلت کا

سیہ کاری کی جو کالی گھٹائیں بڑھتی آتی ہیں
جو تم چاہو تو بہہ جائے بدلکر ابر رحمت کا

مذاقِ نعت گوئی سب سے بہتر مجھکو حاصل ہو
نجائے اور کسکے منہ میں نوالہ میری قسمت کا

عجب ہمّت ہی حضرت کی عجب قسمت ہی اُمت کی
دیا پہلے گنہ کرنے سے پروانہ شفاعت کا

فرشتے داہنے بائیں لکھا کرتے ہیں کیا حافظ
اِدھر دفتر گناہوں کا۔ ادھر ہی نعتِ حضرت کا

کلمہ ہی ترا ورد ہر اک آن ہمارا
یہ دین ہمارا ہی یہ ایمان ہمارا

آجائیے دل میں کہ سب ارمان نکلجائیں
رہجائے نہ دل میں کوئی ارمان ہمارا

اللّٰہ غنی روضۂ حضرت کی زیارت
لو وہ مجھے فرماتے ہیں ۔ مہمان ہمارا

یہ حکم دیا۔ مجھکو اشارے سے بتاکر
ہاں اسکو نہ روکے کوئی دربان ہمارا

کرتے ہیں توکّل بخدا خضرِ مدینہ
بنجائیگا اک آن میں سامان ہمارا

میں درد سے مجبور ہوں۔ فرماتے ہیں احباب
اتنا نہ تڑپ۔ دیکھ۔ کہا مان ہمارا

کیا کیا نہ ہمارے لیے تکلیفیں اُٹھائیں
مولے کو گوارا نہیں نقصان ہمارا

دل مُردہ ہوا سینے میں جو گرمِ فغاں تھا
ویرانہ ہوا اور بھی سنسان ہمارا

سیری نہ ہوئی دیکھکے اک بار مدینہ
پہلے سے بھی اب دل ہی پریشان ہمارا

وحشت اسکی پھر آثار ہیں اللہ بچائے — دو ہاتھ ہیں اور ایک گریبان ہمارا

حافظ جو میسر نہیں سامانِ مدینہ
کیا غم کہ ہے اللہ نگہبان ہمارا

اللہ تعالےٰ ہے خریدار تمہارا — واللہ بہت گرم ہے بازار تمہارا
جبریل کا ہمدوش ہے رہوار تمہارا — جبریلِ امیں غاشیہ بردار تمہارا
سو جان کی اک جان ہے آزار تمہارا — اچھا ہے جو اچھا نہو بیمار تمہارا
ایسا نہو نیکوں ہی کے حصّے میں تم آؤ — منھ دیکھتے رہجائیں گنہگار تمہارا
ہو جان لبوں پر تو رہے یاد تمہاری — آنکھوں میں جب آئے تو ہو دیدار تمہارا
اے کافرو غرّہ نکرو اپنے بتوں پر — ٹوٹیگا کبھی یہ بُتِ پندار تمہارا
شرمندہ کروں چاند کو سورج کو دکھاکر — ہاتھ آئے اگر سایۂ دیوار تمہارا
جو تم سے ملا حق تو یہی ہے — تم طالبِ حق ہو میں طلبگار تمہارا
تمنے جسے چھوڑا وہ عذابوں میں پھنسا ہے — آزاد ہے دوزخ سے گرفتار تمہارا
یوں حق نے ترا رتبہ رسولوں کو بتایا — تم سبکے ہو سردار وہ سردار تمہارا
اُسکی طرف اللہ ہے تم جسکی طرف ہو — اللہ ہے واللہ طرفدار تمہارا
دامن میں چھپا کا ہوں خفا تو خطاوار — نیکی کوئی کی ہو تو گنہگار تمہارا

آزاد نہ ہو جاؤں میں قیدِ غمِ دیں سے
پھنس جائے نہ دنیا میں گرفتار تمہارا

گھر بیٹھے جلاتی ہے مجھے آتشِ دوری
دربانوں سے گرم ہے دربار تمہارا

مدت سے ترستے ہیں ذرا اسکا لیں آنکھیں
آجائے نظر شعلۂ رخسار تمہارا

موسے کو تو کچھ دیکھکے کہتے ہیں غش آیا
بے دیکھے۔ ہے غش طالبِ دیدار تمہارا

ہوں قافلے میں لاکھوں سوار اور پیادے
مجھسا نہو وارفتۂ رفتار تمہارا

لبریز مری عمر کا ہو جائے پیالہ
اتنا تو ملے شربتِ دیدار تمہارا

گھر بیٹھے ملے سنت جو ہے دین خدا کی
بکتا نہیں سودا سرِ بازار تمہارا

جبریل جگانے کو جب آئے شبِ معراج
تم خواب میں تھے بخت تھا بیدار تمہارا

حافظ کی طرف اک نگہِ لطف ہو للہ
اللہ کا بندہ ہے - گنہگار تمہارا

مژگانِ تر سے حشر کا کھٹکا نکل گیا
جسکی خلش تھی دل میں وہ کانٹا نکل گیا

پیراہنِ حیات نکّا نکل گیا
پہنے ہوئے عدم سے میں نکلا۔ نکل گیا

ٹھہرا نہ اُس نکلتے ہوئے قد کے سامنے
جب بحث آپڑی قدِ طوبےٰ نکل گیا

جنت میں آپنے جسے چاہا جگہ ملی
دوزخ سے آپنے جسے چاہا نکل گیا

طیبہ ہے دور۔ صاحبِ طیبہ مدد کرو
میں رہ گیا ہوں قافلہ سارا نکل گیا

کیا پیچ و تاب کھائے وہاں بوئے مشک نے
جس راہ سے وہ گیسووں والا نکل گیا

گھر والے جانے دیتے نہ تنہا مدینے کو
چپ چاپ لیکے نام خدا کا نکل گیا

دیوانے اُنکے لاکھوں ہیں مشہور ہم ہوئے
نکلے جو گھر سے نام ہمارا نکل گیا

اعمال تھے برے مگر آئے اُنھیں پسند
دفتر خراب تھا مگر اچھا نکل گیا

سب کچھ ملا جگہ جو درِ پاک پر ملی
در سے تمہارے کام ہمارا نکل گیا

فارغ کیا حضور نے امت کے دل کو آج
فردا سے پیشتر غمِ فردا نکل گیا

حبل الورید کی نہ رہی قید بعدِ مرگ
پھندا مرے گلے میں پڑا تھا نکل گیا

یوں آپ آسمان سے باہر نکل گئے
جیسے کمر سے آپ کی پٹکا نکل گیا

بابِ قبول بہرِ شہیدی جو وا ہوا
میں خوش ہوا کہ خوب یہ رستہ نکل گیا

حافظ کو لوگ لیگئے دفنانے کے لیے
دوڑو مدد کو۔ دور جنازہ نکل گیا

آنکھ کو لپکا پڑا ہے آپ کے دیدار کا
آنکھ سے پیارا ہے روزن آپ کی دیوار کا

ہے کفیل امت کی۔ ذاتِ احمدِ ذی اختیار
ہے وکیل اللہ ذاتِ احمدِ مختار کا

آپ کے زائر ہیں یا اللہ کے مہمان ہیں
روز چکھتے ہیں مزہ سب عزتِ دیدار کا

ہے وہی مرضی خدا کی جو رضا محبوب کی
اس سے ہو سکتا ہے اندازہ خدا کے پیار کا

رات دن گھر بیٹھے روضے کی زیارت ہے نصیب
سامنے آنکھوں کے ہے نقشہ در و دیوار کا

حیرت ایسی چھائی روضے میں صفائے حسن سے
بن گیا آخر کو آئینہ ہر اک دیوار کا

عشق ہمارا کچھ نہیں موقوف نور طور پر
گر پڑیں دیکھیں جو سایہ روضے کی دیوار کا

لی مریض ناتوانی نے روضے میں جا کر پناہ
آڑ میں دیوار کی۔ سایہ چھپا دیوار کا

بخشوا کر مول لیتے ہیں غلاموں کو حضور
یوں چکا لیتے ہیں سودا حشر کے بازار کا

نور حضرت کی بدولت حسن کی دولت ملی
حضرت یوسف! یہ کچھ سودا نہیں بازار کا

ہم مدینے جاتے ہی خود تیرے ہاتھوں بک گئے
سر میں اک مدت سے تھا سودا ترے بازار کا

میں ہوں مجرم مجھکو مجرموں میں تو رسوا نکر
رکھ لے پردہ اہل دیں میں ایک دنیادار کا

بھیڑ ہی بھیڑ روضے پر۔ گری پڑتی ہے خلق
مرنہ جائے کوئی بھوکا آپ کے دیدار کا

خیرہ ہو جاتی ہیں آنکھیں کثرت انوار سے
کام دروازے سے بھی لیتے ہیں وہ دیوار کا

خواب کیسا جاگتے ہی میں نظر آئینگے آپ
ایک دن چمکیگا تارا دیدۂ بیدار کا

کچھ نہ پوچھو خار صحرائے عرب کی لذتیں
پاؤں میں چبھنا تھا یا دل سے نکلنا خار کا

ایک حافظ اور فکر دین و دنیا بیشمار
کیا کرے فکر غزل۔ جب ہو ہجوم افکار کا

ہجر میں ڈھونڈھتا ہوں دل زار کیا ہوا
سرکار کا خزینۂ اسرار کیا ہوا

یوسف کہاں - وہ مصر کا بازار کیا ہوا
وہ جنس کیا ہوئی وہ خریدار کیا ہوا

شربت پلانے آئے ہیں احباب نزع میں
جینے سے سیر تشنۂ دیدار کیا ہوا

دل پر مرے وہ ہاتھ ہے - لب پر ہے یہ سوال
آزار دل کا تھا جو دل آزار کیا ہوا

آنکھوں سے جانِ زار بھی نکلی - نگاہ بھی
اک تجھکو میری حسرتِ دیدار کیا ہوا

اُنکا تو میں غلامِ درم ناخریدہ تھا
سر بیچکر ہوا جو خریدار کیا ہوا

روزِ جزا وہ ملک وہ کشور وہ دبدبہ
جز ذاتِ پاک واحدِ قہّار کیا ہوا

کیسی پڑی ہے محکمۂ عشق میں پکار
دل جسکا نام ہے وہ گنہگار کیا ہوا

کافی ہے چشمِ دل نہ سہی دیدہائے سر
پھوٹے جو دونوں کاسۂ دیدار کیا ہوا

سب اچھے اچھے اب مجھے اچھا سمجھتے ہیں
اچھا ہوا - اُن آنکھوں کا بیمار کیا ہوا

پوچھا یہ اُنکے رحم نے سب حال پوچھکر
غمِ عاقبت کا عاقبتِ کار کیا ہوا

گلیوں میں کیوں بہی بہی پھرنے لگی شراب
ٹوٹا پڑا ہے کیوں خُمِ خمّار کیا ہوا

ڈھونڈھونگا اس پتے سے میں بازارِ حشر میں
اپنے غلاموں کا وہ خریدار کیا ہوا

ملتی پناہ مجھکو قیامت کی دھوپ سے
ہو لیے! تمھارا سایۂ دیوار کیا ہوا

بیمار ہو کے آپ کے در پر میں جان دوں
اور آ کے لوگ پوچھیں وہ بیمار کیا ہوا

دنیا ہے کربلا کا ہر اک ذرّہ یہ صدا
سر دار کیا ہوا - سرِ سردار کیا ہوا

عظمت نکی جو نام رسولِ انام کی
پھر کیسے۔ قرن کا فرو دبیدار کیا ہوا

شیدا ہوا حضور کا جب سے ہوا شعور
دیوانہ ہو گیا ہوں میں۔ ہشیار کیا ہوا

سب جانتے ہیں مجھکو۔ ہی جنت کی آرزو
روضے کے غم میں جینے سے بیزار کیا ہوا

بیخود ہوا حبیبِ خدا کی تلاش میں
گم ہو گیا میں انکا طلبگار کیا ہوا

روتا ہی پھوٹ پھوٹ کے چھالا قدم قدم
چبھتا رہِ مدینہ میں۔ وہ خار کیا ہوا

کھویا گیا میں آپ ہی۔ اللہ ری بیخودی
غائب ہوا۔ میں حاضرِ دربار کیا ہوا

حافظ ہی یاد کچھ تجھے روزِ الست کی
مردِ خدا وہ عہد وہ اقرار کیا ہوا

محشر میں غم ہی۔ غم کا خریدار کیا ہوا
غم۔ خوار پھر رہا ہی وہ غمخوار کیا ہوا

وہ جانِ جان وسیلۂ دیدار کیا ہوا
آنکھوں کی آنکھ روزنِ دیوار کیا ہوا

جنت میں بیقرار ہیں روضے کی حسرتیں
وہ نورِ در۔ وہ سایۂ دیوار کیا ہوا

کھلتا نہیں یہ بھید کہ مولے کے سامنے
کھلتا نہیں ہی کیوں لبِ اظہار کیا ہوا

سوئے تو بس پڑے کہ حضور آئے خواب میں
جاگے تو روئے ہم کہ وہ دیدار کیا ہوا

تابِ جمال دیکھنے کی کسکو تاب تھی
وہ پردہ اوٹھ گئے مانع دیدار کیا ہوا

کیا توبہ کر کے۔ ہوا میں شفاعت سے نا امید
ترکِ گنہ سے اور گنہگار کیا ہوا

قسمت کا پھیر ہے کہ میں یوں مجھکو پھیر لائے
تھا بار بار جس میں وہ دربار کیا ہوا

جینے سے ہی سوا - جو ہو مرنا حضور میں
مرنا اگر یہی ہے - تو دشوار کیا ہوا

اک روز جام زندگی تلخ بھر نجائے
اب تک ملا نہ شربت دیدار کیا ہوا

منھ تلخی اجل سے بگڑتا ہی شروع ہے
مولے! تمھارا شربت دیدار کیا ہوا

پیتا ہوں گھونٹ زہر کے مرتا ہوں تلخکام
موت آگئی وہ شربت دیدار کیا ہوا

مولے کی ہے تلاش غلاموں کو روز حشر
مطلوب ڈھونڈھتے ہیں طلبگار کیا ہوا

بازار حشر - عاصیوں سے ٹھٹ اٹھا پڑا
چھوڑا اُجاڑ کر - وہ خریدار کیا ہوا

وہ میں - وہ ننگے پاؤں - وہ چھپا - وہ بن - کہاں
چھتا ہوا وہ دل میں ہر اک خار کیا ہوا

بھتی جو جلش کی چھیڑ مزیدار - کیا ہوئی
تھا جس سے دل کو چین - وہ آزار کیا ہوا

حافظ ! دوبارہ کیوں نہ گئے تم حجاز کو
مرد خدا وہ عہد وہ اقرار کیا ہوا

وعدہ اللہ کا جو سمجھے کہ جھوٹا ہوگا
وہ کہے اور بھی تمنا کوئی پیدا ہوگا

قطعہ ۸ شعر

حشر کے روز قیامت کا تماشا ہوگا
گرد مولے کے گنہگاروں کا میلا ہوگا

شہل کرا سہمت گنہگاروں کے پھنستے ہونگے
بیگناہوں کا کہیں فیصلہ ہوتا ہوگا

ذرّہ بھر خیر کا ہوگا کوئی بیکس محتاج
بال بھر پلۂ نیکی کہیں ہلکا ہوگا

منھ تکیگا کوئی نیکیوں کا عجب حسرت سے
خوف سے منھ جو ذرا سا نکل آیا ہوگا

آفتاب آکے کھڑا ہوگا سوا نیزے پہ
جسکی گرمی سے ہر اک مغز پگھلتا ہوگا

وہ حرارت - وہ کڑی دھوپ - وہ تانبے کی زمیں
چھائی چھائی کہیں تلوؤں کا پسینا ہوگا

کوئی اپنا - نہ بیگانہ - نہ عزیز اور قریب
باپ ماں - بھائی بہن - بیٹی نہ بیٹا ہوگا

غول کے غول چلے جائینگے جنت کی طرف
جس طرف چشمِ شفاعت کا اشارا ہوگا

اوٹھنے والی تھی جو موسے شبِ معراج برات
پہنچتا نہ کوئی اسکا پہ بھینا ہوگا

وعدۂ روزِ قیامت کا عبث ہے حافظ
ہونے والا تری قسمت میں جو ہوگا ہوگا

برقِ جمال سے دلِ دیوانہ جلگیا
مشعل کے پاس جاتے ہی پروانہ جلگیا

سینے سے چند روز تو اوٹھتا رہا دھواں
آخر سلگ سلگ کے یہ کاشانہ جلگیا

لایا دلِ شکستہ نہ تاب اک نگاہ کی
بجلی گری - فقیر کا ویرانہ جلگیا

جلوے خدا کے نور کے - ہیں ہر جگہ نئے
پتھر تو جلگئے - یہ بھینا نہ جلگیا

بوٹا جلا - پہاڑ جلا - حضرتِ کلیم!
سب کچھ جلا - وہ بیچ کا پردہ نہ جلگیا

دل میں نہ کوئی تخمِ تمنّا ہرا ہوا
بویا زمینِ شور میں جو دانہ - جلگیا

کتنی جھونپڑے ہیں برق سے پل بھر کی روشنی / اندھیر یہ ہوا کہ سیہ خانہ جلگیا
بچا نہ تھا یہ رشک کہ منبر کی چڑھ بنی / تھا چوبِ خشک اُستنِ حنّانہ جلگیا
طوفانِ اشک و نالۂ جانسوز - الاماں / میں ہوں وہ سخت جاں کہ نہ ڈوبا نہ جلگیا
دل جلگیا - تو دل میں سوا غم کے تھا ہی کیا / ہے یہ خوشی کی بات کہ غمخانہ جلگیا

حافظ بلا سے - دل میں اگر آگ لگ گئی
ویرانے میں سرے سے نہ کچھ تھا نہ جلگیا

چترِ رحمت میرے سر پہ سایہ گستر ہو گیا / چاند حبیبکا - آفتابِ روزِ محشر ہو گیا
رفتہ رفتہ ذرّہ خورشیدِ انور ہو گیا / اُتنی ہی نسبت بڑھی جتنا میں کمتر ہو گیا
سچ یہ ہی کرتی ہے تہمت بھی بشر کو بے وقار / سرگراں مشہور ہو کر میں سبکسر ہو گیا
میرا ذمہ - اسکے جو پہلو سے باہر ہو نہ جائے / پہلے جلوے میں تو دل قابو سے باہر ہو گیا
کچھ بچھونا آپ کے غم نے تنِ بیمار میں / ایک رُخ طالب کا بستر - ایک چادر ہو گیا
موندلیں آنکھیں تو دل کو نورِ یکسوئی ملا / ہو گئے جب بند روزن گھر منوّر ہو گیا
ایک تھا بے پردہ جلوہ جس نے لوٹا گھر کا گھر / دل سے بل - دل تن سے - تن جامے سے باہر ہو گیا
المدد بیتابیِ دل! ہاں ذرا تڑپا تو دے / صبر ٹلتا ہی نہیں چھاتی کا پتھر ہو گیا
اللہ اللہ نشہ ہی کتنی مئے عشقِ نبی / شیشۂ دل چور - ٹکڑے کاسۂ سر ہو گیا

فتنۂ یاجوج ظلمت سے صفا نے دی پناہ۔ / دل جب آئینہ بنا سدِّ سکندر ہو گیا

پائی ضبطِ گریہ نے عشقِ نبی میں آبرو / ٹھکیا جو قطرہ آنسو کا وہ گوہر ہو گیا۔

عشق نے آ کر۔ دل کی بینائی کا پردہ رکھ لیا / پردہ در سمجھے تھے جس کو پردہ در ہو گیا

سادہ لوحی ہی مری۔ سادی نہیں لوحِ جبیں / میری قسمت کا لکھا۔ حرفِ مقدّر ہو گیا

سر میں سودا۔ دل میں وحشت۔ ایک ہی شے کا تھا نام / پاؤں میں جا کر اُسی کا نام چکّر ہو گیا

تم ہو میرے دل میں۔ دل غیروں سے خالی۔ آنکھ بند۔ / کون آ سکتا ہے گھر میں۔ بند جب در ہو گیا

رو دیے ہو لے دیکھتے ہی آنکھ میں آنسو نہ تھا / قطرۂ شبنم نیازِ مہرِ انور ہو گیا

اللہ اللہ کہتے کہتے کعبے کا پایا لقب / اللہ اللہ اب تو دل اللہ کا گھر ہو گیا

اُن کے قبضے۔ اُن کے کہنے میں ہی اب دل مرا / گو مرے پہلو۔ مرے قابو سے باہر ہو گیا

گھر کی حد سے۔ حدِّ آبادی سے۔ حدِّ شرع سے / آپ کا دیوانہ کس کس حد سے باہر ہو گیا

عشق کی سرکار سے روزی ہوا نالوں کا شغل / رات دن کا اک وظیفہ سا مقرر ہو گیا

بزمِ ساقی میں حریفوں سے میں پہنچا دیر کو / میرے آتے آتے اک اک دورِ ساغر ہو گیا

لختِ دل آنکھوں میں ہیں پہلو میں ہے دل لخت لخت / شکر ہے۔ دو گھر بسے۔ ویران اک گھر ہو گیا

قطعہ

مدّتوں سے لگّے ہیں تنہا انقلابِ روزگار / غالب آخر کفر پر۔ دینِ پیمبر ہو گیا

قوتِ حق سے اہلِ باطل گوشے میں چھپتے پھرے
آشکارا زورِ بازوئے پیمبر ہو گیا

کون بازوئے پیمبر مرتضیٰ شیرِ خدا
جسکا اک سچا لقب نفسِ پیمبر ہو گیا

صف شکن صفدر۔ وہی جسکو یداللہ بولے آپ
وہ درندہ شیر۔ جسکا نام حیدر ہو گیا

دعویِ مردانگی بھولا ہر اک پیر و جواں
لا فتیٰ اِلّا علی کا وردِ انسہ ہو گیا

بت جو ٹوٹا۔ دی صدا لا سیف الا ذوالفقار
شرکِ اکبر قائلِ اللہ اکبر ہو گیا

اوٹھ گیا قبضہ بتوں کا۔ تھا جو بیت اللہ پہ
دخلِ دیں کعبے کے اندر اور باہر ہو گیا

اونچے اونچے بت بلندی سے گرائے منہ کے بل
جب یداللہ راکبِ دوشِ پیمبر ہو گیا

ترشے تھے دس بیس پتھر ایک اک بت کیلیے
ٹوٹکر ایک ایک بت دس بیس پتھر ہو گیا

جان پھر آئی سلامت ہند کو حافظ کے ساتھ
دل فدائے روضہ و محراب و منبر ہو گیا

ہے سرِ عرش جلوہ گر نامِ جنابِ مصطفیٰ
خلد کے پتے پتے پہ نامِ جنابِ مصطفیٰ

شام سے لیکے تا سحر لیتے ہیں رات رات بھر
جن و بشر۔ شجر حجر۔ نامِ جنابِ مصطفیٰ

دنگ ہیں دیکھ دیکھکر سیدنا ابو البشر
کرسی و لوح و عرش پر نامِ جنابِ مصطفیٰ

زیر و زبر ادھر ادھر اوٹھکے گئی نظر جدھر
آیا لکھا ہوا نظر۔ نامِ جنابِ مصطفیٰ

جب سرِ لوح لکھ چکا وحدتِ شانِ کبریا
آیا زبانِ خامہ پر نامِ جنابِ مصطفیٰ

مانتے ہیں اسے سبھی کوئی ولی ہو یا نبی
ناميوں میں ہے نامور نامِ جناب مصطفےٰ

جانتے ہیں اُنھیں سبھی بلندی اور منتہی
صاف لکھا ہے لوح پر نامِ جناب مصطفےٰ

نامِ خدا رہا ہے جو نامِ خدا کے ساتھ ساتھ
کم ہے دکھائے جو اثر نامِ جناب مصطفےٰ

رحمتیں آئیں جھومتی میرے لبوں کو چومتی
نامِ خدا میں لوں اگر نامِ جناب مصطفےٰ

دل سے یہ سُن لو مومنو صلِّ علی النبی کہو
پڑھتے ہوئے سنو اگر نامِ جناب مصطفےٰ

حافظِ بے نوا کی ہے حق سے دعا کہ وقتِ مرگ
آئے مری زبان پر نامِ جناب مصطفےٰ

زینتِ عرش جب ہوا نورِ خدا کے نور کا
کون و مکاں میں چھا گیا نورِ خدا کے نور کا

نورِ خدا سے تھا بنا نورِ خدا کے نور کا
پر نہ خدا سے تھا جدا نورِ خدا کے نور کا

چار طرف تھی روشنی نورِ خدا کی جلوہ گر
چار طرف محیط تھا نورِ خدا کے نور کا

فرش زمین و آسماں عرشِ برین و لامکاں
جلوہ نما تھا جا بجا نورِ خدا کے نور کا

نامِ خدا عجب مزہ نامِ خدا میں ہے بھرا
کیوں نہ کہے خدا خدا نورِ خدا کے نور کا

کیا تھی زمین کی بساط کون کی کیا تھی کائنات
باعثِ کائنات تھا نورِ خدا کے نور کا

نورِ خدا سے پیشتر ایک خدا کی ذات تھی
باعثِ خلقِ ماسوائے نورِ خدا کے نور کا

گو کہ ہے ظل سے پاک تر ذاتِ خدائے پاک کی
ذات کا ظلِ پاک تھا نورِ خدا کے نور کا

نام خدا حضور نے نام خدا اسکا دیا — ہی بخدا خدا نما نور خدا اسکے نور کا
آئے گئے مکاں سے نکلے میں لامکاں تک — نور خدا سے جا ملا نور خدا کے نور کا

حافظ بے سواد کا پست ہی آگے حوصلہ
نامہ سیہ کجا۔ کجا نور خدا کے نور کا

مٹا یارا استانا راستی کا — نکالا آپ نے بل ہر کجی کا
ہی جتنا پاس اُنھیں ہر اُمتی کا — کسی کو ہی خیال اتنا کسی کا
کوئی بیہرا نہ میں بیکس کسی کا — ہی بیہری بیکسی۔ میں بیکسی کا
ہنسا کرتے تھے ہم روتے ہو دل پہ — ہمیں رونا ہی اب اپنی ہنسی کا
ہنسی آتی ہی مجھکو زخم دل پہ — کہ اسنے کیوں چڑایا منھ ہنسی کا
مرے دل میں رہے ذکر الٰہی — مرے لب پہ ہو نعرہ یا نبی کا
خدا نے موتیوں سے بھر دیا منھ — کیا جب بے صف دندان نبی کا
غنی دل۔ ہاتھ خالی۔ اللہ اللہ — لبوں پر ذکر ہے اللہ غنی کا
سخی کا ہاتھ ہو۔ جھولی گدا کی — گدا کا ہاتھ ہو۔ دامن سخی کا
غلاموں کی غلامی۔ ہی مرا فخر — مرا منھ۔ اور دعوی عاشقی کا
فنا کر دیتی ہی باقی سے واصل — ہی وصل و ہجر جھگڑا اپنے جی کا

قطعہ

نہ پوچھو میرے جینے کا سہارا
میں مرتا ہوں کہوں کیا حال جی کا

سنا ہی ہی ایک امیدِ مرگِ طیبہ
یہی تو آسرا ہی زندگی کا

خدا والے سے میری لَو لگی ہی
خدا والی ہی میری بیکسی کا

پڑا ہی جی زیارت میں کبھی ہو
میں اب تک مر چکا ہوتا کبھی کا

نجف میں مدتوں گونجیگا جا کر
جو نکلا منہ سے نعرہ یا علی کا

قطعہ

کھڑا ہی دست بستہ ایک سائل
لبوں پر ہی وظیفہ یا نبی کا

نہ مانگا ہی نہ مانگیگا کسی سے
سہارا ہی فقط ایک آپ ہی کا

ٹلیگا لیکے منہ مانگی مرادیں
یہ دروازہ غنی کا ہی سخی کا

مرادیں جس نے جو مانگیں وہ پائیں
سوال ایک ہوا ہی رد کسی کا

جگر گوشوں کا صدقہ مانگتا ہی
غلامِ بے نوا مولے علی کا

یہ سائل ہند کا ہی۔ نام **حافظ**
کھلیں روشن ہی جو مطلب ہی جی کا

پتھر کے برابر نہیں رتبہ مرے سر کا
ہی سر کے برابر مجھے پتھر ترے در کا

مجھسے ہی مرے سر کو تقاضا ترے در کا
ملجائے وہ در یہ بوجھ اُتر جائے یہ سر کا

دیکھا ہوا رستہ ہے مدینے کو چلی چل
اے جان ۔ اگر تن سے ارادہ ہے سفر کا

اشکوں نے ہٹانے نہ دیا ہاتھ کو دامن
پلہ نہوا پاک مرے دیدۂ تر کا

خورشید قیامت میں قیامت کی ہے گرمی
چھوٹا ہوا پھاہا ہے مرے داغِ جگر کا

چمکا صفِ محشر میں جو خورشیدِ شفاعت
دم خشک ہوا دم میں مرے دامنِ تر کا

دیوانہ مدینے کو چلا گھر سے نکل کر
سب پوچھ رہے ہیں کہ ارادہ ہے کدھر کا

رکھتا ہوں لگائے ہوئے آئینۂ دل سے
نقشہ بھی تو محبوب ہی محبوب کے گھر کا

حافظ میں کہاں اور کہاں نعتِ رسولے
کیا تنگ بشر وصف لکھے فخرِ بشر کا

دم ہجر میں حضرت کے نکل جائے تو اچھا
بگڑی ہوئی حالت ہے سنبھل جائے تو اچھا

تقدیر سے تدبیر جو چل جائے تو اچھا
تدبیر سے تقدیر بدل جائے تو اچھا

دم گھٹنے لگا اب تو غم ہجر نبی میں
گھبرا کے جو سینے سے نکل جائے تو اچھا

مجھسے مری تصنیف وہ سننے کو بلالیں
فقرہ بہت اچھا ہے یہ چل جائے تو اچھا

چھالے ہوں سر پا دل ہوں صحرائے عرب ہو
یہ نخلِ تمنا مرا پھل جائے تو اچھا

آنسو بہت اُمڈے ہوئے ہیں شرم گنہ سے
یہ چشمۂ رحمت ہے اُبل جائے تو اچھا

جس جی میں نہو عشق وہ مرجاے تو بہتر
جس دل میں نہو آگ وہ جل جاے تو اچھا

وہ آئے ہیں - ای جان ذرا تھم کے نکلنا
دیدار کی حسرت بھی نکل جاے تو اچھا

سینے میں دم اٹکا ہی - مدد کر مدد ای مرگ
کانٹا سا کھٹکتا ہی - نکل جاے تو اچھا

مرنے کا سفر دور ہی - ڈرتا ہوں اکیلا
ہمراہ اگر حسن عمل جاے تو اچھا

سرکار میں فریاد پہنچ جاے تو ہی خوب
دربار نبی میں یہ غزل جاے تو اچھا

خالق سے دعا کیجیے - مولا سے توسل
تدبیر تو اچھی ہی یہ - چل جاے تو اچھا

ہمت نہیں - قوت نہیں - روضہ ہی ابھی دور
تھوڑی سی زمیں آگے کو ٹل جاے تو اچھا

ہیں نزع میں ہوں - آمد مولا کی خبر ہی
کچھ دیر کو آئی ہوئی ٹل جاے تو اچھا

تصنیف سنیں بھی تو مصنف ہی سے مولا
حافظ ہی سنانے یہ غزل جاے تو اچھا

بدن سے روح رواں ابتر آپ روانہ اوٹھا
اب اس چمن سے مری بلبل آشیانہ اوٹھا

انھیں تو رحم کا ہی پاس مجھکو یہ وسواس
مدد کو وقت پڑا ای درد تو اوٹھا نہ اوٹھا

اوٹھیگا آپ مدینے کے رخ ہمارا منھ
دیار ہند سے جس وقت آپ روانہ اوٹھا

ہی بوجھ ضعف کے احسان کا بہت مجھپر
رسول پاک کے در سے اوٹھا گیا نہ اوٹھا

گھڑی وہ کونسی آئی کہ خانۂ دل سے
نبی کے ہجر میں شور خدا خدا نہ اوٹھا

پڑا رہا در محبوب پر زہے قسمت
گناہگار کا بھاری جنازہ تھا نہ اوٹھا

میں مر لئے مرنے محبت میں مر گیا بے موت
اجل کا ناز (رہی دنیا سے اوٹھ گیا) نہ اوٹھا

گرے پڑے کا ٹھکانا ہی تیرے ہی در پہ
میں گرتے پڑتے ٹھکانے پہ آ پڑا نہ اوٹھا

بھلا ہو ضعف کا۔ جسکے طفیل اُس در پہ
میں لڑکھڑا کے گرا پھر گرا ہوا نہ اوٹھا

جبیں کو ایک ہی سجدے کی نذر ہونا تھا
سر سجود کو اوٹھنا ہی بار تھا نہ اوٹھا

سفر کے درمیان میں بھی صرف ہی سفر تو سفر
کھلے خزانے مضامین کا خزانہ نہ اوٹھا

یہ دوستوں کی خوشی پوری کی گئی **حافظ**
بدیہہ لکھنے کو از خود قلم نہ اوٹھا

بُرا ہو ناتوانی کا۔ بُرا ہو وحشت دل کا
میں گھر کا ہوں نہ باہر کا نہ بیٹھنے کا نہ منزل کا

اوٹھوں تو آنکھ کھٹکوں جو بیٹھوں بار ہوں دل کا
نصیبوں سے میں ہم پلہ ہوا ہوں گرد منزل کا

کہاں کا پانی آیا تھا کہاں کی مٹی آئی تھی
اوٹھایا تھا خمیر ایسے ہی مانع جب مری گل کا

بھڑک اوٹھا اگر شعلہ تو نالے صور پھونکینگے
قیامت ہی سلگتا پھینکے سینکے آتش دل کا

مرے پہلو کو بھی پھونکا مرے سینے کو بھی پھونکا
بُرا ہو آتش دل کا۔ بُرا ہو آتش دل کا

دکھا کر چھیڑ کر دل کو مرے تڑپاے جاتا ہی
یہ اپنے حق میں کانٹے بو رہا ہی آبلہ دل کا

پھر ہی رہ جائیگی حسرت تو دل رہ جائیگا مر کر
نہی ہو جائیگا قالب اگر حسرت بھرے دل کا

گناہِ عاشقی سے مرتے مرتے بھی نکی توبہ
خدا رحمت کرے۔ دم تھا غنیمت حضرتِ دل کا

مجھے دیکھا جو در پر۔ اپنے دربانوں سے فرمایا
پڑا رہنے دو کوئی آہ ہو۔ تھکا ماندہ ہے منزل کا

خدا کا نام لیکر چل پڑے ہم ٹھوکریں کھاتے
رہِ طیبہ میں قدموں سے لگا ہے توشہ منزل کا

ٹپکتا ہے یہی ہر وقت کے آنسو ٹپکنے سے
بغل میں رہ گیا ہے ٹوٹکر شیشہ مرے دل کا

مرا دل اُنکے گھر ہے۔ اور اُنکا گھر مرے دل میں
اُنھیں کو خوب ہی معلوم جو ارمان ہے دل کا

جو رہتا ہے اُنھیں پردے میں چھپکر چشمِ مردم سے
مری آنکھوں سے بہتر ہے مرا خلوتکدہ دل کا

جگر کا دل کا اُف رے ضبط۔ کوئی اُف نہیں کرتا
جگر کا ہے یہ۔ دل دیکھو۔ جگر دیکھو مرے دل کا

غم ہو لئے کے رہنے کو بہت ہے اس میں گنجایش
عبث ہے **حافظِ** دلتنگ کو غم تنگیِ دل کا

کیا کہیں کیا ہوا تیرا جلوہ جہاں ہوا
دل سا مکاں ہو کے فنا لامکاں ہوا

گھل گھل کے ہجر میں بہت ناتواں ہوا
ایسا سبک ہوا ہوں کہ اوٹھنا گراں ہوا

ہے لے کا عشقِ عارض و گیسو عیاں ہوا
رخ پہ سفید رنگ۔ لبوں پہ دھواں ہوا

نالے نے پہلے کرلی ادا خدمتِ جرس
اشکِ رواں کا قافلہ پیچھے رواں ہوا

آنکھوں میں بس گیا تو وہ آنکھوں سے چھپ گیا
میری نظر سے میری نظر سا نہاں ہوا

کیسا چراغ۔ کسکا فتیلہ۔ کہاں کی شمع
اک بیکسی کا داغ۔ کسِ بیکساں ہوا

کچھ نام کا نشان - نہ کچھ نام کو نشان
بے نام و بے نشاں مرا نام و نشاں ہوا

دل میں نہ ہوگی وہ کی سمائی - خدا گواہ
یادِ خدا نہ ہوگی جو عشقِ بتاں ہوا

کوئی مکین ہی نہ کسی کا مکان ہی
تیرا ہی گھر مکان سے تا لا مکاں ہوا

دن رات طفلِ اشک کو رونے سے کام ہی
بھولا کبھی نہ یہ سبق - ایسا رواں ہوا

تم تک پہنچنے لڑ ہی چکے تھے مرے نصیب
تھوڑے سے فاصلے کا قدم درمیاں ہوا

بے پردہ تجھکو دیکھنے کی کسکو تاب تھی
پردے میں عاشقوں سے عبث تو نہاں ہوا

آئی کوئی دوا تو کہا او ٹھکے ورد نے
کہیے تو خیر ہی ادھر آنا کہاں ہوا

تقدیر سے ملا ہی سخن مجھے گوہر مراد
دندانِ شہ کے وصف میں گوہر فشاں ہوا

حافظ کہاں ہم اور کہاں بخت زائراں
منہ تکتے رہ گئے جو رواں کارواں ہوا

تھا جیتے جی تو مرنے کا کھٹکا لگا ہوا
مرنے کے بعد جینے کا دھڑکا سوا ہوا

کھولا جواب نامے کا پردہ چھپا ڈھکا
چھوڑا مرے کفن کا لفافہ کھلا ہوا

کیا کچھ ہوا - جو ہیچ ہوا - کچھ نہ پوچھیے
ناچیز ہو کے چیز ہوا - کیا سے کیا ہوا

مولا نے بھلا ہو - سن لے یہی جا نکر صدا
اک بینوا غریب گدا کا بھلا ہوا

ہاں اے نگاہِ دیدۂ دل - بڑھ کے دیکھنا
پھرتا ہی سامنے وہ نظر سے چھپا ہوا

کیا کیا دکھا رہا ہی تماشے نئے نئے
رہتا ہی جو نظر سے نظر سا چھپا ہوا

دیکھا نظر اوٹھا کے جو روزِ سیاہ میں
تسلیم کے لیے تھا اندھیرا جھکا ہوا

کرتا ہی دشتِ طیبہ کے کانٹوں کو پایمال
ہی آبلے کی آنکھ کا پانی ڈھلا ہوا

اک ٹھیس کی ہی دیر۔ چھلک جائیگا ابھی
پیمانہ عمر کا ہی لبالب بھرا ہوا

تیرا برا ہو ضعف۔ ترے پاوں ٹوٹ جائیں
میں گھر پڑا ہوں۔ دل ہی عرب میں پڑا ہوا

چھوٹے بڑے گناہوں کی دو گٹھریاں جدا
ترتیب سے ہی رختِ سفر کا بندھا ہوا

ملکِ عدم کو مومن اسی ڈر سے جاتے ہیں
ملتا ہی راہ میں درِ توبہ کھلا ہوا

لب ہل سکے نہ شکرِ نمکداں کے واسطے
حقِ نمک نہ زخمِ جگر سے ادا ہوا

طیبہ میں کھو کے دل کو ہوئے خوش ہم اسقدر
پایا ہو جیسے مفت۔ کہیں کچھ پڑا ہوا

حافظ کو تیرے غم کے سوا کوئی غم نہیں
آفت میں مبتلا نہ ترا مبتلا ہوا

پہنچ کے اُنکی گلی میں ہلاک ہو جاتا
یہ خاکسار۔ مدینے کی خاک ہو جاتا

بھلے کو جب رخ مقابل نہ خاکیوں سے ہوا
یہ ایک آہ میں تو جل کے خاک ہو جاتا

یہ نارِ اشک۔ بنی گے قدم۔ کہاں قسمت
شریکِ نعل ہی میں اشتراک ہو جاتا

جو خاکِ ہند میں مٹی پلید ہوتی تھی
تو اس پلید کا قصہ ہی پاک ہو جاتا

نہ بھولتے کبھی احسان ہمنشینو دستِ جنوں — اگر یہ پردۂ ناموس چاک ہوجاتا
ہمارے دفترِ بد کو تو دیکھ ۔ دیدۂ تر — کسی طرح تو یہ رو دھو کے پاک ہوجاتا
وہ دلنواز ۔ اگر آکے ہاتھ رکھدیتے — تو ہاتھ بھر کا دلِ دردناک ہوجاتا
تری گلی میں ہوں کاش بیکسی کی موت — مرا فسانہ ذرا دردناک ہوجاتا
یہ جان بحرِ محبت میں غرق ہوجاتی — یہ تن کا جامۂ ناپاک پاک ہوجاتا
یہ روح روضے کی چڑیوں میں جاکے مل جاتی — یہ جسم ۔ زاغ و زغن کی خوراک ہوجاتا
ہم آبلے کو سمجھتا کہ دوسرا دل ہے — جو دل کو اسکی تپک سے تپاک ہوجاتا
کبھی کبھی تو چپک دے ۔ دکی بھی ہوجاتی — کہ دل کا داغ ذرا تابناک ہوجاتا
ہوائے طیبہ سے درپردہ راہ ہوجاتی — چھپا ہوا کوئی سینے میں چاک ہوجاتا
دمِ اخیر جو وہ اک جھلک دکھا دیتے — فدا اسے نعرۂ رُوحی فِداک ہوجاتا

بس اتنا ایک ہی باقی ہے آرزو حافظ
زمینِ طیبہ میں گل سڑ کے خاک ہوجاتا

یہ کیوں کہوں ۔ دلِ پرخوں کو اضطراب ملا — کہ اضطراب کو دل ۔ دل کو خونِ ناب ملا
ملا تو حضرتِ دل ۔ تمکو اضطراب ملا — عذاب میں نہ مجھے ڈالا تو کیا ثواب ملا
عذاب جھیلکے جب جان کو ثواب ملا — ثواب کا ہے کو ۔ اک جان کا عذاب ملا

مرا نصیب جو کروٹ بھی لے تو مجھ سے کہے — ترے نصیب کا بھی سب تجھی کو خواب ملا

عوض نصیب کے آنکھوں نے پائی بیداری — مرے نصیب کا قسمت کو میری خواب ملا

ہوئی ہیں لذتِ ایذا سے لذت ایذائیں — ملیگی روح کو راحت اگر عذاب ملا

زمانہ ہم سے پھرا اور ہم زمانے سے — تو انقلاب میں ایک اور انقلاب ملا

میں خوش ہوا کہ مقدر پھرا ہوا سیدھا — جو انقلاب میں اور آ کے انقلاب ہوا

سوالِ حشر کو جانے دو یہ بتا دو جواب — بتائیں کیا جو کوئی پوچھے کیا جواب ملا

ہماری توبہ بھی سر مار مار کر ٹوٹی — نہ کوئی چارۂ آسانِ سدِ باب ملا

جواب کو تو نہ ترسا سوال ملنے کا — ملا ملا نہ ملا ملنے کا جواب ملا

کرینگے خوب مرمت وہ خانۂ دل کی — اگر شکستہ و خستہ ملا خراب ملا

چلا ادھر سے میں بچپن میں جانبِ پیری — ادھر سے راہ میں آتا ہوا شباب ملا

شرابِ ناب کا سائل نہیں میں اے ساقی — گلابِ ناب ہی توحید کی شراب ملا

یہاں خدا ہی خدا ہے بتوں کا نام نہیں — ملا خدا سے جو دل کعبہ کا جواب ملا

مشاعرے میں سنانے کے قابل اے [illegible]
نہ کوئی شعر نہ مضمون انتخاب ملا

نہ کی تھی کوئی بھی نیکی مگر ثواب ملا — حساب سے تو نہیں اجر بے حساب ملا

جو خاکسار کو باب ابو تراب ملا ۔۔۔ ابوتراب کے ذرّے کو آفتاب ملا
جواب سُنکے نکیرین چلدیے چُپکے ۔۔۔ ملا جواب بھی مجھسے تو لاجواب ملا
ہوی نہ کسی کو بھی خدمت۔ مگر یہ دین اوسکی ۔۔۔ کہ ہمکو امتِ مرحومہ کا خطاب ملا
ملی نبی کو جو امت۔ تو امتوں سے بڑی ۔۔۔ ملا جو ہمکو نبی۔ سب سے انتخاب ملا
حضور نے شبِ معراج۔ کی یہ گرم روی ۔۔۔ گئے بھی۔ آئے بھی۔ پھر گرم فرشِ خواب ملا
برے۔ بھلے کو بھلے ہو گئے کرم کے طفیل ۔۔۔ عوض عذاب کے روزِ جزا ثواب ملا
کہاں میں طالبِ دیدار۔ و وعدہ فردا ۔۔۔ جو حشر کو بھی ملا تو بہت شتاب ملا
حضور سیر کر آئے سب آسمانوں کی ۔۔۔ نہ آفتاب ہی چمکا نہ ماہتاب ملا
جو خواب میں بھی نہ دیکھی تھی شکل۔ وہ دیکھی ۔۔۔ جو سوئیں آنکھیں تو بیدار بختِ خواب ملا
خدا نے اشکِ ندامت کی آبرو رکھ لی ۔۔۔ کہ پاک ہمکو قیامت کے دن حساب ملا
الٰہی اب تو نہیں دل کو انتظار کی تاب ۔۔۔ ملا جو تجھسے۔ مجھے اُس سے تو شتاب ملا
ہوا ہوں غش عرقِ روے پاک کی بو پر ۔۔۔ اب آئے غش میں پسینا بھی تو گلاب ملا
وہ آئی ہجرِ نبی کی بلاے روزِ سیاہ ۔۔۔ یہ تو دعاے سحر سے مجھے جواب ملا
ہزار بار پیے اُسکے پاؤں دھو دھو کر ۔۔۔ جو کوئی بارگہ شہ کا بار یاب ملا
انھیں کا نور دکھائی دیا ہمیں شب و روز ۔۔۔ جو شب کو ماہ ملا۔ دن کو آفتاب ملا

حضور کے پیارے لئے خیر البشر لقب پایا
ہم اسکے صدقے کہ خیر الامم خطاب ملا

بنا دے اور مزیدار ساقئ کوثر
حضور کے دہنِ پاک کا لعاب ملا

لبِ سوال ادب سے حضور میں نہ کھلے
زبان بول گئی نطق سے جواب ملا

ہمارا نالہ جو کوہِ بخت سے ٹکرایا
صدا یہ آئی وہ بڑے بول کا جواب ملا

شریک ہو گئے برابر کے تم بھی اے حافظ
اگر ہمیں صلۂ مدحِ بوتراب ملا

ردیف (ب)

توبہ توبہ منہ مرا اور وصفِ شایانِ حبیب
حبذا اللہ اکبر شوکت و شانِ حبیب

کون لے نامِ مبارک بے ضرورت بار بار
دل فدا ہے نامِ نامی جان قربانِ حبیب

کچھ تو خوبی دیکھ لی ہے تو نے جو کرتا ہے پیار
کون ہے تیرے سوا یارب ادا دانِ حبیب

خاتمِ دستِ سلیماں آپ کے زیرِ نگیں
عالمِ علوی و سفلی زیرِ فرمانِ حبیب

کاش روضے پر وہ بلوالیں ہمیں اور ایک بار
کاش ہم پھر بھی کبھی کہلائیں مہمانِ حبیب

شکر کے سجدے جنابِ حق تعالیٰ میں کرو
اٹھ نہیں سکتا ہے سر سے بارِ احسانِ حبیب

یا الٰہی واسطہ اپنے حبیبِ پاک کا
دے مجھے حبِ حبیب و حبِ یارانِ حبیب

عرصۂ محشر میں سب کو حال وسعت کا کھلا	ہاتھ دنیا بھر کے ہیں اور ایک دامانِ حبیب
جان سے بڑھکر نہیں کچھ۔ وہ ابھی دیتا ہوں میں	اک نظارے کی اجازت دے جو دربانِ حبیب
دونوں جلتے ہیں مگر دوری حضوری میں ہے فرق	ہم سے پھر اچھی رہی شمعِ شبستانِ حبیب

حشر میں حافظ کہونگا دو فرشتے ہیں گواہ
میں ہوں مدّاحِ نبی۔ میں ہوں ثناخوانِ حبیب

ردیف (ت)

میں اور ترکِ شہِ دوسرا کی محبّت	بھلا کیا گدا کیا گدا کی محبّت
مہوّس کو ہے کیمیا کی محبت	مجھے آپ کی خاکِ پا کی محبّت
تری دشمنی دشمنی ہے خدا کی	ہے تیری محبت خدا کی محبت
اوٹھا دل میں وہ درد بیٹھی ہے جس میں	دوا کی عداوت قضا کی محبت
وہی لیگیا میرے پہلو سے دل کو	مرے دل کو جس نے عطا کی محبت
مرے دل کو پھونکا بسایا اُجاڑا	اسی گھر میں برسوں رہا کی محبت
میں آنکھوں کا سرمہ بناؤں جو پائے	یہ ہے آپ کی خاکِ پا کی محبت
میں کونین کو کیا کروں لیکے یارب	مجھے دے شہِ دوسرا کی محبت

نہ آنسو تھمینگے نہ آہیں رکینگی
ہے طیبہ کی آب و ہوا کی محبت

فرشتے ہیں قربان ۔ حوریں فدا ہیں
کرے خاک ۔ انسانِ خاکی محبت

نہ تابِ حضوری ۔ نہ یارائے دوری
الٰہی! یہ ہے کس بلا کی محبت

حقیقت میں ہے عشق ۔ عشقِ الٰہی
محبت ۔ حبیبِ خدا کی محبت

عطا کرنے والا ۔ عطا کر چکا ہے
اجابت کو تیری دعا کی محبت

سمائی ہے قدرت سے چھوٹے سے دل میں
نبی کی محبت ۔ خدا کی محبت

پرائی امانت نہ کھو جائے حافظ
وہ پوچھینگے محشر میں ۔ کیا کی محبت

نور پھیلانے ہوئی آئی ہے کیا آج کی رات
آج کی رات ہے سرکار کی معراج کی رات

میرے نوشاہ کی شب ہے ۔ مرے سرتاج کی رات
جنت کی رات ہے یہ رات ۔ یہ ہے تاج کی رات

آج کی رات کو سمجھو نہ شبِ قدر سے کم
میرے سرکار کی شب ہے ۔ مری معراج کی رات

قبض ارواح سے کھینچا ملک الموت نے ہاتھ
موت سے لگئی جانوں کو امان آج کی رات

نیند آئی نہ دو آنکھ نظر اللہ غنی
جاتی ہے دولت دیدار کے محتاج کی رات

میرے سرکار وہاں پہنچے جہاں قرآن ہے نہ رات
سیکڑوں برس چلے پیچھے رہی معراج کی رات

ابھی پہنچنگی منہ مانگی مرادیں حافظ

جو دعا مانگنی ہو مانگ بھی لو آج کی رات

ردیف (ث)

ہوں صاحبِ فراش میں ناشاد الغیاث | اٹھنی نہیں اٹھائے یہ افتاد الغیاث

کچھ میری قیدِ غم کی ہی میعاد الغیاث | کب کیجیے گا قید سے آزاد الغیاث

رنجوریِ دوام سے پاؤنگا کب نجات | کب ہو گی شاد خاطرِ ناشاد الغیاث

فریاد کرتے کرتے گلا پڑ گیا مرا | فریاد خود ہی مانعِ فریاد الغیاث

بیداد گرِ ستم والوں نے بیداد کی بہت | تم داد دینے والے ہو دو داد الغیاث

فریاد یا نبی کہ ہے [illegible] بے اثر | فریاد کو بھی تم سے ہے فریاد الغیاث

تاثیرِ الغیاث مجھے دے گئی جواب | فریادِ الغیاث ہے۔ فریاد۔ الغیاث

گھیرے ہوئے ہے لشکرِ غم وا اے بیکسی | اک میں ہوں دو رفیق ہیں فریاد۔ الغیاث

مجھ پر پڑا ہی وقت میں ہوں اک گرا پڑا | آ کر اٹھا لو سہی یہ بھی افتاد الغیاث

ہے مانعِ عبادت و سجدہ ۔ مرض مرا | زین العباد حضرتِ سجاد الغیاث

ہے پانچواں برس کہ جدا ہی حضور سے
حافظ کو آج تک نکیا یاد الغیاث

ردیف (ج)

یا شاہِ دیں کرو دلِ بیمار کا علاج
دنیا کے سب طبیب بتاتے ہیں لا علاج

ہے موت یہ کہ دل کو ہے نفرت علاج سے
پرہیز جو دوا سے کرے اُسکا کیا علاج

آئے ہیں چارہ ساز خدا جانے کس لیے
سنتا ہوں میں کہ دردِ محبت ہے لا علاج

موت آئے اور آکے چھڑا جائے درد سے
تیرے مریض کا نہیں اسکے سوا علاج

مرتا ہوں دوستو۔ مجھے طیبہ کو لے چلو
اسکے سوا نہیں ہے کوئی دوسرا علا[illegible]

پوچھا نہ آکے خود نہ بلایا حضور میں
[illegible] مریض ہے کہ [illegible] کیا علاج

کہتا ہے کوئی دق کوئی سودا کوئی جنون
تشخیص [illegible] تو مرا ہو چکا علاج

شہ کو خبر دے آئی مرے درد کی صبا!
جھوٹ ہو اگر تو بتا کیا ترا علاج

آئی نہ راس کوئی دوا دردِ عشق میں
جو کچھ کسی نے مجھکو بتایا کیا علاج

نشتر ہیں مجھکو خار مدینے کی راہ کے
جوشِ جنوں میں فصد سے بہتر تھا علاج

آہیں وہ کیا ہوئیں ترے آنسو وہ کیا ہوئے
حافظ ہوئی مدینے کی آب و ہوا علاج

ردیف (ح)

اللہ نے فصیح کیا تمکو یا فصیح — تم ہو عرب سے اور عجم سے سوا فصیح

بولا تھا جو لئے آپ کا کلمہ پڑھا فصیح — گویا کہ برملا کوئی گویا ہوا فصیح

سب کے کلام سے ہی کلام خدا فصیح — پھر ہر کلام سے ہی کلام آپ کا فصیح

جسکی زبان گنگ تھی گویا کیا اسے — جسکی زبان بھی نہتی اسکو کیا فصیح

لکھوں جو حمد و نعت حقیقت سے کیا عجب — میرا خدا فصیح - رسول خدا فصیح

ہی فیض حمد و نعت خدا و رسول کا — اشعار کیا بلیغ ہیں - الفاظ کیا فصیح

[illegible] اسی انتظار میں — کب آئے پیارے پیارے نبی کی دعا فصیح

کہتے ہیں [illegible] تیری شان — نام خدا وہ امّی گویا ہی کیا فصیح

لب کھولے یا کلام کرے کوئی کیا مجال — لب آپ کا فصیح - کلام آپ کا فصیح

تم ہو فصیح - مجھکو فصاحت عطا کرو — مداح بھی تو چاہیے سرکار کا فصیح

موسے لئے کریں یہ ذکر جو مرجائے یہ غلام
اللہ بخشے حافظ مدّاح تھا فصیح

ردیف (خ)

ہوگئے قبل شفاعت جو شکار دوزخ — بچ گئے ہوتے ہی گنہ سے - ہوئے بار دوزخ

دستگیری کو کرو جلد قدم رنجہ حضور -
راہ تکتے ہیں گنہگار کنارِ دوزخ

شانِ رحمت جو تری ایک دکھا جائے جھلک
ابھی جگنو سے بھی کمتر ہوں شرارِ دوزخ

تیرے کوچے کے سوا اور ٹھکانا ہی کہاں
ننگِ جنت ہی نہیں بلکہ ہوں عارِ دوزخ

ایک ہی نور سے ہر چیز نے پایا ہی ظہور
قلزم و بحر و بر و جنت و نارِ دوزخ

آتشِ عشقِ نبی کے ہیں جلائے پھونکے
کیا جلائیگی ہمیں حشر میں نارِ دوزخ

آنچ کیا آئیگی - ہمدم ہیں جو ٹھنڈی آہیں
کہ نہیں سرد ہوا قرب و جوارِ دوزخ

دارِ جنت میں بھی بے آپ کے آیا نہ قرار
سمجھے عشاق اُسے دارِ قرارِ دوزخ

نارِ گل - شعلے ہوں گلنار - بنیں پھول شرار
یا محمد کوئی کہدے جو کنارِ دوزخ

تو بلاؤں سے ہی امت کو بچانے والا
تیری امت کی بلا جائے کنارِ دوزخ

آہ سے حافظ دلسوختہ کی بحث چہ خوش
اُڑ نجائیں کہیں ہستی سے شرارِ دوزخ

ردیف (د)

نہیں سنتا ہی کوئی دادِ فریاد
مددای دادرس فریاد فریاد

بلا لو روضے پر - غم کی کوئی حد
جدائی کی کوئی میعاد فریاد

غمِ طیبہ ستاتا ہی اَغِثنی — ہوے ہم ہند میں برباد فریاد

دہکتی ہی بنی کے عشق کی آگ — ہوا دل کورۂ حدّاد فریاد

مدینے سے پڑا ہوں منزلوں دور — پڑی ہی کیا بُری اُفتاد فریاد

مدینے میں مرے فریادرس کو — مری اب تک نہ آئی یاد فریاد

نہ خاکِ طیبہ ہاتھ آئی پئے گور — مری مٹّی ہوی برباد فریاد

کہاں تک جانِ غمگیں وائے ویلا — کہاں تک ای دلِ ناشاد فریاد

کہاں سے لاؤں پتّھر کا کلیجا — کہاں تک دل بنے فولاد فریاد

کہاں سے پاؤں چلّانے کی طاقت — کوئی سنتا نہیں فریاد فریاد

بلائینگے وہ کب روضے میں حافظ
ملیگی کب غزل کی داد فریاد

ردیف (ذ)

میں کہاں جاؤں ڈھونڈھتا تعویذ — مجھکو ہی نام آپ کا تعویذ

ہر بلا سے بنی بچا لینگے — نہ بنے میری قبر کا تعویذ

یا بنی کہتے ہی ٹلیگی بلا — رہنے بھی دو لکھا پڑھا تعویذ

فرق بد ذکرِ خفی و جہر نپوچھ — ایک بند اک کھلا ہوا تعویذ
اثرِ نامِ حق سے پائی شفا — جسکو دھو کر پلا دیا تعویذ
یا نبی یا نبی جو میں نے کہا — ہاتھ باندھے کھڑا رہا تعویذ
تیرے بیمار کے گلے کا ہار — کبھی گنڈا کبھی رہا تعویذ
نے بے مشیت کبھی گرہ نہ کھلی — باندھ دیکھا ہے بارہا تعویذ
تم نے فرمانِ مغفرت جو لکھا — دردِ عصیاں کا ہو گیا تعویذ
نہ لیے تیرے فضل کے نہ کام آیا — رونا دھونا۔ دوا۔ دعا۔ تعویذ

دردِ سر دور ہو تو ہو حافظ
دردِ دل کی نہیں دوا تعویذ

ردیف (ر)

جھکا ہوا ہے سرِ عرش پائے حضرت پر — مٹا ہوا ہے فلک اُنکی خاکِ تربت پر
جو لے چلے مری قسمت مزارِ حضرت پر — تو مجھکو رشک نہ آئے کسی کی قسمت پر
خدا کا دوست ہوا انسان جس محبت سے — ہے منحصر وہ محبت تری محبت پر
کرم کرم کہ میں مرتا ہوں اور آپ سے دور — مدد مدد کہ مصیبت پڑی مصیبت پر

مدینے جانے کی تدبیر کچھ بتا ناصح
عمل تو ہو نہیں سکتا تری نصیحت پر

وہ گرم ہو کے کہینگے یہ نارِ دوزخ سے
کہ آنچ آنے نپائے ہماری امت پر

سر ہوا جو مصلا اُڑا کیا تو کیا
ولی وہ ہی کہ ہو ثابت قدم شریعت پر

بتائی اس لیے بے عیب آپ کی تصویر
کہ انگلیاں کہیں اوٹھیں نہ دستِ قدرت پر

کھلا ہوا ہی ہماری نجات کا رستہ
بندھی ہوئی ہی کمر آپ کی شفاعت پر

غلام ہو کے نکی ہمنے ایک بھی خدمت
ہمارے واسطے یہ جنت اس نزاکت پر

جو اختیار کیا اتباعِ ختمِ رُسل
تو نعمتیں ہوئیں سب ختم اُنکی امت پر

غلام اُنکے غلاموں کے کیوں نہوں غلماں
کہ اُنکے روضے کو ہی فوق باغِ جنت پر

ہزار دیدۂ مشتاق فرشِ راہ نہیں
ہزار سر ہوں فدا نقشِ پائے حضرت پر

ابوتراب سے دل میں غبار کیا معنی
ہی صاف صاف تو یہ خاک اس کدورت پر

وہ آج دیکھلیں روضہ حضور کا کہ ہی نقد
اُدھار کھائے جو بیٹھے ہیں باغِ جنت پر

حضورِ دل سے کروں عرضِ مدعا حافظ
جو حاضری ہو میسر مزارِ حضرت پر

تم شمعِ انجمن ہو میں ہوں انجمن سے دور
پروانہ شمع کا ہوں میں شمعِ لگن سے دور

وحشت تو پھیلی ہی پھر اپنے وطن سے دور
دیوانگی اثر کہ مجھے طیبہ کے بن سے دور

عشقِ نبی میں ہے تن و جاں میں مخالفت — ای جانِ تن سے دور رہو۔ ای جان تن سے دور

تیرے شہید خاک میں ملجائیں لاکھ بار — ہوگی نہ حشر تک بھی سفیدی کفن سے دور

ایسا مزہ پڑا ہی۔ اگر مر بھی جائیں ہم — ہوگی نہ زہرِ غم کی حلاوت دہن سے دور

قسمت تو دیکھیے کہ ہنسا کرتی ہی خوشی — باہر کھڑی ہوی مرے بیت الحزن سے دور

ہی میری بیخودی جو ستاتا۔ تو ایک دن — لیجاکے پھینکدیگی مجھے مادمن سے دور

طیبہ کے بن میں ہو مرا مُردہ پڑا ہوا — آئے مزہ۔ اگر نہو زاغ و زغن سے دور

حضرت کے حسن کو کبھی ممکن نہیں زوال — اللہ کا ہی چاند۔ رہیگا گہن سے دور

دیوانہ ہوں میں سب مجھے سمجھانے آئے ہیں — سمجھوں کسیکی بات ہی دیوانہ پن سے دور

کہنے کی بات ہو تو کہے کوئی مِن وعَن — ہی واردات دل کی مرے مِن وعَن سے دور

میں گھر پڑا ہوں۔ اور مدینے میں دل مرا — اُن کے وطن سے پاس ہوں۔ اپنے وطن سے دور

چھانونگا خاک۔ اگرچہ ہی پامال یہ زمیں — محروم اگر رہوں۔ تو ہی فیضِ سخن سے دور

دوری میں ہاتھ آگئے مضمون دور کے — یہ طرز ہی نئی کہ ہی طرزِ کہن سے دور

حافظ کہاں میں اور کہاں نعتِ مصطفیٰ
لکھوں میں کیا غزل کہ ہوں فنِ سخن سے دور

جس پیرہن کو آپ کریں اپنے تن سے دور — خوشبو۔ محال ہی کہ ہو اُس پیرہن سے دور

بیکار ٹھہری فرقت۔ اگر ہوں وطن سے دور
بیقدر ہیں یہ موتی۔ اگر ہوں عدن سے دور

اک بے وطن کو شامِ غریبی! پناہ دے
مدت ہوئی۔ غریب ہے صبحِ وطن سے دور

پلہ نہیں ہے دور کا۔ روضہ ہے سامنے
اے موت۔ رہ ابھی تو غریب الوطن سے دور

پھانسی بنی کی زلف کی حبلُ الوَرید ہے
ممکن نہیں گلا ہو کبھی اس رسن سے دور

آتی ہے دشتِ طیبہ سے خوشبو کی جب مہک
جاتا ہے بھاگ بھاگ کے بلبل چمن سے دور

ٹٹی لگی ہوئی ہے فقیروں کی رات دن
ہوتی نہیں کبھی درِ شاہِ زمن سے دور

ہیں لوگ مدعی ملکوتی صفات کے
وہ کیا بشر کہ ہو صفتِ مرد و زن سے دور

بھائی کی دوری اور حضوری میں فرق کیا
سر گود میں ہے تن ہے جنابِ حسن سے دور

آنسو گرا جو آنکھ سے۔ وہ خاک میں ملا
موتی کی قدر کیوں ہے جا کر عدن سے دور

شہرہ ہے دور دور۔ میں ہوں گھر پڑا ہوا
اللہ۔ میں وطن میں ہوں یا ہوں وطن سے دور

رحمت ہو۔ تو ٹوٹ پڑیں یہ زمین پر
قہرِ خدا سے دور۔ نہ چرخِ کہن سے دور

روندوں نہ روندوں خارِ مدینے کی راہ کے
وہ ہے ادب سے دور۔ یہ دیوانہ پن سے دور

جینا وہ ہے کہ تن میں سمائیں وہ مثلِ جاں
تن جاں سے ہو نہ دور۔ نہ ہو جان تن سے دور

طیبہ میں روضہ حافظ نالاں ہے ہند میں
واحسرتا ہو بلبلِ بے پر چمن سے دور

ردیف (ز)

پھر ہوا بیٹھے بٹھائے مجھکو سودائے حجاز ہائے وہ میدان وہ کانٹے وہ صحرائے حجاز

مفت اپنے پاؤں کیوں توڑے وہ جاکر طور پر دیکھ آیا ہو جو آنکھوں سے تجلائے حجاز

طالبِ دیدار کو غش پر چلے آتے ہیں غش ہی تجلی نورِ حق کی جلوہ فرمائے حجاز

کیسی راس آئی ہی اشک و آہ کی آب و ہوا بڑھ رہا ہی دمبدم نخلِ تمنائے حجاز

پھیر قسمت کا۔ وطن میں پھیر لایا پھر ہمیں دیکھنے پائے نہی پھر کر تماشائے حجاز

ہند کا جینا ہی مرنا۔ موت بدتر موت سے جینے مرنے کے لیے ای کاش مل جائے حجاز

دل کی خواہش کے موافق دل سے نکلے ای خدا ساتھ لیکر گھر سے نکلا ہوں تمنائے حجاز

کاش وہ دن ہو کہ میں رخصت ہوں سب سے یہ دعا حق تعالٰے تمکو خیریت سے پہنچائے حجاز

قطعہ

راہ میں کل حضرتِ حافظ ملے اس شان سے پاؤں میں لغزش کی بیڑی سر میں سودائے حجاز

سر برہنہ۔ پا برہنہ۔ ناتواں۔ بے زادِ راہ صورتِ احوال سے ظاہر تمنائے حجاز

گرتے پڑتے مضطرب جاتے تھے یوں کرتے دعا جلد طی ہو راہ یارب جلد آ جائے حجاز

ردیف (س)

جو نعمتیں تھیں روزِ ازل سے خدا کے پاس
خلوت میں دیں تھیں شبِ اسریٰ بُلا کے پاس

اک جان کے سوا نہیں کچھ بینوا کے پاس
جانی ہی یہ خدا کی امانت خدا کے پاس

تاثیر جسکو کہتے ہیں دنیا میں اے فلک
نکلی نہیں وہ ہو کے بھی میری دعا کے پاس

مجمع کے ساتھ مجھکو بُلا لیں حضور میں
تنہا گئے بلائے ہوئے جو خدا کے پاس

محتاج ہوں گدا ہوں میں۔ہاں ہاں ضرور ہو
کس شئ کی ہی کمی مرے حاجت روا کے پاس

یہ رعب ہی کہ جلتے ہیں پر جبرئیل کے
آتے ہوئے سہم حبیبِ خدا کے پاس

قسمت میں ہی وصال بھی یا فرقتِ دوام
جو حکم ہو وہ مجھکو سُنا دو بُلا کے پاس

مجھکو نہ دے تو دے مرے لاشے کو اے فلک
دو گز زمین قبرِ حبیبِ خدا کے پاس

روضہ ہی تھوڑی دور میں سستی و پا ضعیف
اتنا نہیں کوئی کہ بٹھا دے اُٹھا کے پاس

میں اُمتی ہوں مجھکو نہ پکڑو ملائکہ
لیکر چلو تو پہلے حبیبِ خدا کے پاس

تاریک کس قدر ہی شبِ گور۔ الاماں
چھٹکی نہ چاندنی بھی اندھیرے میں آکے پاس

قسمت کا پھیر تھا کہ رہے پھیر میں پڑے
دن پھرنے ہی پہنچ گئے ہم پھیر کھا کے پاس

ارمان ہی یہ جی میں۔تمنا یہ دل میں ہی
جی کبریا کے پاس ہو۔دل مصطفےٰ کے پاس

سولے بھلا ہو۔بھیک ہو دیدار کی عطا
پھوٹے ہوئے ہیں آنکھ کے کاسے گدا کے پاس

رکھدے کبھی تو کاش وسیلہ حضور کا
کنجی قبول کی مرے دستِ دعا کے پاس

چلکر جو پہنچے ہم تو پہنچکر چلیگی نبض	جانے نو دو حضور کے دستِ شفا کے پاس
ویرانہ ہی نگاہ میں اُنکی سرائے خلد	بستے ہیں جو حضور کی دولتسرا کے پاس
جز مصطفےٰ ہی کون مرے درد کی دوا	پہنچا دے میرے درد کو یارب دوا کے پاس

حافظ وہ آئے دن کہ یہ دیوان تیرا
لیجا کے میں سناؤں حبیبِ خدا کے پاس

ردیف (ش)

بلا لیں مدینے میں سرکار کاش	دکھا دیں پھر اک بار دیدار کاش
میں سو جاؤں اور دیکھوں دیدار کاش	مرے بدلے ہو بخت بیدار کاش
جو مولے کا غم کھانے میں ہی مزہ	اُسے جان لیں میرے غمخوار کاش
طلبگار ہوں رب کے مطلوب کا	ہو مطلوب ہی میرا طلبگار کاش
کھڑا ہوں میں حیرت کا پُتلا بنا	وہ دروازہ ہو جائے دیوار کاش
شفاعت سے جب لوگ ہوں جنّتی	تو ہوں آگے سب سے گنہگار کاش
خیال آتے جاتے ہیں آنکھوں کی راہ	یہ دروازے ہو جائیں دیوار کاش
محبت کا پردے ہی میں لطف تھا	نہ کھلتے مرے دل کے اسرار کاش

ضعیفانِ بے دست و پا کو حضور
پڑا رہنے دیں زیرِ دیوار کاش

ٹھکانے ہیں اچھے ترے در کے
سلامت رہیں تیرے پیار کاش

ملے حافظ تیرہ باطن کو فیض
اندھیرے میں بھر جائیں انوار کاش

ردیف (ص)

تم سے اللہ کو ہی پیار خلوص
تمکو اللہ سے ہزار خلوص

کرلو دیکھ اُسنے ایک بار خلوص
اس طرف ایک اُدھر ہزار خلوص

بہتر ہی وہی جو ہو دل سے
اک ہزار اور سو ہزار خلوص

باغِ رضواں کی زیب شاخ و ثمر
شاخِ عرفاں کی ہی بہار - خلوص

ہی خلوص اُنکو کردگار کے ساتھ
اُنسے رکھنا ہی کردگار - خلوص

جب کہو کر دے اپنی جان نثار
کیا کرے پیش جاں نثار خلوص

نقدِ دل اُسکو مفت ہاتھ آیا
ہوگیا اپنو مالدار خلوص

دل کی بیتابیوں سے ڈرتا ہوں
کہ نہ ہو جائے بیقرار خلوص

ہیں محبت و حب میں کیا کیا
ناز - الفت - نیاز - پیار - خلوص

ذوق میں ہوتا تو نذریں کرتے
نہ ملا وقت پر اُدھار خلوص

دل ہی جائے تو جائے اے حافظ
دل سے جائے نہ پائے پیار خلوص

ردیف (ض)

دیکھتے ہو جو ہر ولی کا فیض
ہے حقیقت میں وہ نبی کا فیض

آپ تشریف لائے ہیں یعنی
رونقِ بزم ہے نبی کا فیض

آپ کا دین ہے قیامت تک
ایسا جاری نہیں کسی کا فیض

ذرّے کرتے ہیں مہر ذرّے کو
ہے ذرا سا یہ اُس گلی کا فیض

مر کے جی جائینگے ترے عاشق
مرتے رہنا ہے جیتے جی کا فیض

نیند کیا موت بھی نہیں آتی
ہے یہ بیدردی عاشقی کا فیض

یدِ بیضا کا نام ہے روشن
تھا تمھاری ہی روشنی کا فیض

آئے سو منزلوں سے اک پل میں
فیض ہے مرتضےٰ علی کا فیض

دل سے ہوجائے دل کو راہ اگر
روز آیا کرے کسی کا فیض

یہ خدا کی ہے دین جسکو ملے
وہ نبی کا ہو یا ولی کا فیض

دل صد چاک میں ہیں سو را ہیں
آئے حافظ اگر نبی کا فیض

ردیف (ط)

پوچھے جائینگے قیامت میں گنہگار فقط
نار وا جنس کے ہیں آپ خریدار فقط

گھول کر لائے ہیں کیا نزع میں احباب مرے
مجھکو کافی ہی ترا شربت دیدار فقط

کوئی ہو عرش کے نیچے کوئی طوبےٰ کے تلے
میں ہوں اور آپ کا ہو سایۂ دیوار فقط

نیک نیکی کے عوض مانگ رہے ہیں کیا کیا
ہیں گنہگار شفاعت کے طلبگار فقط

نہ ہی جنت کی نہ جنت کے جھروکوں کی تلاش
بس ہی آنکھوں کو نظارۂ روزن دیوار فقط

تمکو دیکھیں تو ہو کیا دیکھیے دل کا نقشہ
ابھی دیکھے ہیں تمہارے در و دیوار فقط

راہ مرنے کی نہ ڈھونڈھیں ترے مرنے والے
جان لینے کو بہت ہی یہی آزار فقط

بیگناہوں سے کہو تکتے ہو کیوں حشر کی راہ
مستحق ہونگے شفاعت کے گنہگار فقط

ہو خودی دور تو شہرگ سے بھی ہی پاس خدا
بیچ میں ہی یہی اک پردۂ دیوار فقط

آب کوثر کوئی ڈھونڈھے کوئی جنت مانگے
حشر میں ہم ہیں ترے تشنۂ دیدار فقط

بیگنہ جائینگے جنت کی طرف بے منت
کام آئینگے شفاعت کے گنہگار فقط

نہ بکا حشر کے بازار میں کھوٹا سودا — تم ہو ناکارہ دکانوں کے خریدار فقط

دیکھی جائے خطا اور کیسے جائے عطا — ایک ہی ایسی کریم آپ کی سرکار فقط

بت پرستوں سے خطر کیا ہو خدا پر ہی نظر — غار میں آکے چھپے۔ ساتھ ہی اک یار فقط

دیدِ حافظ کو بھی جنت کہ رہا جاتا ہی
یہ گنہگار بد اطوار سیہ کار فقط

ردیف (ظ)

گور سے تھرا گیا دل الحفیظ — کیا کڑی ہی پہلی منزل الحفیظ

یا علی۔ مشکلکشائی کیجیے — پیش آئی سخت مشکل الحفیظ

جا رہا ہی قافلے کا قافلہ — میں پڑا سوتا ہوں غافل الحفیظ

ضبط سے گھٹنے لگا دم۔ الغیاث — درد سے گھبرا اوٹھا دل الحفیظ

ہمکو مرنا۔ مر کے پھر جینا بھی ہی — مرنے جینے سے ہیں غافل الحفیظ

جوشِ باراں۔ موجِ طوفاں۔ الاماں — رات اندھیری۔ دور ساحل۔ الحفیظ

سہل ہی۔ مشکل اگر آسان ہو — حلِ مشکل اور مشکل الحفیظ

ذبح کر ڈالا دلِ بیتاب نے — نیم بسمل کا ہوں بسمل الحفیظ

میں پڑا ہوں ہوتے ہی حشر پہ کھڑی
دور ہی طیبہ کی منزل الحفیظ

تیز تر ہے تیغ سے راہِ صراط
اور پھر قطعِ منازل الحفیظ

لو یہ توبہ۔ امتی بیٹھے رہیں
جہنم میں ہو ملے ہوں شامل الحفیظ

سنیوں سے بحث و تابی کریں
ہو مقابل حق سے باطل الحفیظ

اُف نکر نادر دیں۔ آسان ہے
ہے یہ آسانی بھی مشکل الحفیظ

ہجر میں ہو صبر۔ یا وصل بھی
یہ بھی مشکل۔ وہ بھی مشکل الحفیظ

اف توبہ توبہ صدمہ ہجر بھی
اور پھر حافظ سا بیدل الحفیظ

ردیف (ع)

لطفِ خدا محیط ہے فضلِ خدا وسیع
ہاں حوصلہ فراخ رہے۔ مدعا وسیع

وحشت بڑھی تو گھر سے یہ کہکر میں چلدیا
ثابت کئے ہیں میرے پاؤں ہے ملکِ خدا وسیع

نعمت کے بھوکے حشر میں کتنے ہی کیوں نہ ہوں
خوانِ کرم کریم کا ہوگا بڑا وسیع

جو چاہیں آپ مانگ لیں امت کے واسطے
اللہ نے دیا ہے وہ دستِ دعا وسیع

دل کھول کر کھلاؤں کہ روزی فراخ ہے
کیوں تنگدل ہوں۔ رزق خدا نے دیا وسیع

اللہ چاہے جنتِ دل کی بن آئیگی
میدانِ حشر سنتے ہیں ہوگا بڑا وسیع

مہمان بنکے آئے ہیں در پر گناہگار
خُلق آپ کا وسیع ہے رحم آپ کا وسیع

امت گناہگار ہے چھپتی پھرے کہاں
ہمکو ملا ہے دامنِ رحمت بڑا وسیع

دل بھر میں عرض کرسکونگا میں روزِ حشر
افسانہ ہے طویل مرا مدعا وسیع

پادشاہ پہ فقیر بھی بھوکا ہے دید کا
آیا ہے سب کے خوانِ کرم آپ کا وسیع

اُس نورِ ظلِّ ذات میں کیا کیا صفات ہیں
ذاتِ خدا علیم ہے علمِ خدا وسیع

حافظ ہزاروں حسرتیں کیونکر سما گئیں
کمبخت - اس قدر تو نہ تھا دل نہ تھا وسیع

ردیف (غ)

جس نے غمِ فراق کے مجھکو کھلائے داغ
وہ کاش آپ ہی مجھے ملتا بجائے داغ

ناحق عزیز ڈھونڈھ رہے ہیں دوائے داغ
دل کو کوئی عزیز نہیں سوائے داغ

محروم کوئی بھی نہ رہا فیضِ عشق سے
دل نے بھی پائے داغ جگر نے بھی کھائے داغ

ہیں داغ بیشمار چھپاؤں کہاں کہاں
دل میں چھپائے داغ جگر میں چھپائے داغ

روزی ملی ہر ایک کو سرکارِ عشق سے
دل نے بھی کھائے داغ جگر نے بھی کھائے داغ

حصۂ دل و جگر کا ہی داغِ غمِ نبی / دل ہی پر اے داغ جگر ہی پر اے داغ
دل کا جگر سے دل سے جگر کا ہی یہ سوال / دیدے جو تیرے پاس ہیں رکھے رکھائے داغ
ہیں جانوں اور سوزِ محبت۔ کسیکو کیا / کیوں دیکھنے کو آتے ہیں اپنے پرائے داغ
کس نے دیے ہیں داغ کہ ہیں اس قدر عزیز / اچھا ہوا جو داغ۔ کہا دل نے ہائے داغ

حافظ نہ رو تو ہو۔ یہ تقدیرِ دل کی ہے
یوں بھی کہیں مٹے ہیں کسیکے مٹائے داغ

ردیف (ف)

وہ ہی پردے میں مگر ہی شور برپا ہر طرف / اُسکا شہرہ ہر طرف ہی اُسکا چرچا ہر طرف
لے پھرا لیٹے بٹھائے جوشِ سودا ہر طرف / کر دیا مشہور مجھکو تیرا شیدا ہر طرف
سوے طیبہ منہ اُٹھا کر کیوں نہ چلدے ایک بار / کیوں لیے پھرتا ہی مجھکو جوشِ سودا ہر طرف
تو نہیں پردے میں۔ کوئی دیکھنے والا تو ہو / ہو رہا ہی تیری قدرت کا تماشا ہر طرف
سجدے معبودِ حقیقی کر لیا جب روے دل / پھر تو کعبہ ہر طرف ہی پھر ہی قبلہ ہر طرف
شرحِ سینہ جو ملجائے تو آجائے نظر / طورِ سینا ہر طرف۔ نورِ تجلا ہر طرف
خلوتِ دل میں مجھے آخر سراغ اُسکا ملا / ہر جگہ جا جاکے پوچھا۔ ڈھونڈھ آیا ہر طرف

ہی وہی قبلہ مرا۔ میں جس طرف کا ہو رہا ۔۔۔ کس لیے بھٹکا پھرے میرا مصلّا ہر طرف

پوچھیے لیے وحدتوں سے۔ وحدت اچھی یا دوئی ۔۔۔ ایک رُخ کے دل ہی بہتر اک طرف۔ یا ہر طرف

آپ کے عشّاق میں بدنام ہونا تھا مجھے ۔۔۔ گھر میں بیٹھے بیٹھے میرا نام نکلا ہر طرف

فضلِ رحمٰن ہی کہ مرشد فضلِ رحمٰن سا ملا
دھیان حافظ کا بھٹکتا پھر رہا تھا ہر طرف

ردیف (ق)

مطلعِ صدق وصفا شاہ محمد آفاق ۔۔۔ مرجعِ شاہ وگدا شاہ محمد آفاق

میں برا ہوں کہ بھلا شاہ محمد آفاق ۔۔۔ نام لیوا ہوں ترا۔ شاہ محمد آفاق

رہبرِ گم شدگاں۔ پیرِ طریقت۔ مرشد ۔۔۔ ہادیِ راہنما۔ شاہ محمد آفاق

مرضِ دل نے ستایا ہی۔ دبایا ہی مجھے ۔۔۔ کیجیے میری دوا شاہ محمد آفاق

خانہ زادوں کی مرادوں کا ہی پورا ضامن ۔۔۔ آپ کا دستِ دعا شاہ محمد آفاق

میرے عقدوں کو نہ کھولے تو ہی تقدیر کا پیچ ۔۔۔ آپ سا عقدہ کشا شاہ محمد آفاق

حشر کی دھوپ کا غم کیا ہی جو تم ہو سر پر ۔۔۔ ای مرے ظلِّ خدا شاہ محمد آفاق

فضلِ رحمٰن کے تصدق میں چھڑا دو مجھکو ۔۔۔ مشکلوں میں ہوں پھنسا شاہ محمد آفاق

آپ کا دہل ہے نگاہ کی ہستی معلوم — کوہِ غم ٹوٹ پڑا اے شاہ محمد آفاق

مرغِ دل قبلہ نما۔ قبلۂ دل ہے دلی — دل ہی دلی میں پڑا اے شاہ محمد آفاق

ہیں تہ دست ترے دستِ دعا میں سب کچھ — ہاں اٹھا دستِ دعا شاہ محمد آفاق

ہم ترے ملچ سر لگائیں نہ کیوں گیت ترا — کھاتے ہیں تیرا دیا شاہ محمد آفاق

آپ کے در کا گدا مانگنے کو جائے کہاں — آپ کے در کے سوا شاہ محمد آفاق

بخشنے فریاد ہے۔ فریاد کے سننے والے — وقتِ امداد ہے۔ یا شاہ محمد آفاق

حافظِ بے سر و پا آپ کی ڈیوڑھی کا غلام

ہو کہاں تا بہ سما شاہ محمد آفاق

ردیف (ک)

توحید کے منکر ہوئے کفار ایک ایک — ایک ایک کہہ رہا ہے شجر اب ایک ایک

روضے کے گنبد و در و دیوار ایک ایک — ہیں جلوۂ تجلی انوار ایک ایک

جس دم کریں گے تاجِ شفاعت وہ زیبِ سر — [illegible] ایک ایک

بخشیں گے کوثر اور وہ مہوش بہشت کی — [illegible] ایک ایک

جنت کے در پہ آپ کو ہے بس یہ التجا۔ — [illegible] آئیں گنہگار ایک ایک

یاروں میں چار یار خلافت کے مستحق
برحق نبیؐ پاک کے ہیں یار ایک ایک

گھٹتے ہی دور گھٹتی ہی گردش ہو حشر تک
قربان روضہ چرخ کے ادوار ایک ایک

سرکار ساقی تو یہ ہی - گدا ہوں کہ شہریار
رکھتے ہیں آپ ہی سے سروکار ایک ایک

سینے میں - دل میں - جتنے محبت کے داغ ہوں
سینے کو بھی ہیں - دل کو بھی درکار ایک ایک

تو دو دوا ایک ایک کا - ایک ایک کی دوا
اچھوں کے اچھے ہیں تو سب بیمار ایک ایک

اک فیض تھا کہ ہو گئی حافظ غزل تمام
اشعار تھے نگاہ میں دشوار ایک ایک

ردیف (ل)

خاک سے خاک نشینوں کو ہی اوٹھنا مشکل
اوٹھیں مشکل سے تو چلنا ہی زیادہ مشکل

سہل ہی خاک نشینی ترے در کی مولے
اور اوٹھنا صفتِ نقشِ کفِ پا مشکل

ملے دریا میں جو قطرہ - تو ہی قطرہ دریا
رہے دریا سے جدا - قطرہ ہو دریا مشکل

سہل کرنا مری مشکل کا تمہیں کیا دشوار
میری مشکل مجھے مشکل ہی تمہیں کیا مشکل

جو تجھے دیکھکے جیتے ہیں - مرے انکی بلا
تیرے تیور کو مرنے سے ہی جینا مشکل

میری آفت بڑی آفت ہی نہ تنہا آفت
میری مشکل بڑی مشکل ہی نہ تنہا مشکل

درد دل والے روا رکھتے نہیں وہ کسی
توڑنا سہل ہے شیشے کا۔ بنانا مشکل

ہم نہ مختار نہ مجبور۔ مشیّت برحق
یہ پہیلی ہے نرالی۔ یہ معمّا مشکل

صفت اک بال کی ہو بال برابر کس سے
اور ہے وصفِ سراپا تو سراپا مشکل

خامشی کہتی ہے خاموش کہ ہے حدِّ ادب
لبِ اظہار کو ہے عرضِ تمنّا مشکل

کیا کہوں اُٹھ کے چلا بھی تو چلا کس دل سے
روضۂ پاک سے اُٹھنا ہی مجھے تھا مشکل

رہے آنکھوں میں تو کیا مردمِ دیدہ سے حجاب
رہے گھر میں تو ہے گھر والوں سے پردہ مشکل

دوست کہتے ہیں کہ حافظ غزلِ نعت لکھو
نظم تو نظم۔ یہاں نثر بھی لکھنا مشکل

ردیف (م)

خوش خوش سوار جاتے تھے سرور قدم قدم
روح الامین بچھاتے تھے شہپر قدم قدم

لازم ہے اتّباعِ پیمبر قدم قدم
رکھو قدم اُٹھا کے قدم پر قدم قدم

ہم ناتوان و برہنہ پا۔ راہ سنگلاخ
کھاتے ہیں راہِ طیبہ میں ٹھوکر قدم قدم

چھالا کوئی پڑا۔ کہیں کانٹا کوئی چبھا
تلووں کو دیکھتے ہیں اُٹھا کر قدم قدم

کثرت سے جانے والوں کے قدموں کے ہیں نشان
ملتا ہے اُنکی راہ میں رہبر قدم قدم

چلنا سبک سبک رہے سجدہ ہو گام گام
ہاں با ادب رہے قدم و سر قدم قدم

میں محوِ شوق ہوں ۔ نہیں سر پاؤں کی خبر
کانٹے تو گام گام ہیں ۔ پتھر قدم قدم

نقشِ قدم بنی کے ۔ اگر راہ میں ملیں
رکھوں اُٹھا اُٹھا کے میں سر پر قدم قدم

آنکھوں میں اُڑ کے خاک پڑے گردِ راہ کی
چھڑکاؤ کرتی ہے مژہ تر قدم قدم

منزل ہے دور ۔ شام قریب ۔ المدد حضور
میں تھک گیا ہوں ۔ بھاری ہے مجھ پر قدم قدم

یہ سہل ہے کہ بند کیں آنکھیں ۔ پہنچ گئے
کیوں جائیں چلکے فرشِ زمیں پر قدم قدم

یوں لاؤں جا کے دور سے تشریف اگر وہ لائیں
سر کو جھکاؤں اُنکے قدم پر قدم قدم

اک فتنہ تھا وہ جسکو ملا حشر کا لقب
کھا کر قدم سے آپ کے ٹھوکر قدم قدم

گردش لیے لیے مجھے پھرتی ہے چار سو
چکر میں گو کہ ضعف سے ہے سر قدم قدم

گردوں نے عرض کی شبِ اسریٰ حضور سے
از نازِ بگزراں زِ سرِ فرقِ قدم قدم

حافظ دبا کے ضعف نے اتنا کیا ہے پست
کھاتے ہیں آپ اپنی ہی ٹھوکر قدم قدم

گناہگار بھی ہوں جنّتی جو چاہو تم
بُرے بھلے سبھی سمجھائیں جو بتا ہو تم

بلا سے دل کو ہو کلفت مگر یہ کیا کم ہے
وہ میرے دل میں ہے جس درد کی دوا ہو تم

سب اختیار ہے تمکو ۔ مگر خدا کا دیا
خدا نہیں ہو ۔ مگر نائبِ خدا ہو تم

زہے نصیب تمہارے کہ تمکو چاہے خدا
زہے نصیب ہمارے کہ ہمکو چاہا ہو تم

جو مجھکو یہ بھی نہیں ہے خبر کہ میں کیا ہوں
تمہیں بتاؤ کہ میں کیا بتاؤں کیا ہو تم

زہے بشارت من بعدی اسمہ احمد
خبر ہیں جسکی مسیحا وہ مبتدا ہو تم

تمہارا مثل نہیں ہے کوئی مثالِ خدا
تمہارا سایہ نہیں سایہ خدا ہو تم

کیا ہی زیر و زبر تمنے اونچے اونچوں کو
بلند پایہ ہو تم صاحب لوا ہو تم

ہماری فردِ عمل کا کوئی نہیں پرساں
سنا ہی مشتری جنسِ نارسا ہو تم

تمہاری شان کے لائق ثنا کروں کیونکر
میں جو کرونگا ثنا اُس سے بھی سوا ہو تم

حضور سُن نہ لیں آواز درد کی حافظ
ذرا ادب سے کراہو اگر کراہو تم

کریم مطہر کرم کر کرم
کرم کر کرم کر کرم کر کرم

کرم کی تجھے خو ہی تو ہی کریم
کرم پر کرم کر کرم کر کرم

خدا تو کریم اور پیمبر کریم
طفیلِ پیمبر کرم کر کرم

کرم کا ہی طالب یہ ہندی غلام
مدینے بُلا کر کرم کر کرم

کرے پرورش تیرے بندے کی کون | مرے بندہ پرور کرم کر کرم
عطا عام تیری عطا کر عطا | کرم حد سے باہر کرم کر کرم
گدا تیرے کب تک بھٹکتے پھریں | پھرا اب نہ در در کرم کر کرم
کرم کے ہیں محتاج تیرے فقیر | کریم توانگر کرم کر کرم
خطاپوش تو ہی عطاپاش تو | خطا پر عطا کر کرم کر کرم
گدا تیرے در کا تہیدست ہے | غنی غنی گر کرم کر کرم
خطا دیکھ کر اپنی عادت نہ چھوڑ | کیے جا کرم پر کرم کر کرم
رحیما خطاؤں کو میری نہ دیکھ | کریما نظر پر کرم کر کرم
کہاں تک زمانے میں یہ خاکسار | پھرے خاک برسر کرم کر کرم
ہے تکیہ ترے در کے محتاج کو | ترے ہی کرم پر کرم کر کرم

کرم کر کہ حافظ کہاں تک کہے
کرم کر کرم کر کرم کر کرم

ردیف (ن)

ہماری وہ آنکھوں کے تارے ہوئے ہیں | کہ جن پر ترا ئی نگاہ سے ہوئے ہیں

وہ دریا ملا جس سے زہرہ ہے پانی
رواں ہم کنارے کنارے ہوئے ہیں

یہ دل یہ جگر اور وہ چشم اور وہ ابرو
کسی سے کسی کے اشارے ہوئے ہیں

اشاروں میں دو دو تو ہو جائیں باتیں
کہ چرچے ہمارے تمہارے ہوئے ہیں

وہ مشاطہ کے ہاتھ تھے کس بلا کے
کہ جھٹکے یہ گیسو سنوارے ہوئے ہیں

عبث خون کرتے ہو تم حسرتوں کا
کہ ہم آپ حسرت کے مارے ہوئے ہیں

نہ رکھ منتظر مژدہ آشنجب کا
کہ ہم ایک تجھکو پکارے ہوئے ہیں

مہ و مہر چمکینگے کیا تیرے آگے
کہ تجھ پر سے صدقے اتارے ہوئے ہیں

بنے جن سے گلدستۂ ہر دو عالم
ترے ہار باسی اتارے ہوئے ہیں

کھچیں عرش پر دیکھیں موسے تو غش ہوں
سر طور نعلین اتارے ہوئے ہیں

امید رہائی فدائے اسیری
کہ وہ خود نگہباں ہمارے ہوئے ہیں

یہ افسانہ کوئی زلیخا سے پوچھے
کہ معشوق عاشق تمہارے ہوئے ہیں

چلیں حشر میں دست و پا کی زبانیں
یہ احباب دشمن ہمارے ہوئے ہیں

بھڑک کر کدورت نے شعلے اٹھائے
دلوں کے غبار اب غبارے ہوئے ہیں

وہاں حال کا حال کیا پوچھتے ہو
جہاں قال بھی قول ہارے ہوئے ہیں

وہ آنکھیں بھی دیکھے دیکھیں کیا کیا
جن آنکھوں سے انکے نظارے ہوئے ہیں

نہ یارائے دوری نہ تابِ صبوری
کچھ اب ہم تو ہمّت سی ہارے ہوئے ہیں

حقیقت میں ہے زندگی اُنکا حصّہ
کہ جو نفس کو اپنے مارے ہوئے ہیں

خدا جانے کیا کہہ رہا ہوں میں حافظ
سمجھئے کنایے اشارے ہوئے ہیں

دردِ دل میرا کسی سے کہنے کے قابل نہیں
کہنے کے قابل ہو تو کہنے سے کچھ حاصل نہیں

قبر میں بھی ہے گنہگارانِ امت کا خیال
خواب میں بھی وہ ہماری فکر سے غافل نہیں

پیشکش کیا کیجیے میں ہوں گدا تم شہریار
نقدِ قلب و دل تمھاری نذر کے قابل نہیں

حق نے فرمایا نبی سے دیکھ لے جی بھر کے آج
میرے تیرے بیچ میں پردہ کوئی حائل نہیں

یاالٰہی میرے [illegible]ں پر کیوں پڑی ہے غم کی بھیڑ
کوئی ہنگامہ نہیں میلا نہیں محفل نہیں

یاالٰہی تو ہے عادل میں ہوں ظالم الاماں
رحم کے قابل ہوں تیرے عدل کے قابل نہیں

گوہرِ جاں کھوئے بنتی ہے محیطِ عشق میں
بحر ہے کشتی نہیں طوفان ہے ساحل نہیں

آپکے بیخود کو ہوگا حکم وقتِ بازپرس
اس سے کیا پوچھیں کہ دیوانہ ہے یہ عاقل نہیں

علم کی تحصیل ہے بہرِ حصولِ معرفت
حاصل و محصول پڑھ لینے سے کچھ حاصل نہیں

تمکو ہر مشکل سی مشکل سہل کرنا سہل ہے
میری مشکل مجھکو مشکل ہے تمھیں مشکل نہیں

زندہ دل وہ ہے جو دردِ عشق پر مرتا رہے
مردہ دل کہتے ہیں اسکو جسکو دردِ دل نہیں

اشک وہ کیا اشک ہیں جو رات دن جاری نہوں	وہ لہو ہی کیا لہو اشکوں میں جو شامل نہیں

طی نہیں ہونے کی ای حافظ تمہارے طی کیے
عشق کی منزل ہی یہ قرآن کی منزل نہیں

محبت میں جز صبر چارہ نہیں	مگر صبر کا مجھکو یارا نہیں
نہیں کوئی اسکا نہیں جسکے تم	کسیکا نہیں جو تمھارا نہیں
قیامت کے دن اک تمہارے سوا	کسیکو کسیکا سہارا نہیں
فدا تمپر اولاد اور جان و مال	کہ تم سے سوا کوئی پیارا نہیں
ستایا بہت تو نے ای ہجر شاہ	خدارا نہیں اب خدارا نہیں
کسیکو وہ دیتے نہیں یہ جواب	ترے درد کا کوئی چارہ نہیں
ترے بے وسیلے ترے بے طفیل	خدا کو بھی ہیں نے پکارا نہیں
نہ دیکھے وہ دیدار اللہ کا	بنی جسکی آنکھوں کا تارا نہیں
جو تیرے لیے ہو ضرر جان کا	تو اسمیں بھی مجھکو خسارہ نہیں
نہیں لطف جینے کا لیکن حضور	جدائی میں مرنا گوارا نہیں
فلک سے مرا رزق اللہ نے	مدینے میں شاید اتارا نہیں
کہاں ہم کہاں گنبد قبر پاک	بلندی پر اپنا ستارہ نہیں

نظر ڈھونڈھتی پھرتی ہی چار سو — میسّر تمھارا نظارہ نہیں
یہ سینہ یہ پہلو یہ دل یہ جگر — تمھارا ہی سب کچھ ہمارا نہیں

اوٹھو جلد حافظ مدینے چلو
کہ ہندوستاں میں گزارا نہیں

پلا تھا نازسے جو دل ہمارے سینے میں — پڑا ہوا ہی وہ دل آج کل مدینے میں
حضور! اب تو نہیں خاک لطف جینے میں — نہ صبر ہی مرے دل میں نہ دل ہی سینے میں
ترے مریض کا جینا ہی کوئی جینے میں — کہ جسم ہند میں ہی جان ہی مدینے میں
نہ نامدار ہیں باقی نہ اہلِ نقش و نگیں — نہ کوئی نقش رہا نام کو نگینے میں
محمدِ عربی نقش ہی مرے دل کا — کھُدا ہوا ہی یہی نام اُس نگینے میں
خدا کرے کوئی اُسکو چُرا کے لیجاے — جو حسرتوں کا خزینہ ہی میرے سینے میں
جو سونگھ لے عرقِ روے پاک کی خوشبو — تو عطر ڈوب مرے شرم کے پسینے میں
غریب دل سے کہو اب کسکے گھر سے لائے صبر — کہ دردِ عشق نے گھر کر لیا ہی سینے میں
سرورِ عشقِ نبی کا نشہ ہو معنی کا — مضائقہ نہیں ایسی شراب پینے میں
ملی چراغ جلانے کی آہ کو خدمت — بنی جو حسرتِ مردہ کی قبر سینے میں
حیاتِ تازہ مجھے مرکے ہاتھ آئیگی — ٹھکانے لگ گئی مٹی اگر مدینے میں

بسا دے آنکھوں میں روضہ نبی کا یا اللہ
اوٹھا کے رکھ دے مدینے کو میرے سینے میں

مرے تو موت نہ آئے۔ جیے تو جاں نہیں
ترا مریض نہ مرنے میں ہے نہ جینے میں

ہم اہلِ بیت کے پیرو ہیں۔ کیا غمِ طوفاں
سوار ہو کے چلے نوح کے سفینے میں

ہوا ہے مصحفِ رخسار حفظ اے حافظ
لکھا ہوا ہے یہ قرآن میرے سینے میں

جو مدینے میں مزے ہیں کشور میں نہیں
باغِ جنت میں نہیں چشمۂ کوثر میں نہیں

سہل لیجائے مدینے کو۔ اگر چاہے صبا
کچھ بہت بوجھ ہمارے تنِ لاغر میں نہیں

ذرّے ذرّے میں مدینے کے۔ چمکتا ہے جو نور
ماہ و نیّر میں نہیں۔ انجم و اختر میں نہیں

وہ تڑپنا تو کہاں۔ لوٹ تو لیتے تھے پڑے
ہائے" اب اتنی بھی طاقت تنِ لاغر میں نہیں

یوں تو ہر ایک پیمبر کو ملا کیا کیا کچھ
تم میں جو کچھ ہے کسی اور پیمبر میں نہیں

کیوں بلاتے نہیں در پر مجھے۔ برسوں گزرے
کیا دوبارہ یہ شرف میرے مقدّر میں نہیں

سفرِ طیبہ کی تدبیر جو میں کرتا ہوں
دل یہ دیتا ہے گواہی کہ مقدّر میں نہیں

کونسی ہے وہ تجلی کہ نہیں گنبد پر
کونسا نور ہے جو روضۂ انور میں نہیں

دردِ دل کی ہے چمک یا کوئی بجلی کی تڑپ
کہ گھڑی بھر میں ہے موجود گھڑی بھر میں نہیں

یاس نے گھیر لیا۔ درد نے پامال کیا
آرزو کو بھی ٹھکانا دلِ مضطر میں نہیں

ہمکو ثابت ہوا قبر کی نئے چپنی سے — پہلی شب نیند مسافر کو نئے گھر میں نہیں
تم نے کیا دیکھ لیا حضرت موسیٰ سے جاکر — طور پر کیا ہی جو میرے دلِ مضطر میں نہیں
ہاں کڑی دھوپ سے محشر میں بچا نا مولے — تابِ خورشید کی اس ذرّہ کمتر میں نہیں
کھینچ لے تو ہی اُدھر اُسکو تو سبحان اللہ — تابِ رفتار ترے بندۂ بے زر میں نہیں
جسکو جو چاہیں وہ دیدیں وہ ہیں کُل کے مختار — کونسی بات ہی جو قبضۂ سرور میں نہیں

قطعہ

ہو اگر نیّت خالص سے مدینے کا سفر — وہ سفر میں ملے آرام کہ جو گھر میں نہیں
فرش کانٹوں کا ہو تکیے کی جگہ پتھر — ایسی راحت تو کسی بالش و بستر میں نہیں

کچھ تو ہی حضرتِ حافظ کو مبادا وحشت
جب کبھی جاکے پکارا یہ سنا گھر میں نہیں

بیکس پڑا ہوا ہوں جو میں ہجرِ شاہ میں — میری حیات و موت ہے اب اشتباہ میں
اعمال کیا تلینگے جو ہے رحم بیحساب — میزان کیا جچیگی ہماری نگاہ میں
نکلیگی دل سے آہ تو ٹھہریگی عرش پر — یہ تیر چھوٹکر نہیں رہنے کا راہ میں
اب کیا ہوئیں وہ دل کی مرے لن ترانیاں — غش پر غش آرہے ہیں تری جلوہ گاہ میں
اب کاتبِ عمل جو لکھے تو کہاں لکھے — باقی نہیں جگہ مری فردِ گناہ میں

منزل خود اسکے لینے کو جائے تو کیا بعید
جو تھک کے رہ گیا ہو مدینے کی راہ میں

کیفیت تصوّر ہو لے میں کیا کہوں
اک شکل ہے کہ پھرتی ہے میری نگاہ میں

روضہ چھپا نظر سے - اندھیرا سا چھا گیا
ظلمت کچھ اور بڑھ گئی بختِ سیاہ میں

کب تک میں نامراد رہوں ہائے کیا کروں
فریاد میں اثر نہیں تاثیر آہ میں

یا شاہ اس قدر تو عنایت ضرور ہو
پھنس جائے یہ گدا نہ کہیں حبِّ جاہ میں

حافظ کی جان تن سے نکل جائے ای خدا
ملکر صدائے اشہد ان لا الٰہ میں

صبر کی ضبط کی کچھ ہجر میں تدبیر نہیں
دل کی تقصیر نہیں - آنکھ کی تقصیر نہیں

چاہتے ہیں جسے گھر بیٹھے بلا لیتے ہیں
ہے یہ وہ فتح کہ وابستۂ تدبیر نہیں

بخت دلوائے نہ پیری میں جوانی کے مزے
یہ جوانی سے شعارِ فلکِ پیر نہیں

سچ تو یہ ہے کہ زبانوں میں نہیں صدقِ مقال
کہیے کس منہ سے - ترے نام میں تاثیر نہیں

اپنے دروازے کی زنجیر سے باندھو مجھکو
اس سے بہتر تو جنوں کی کوئی تدبیر نہیں

کیا کروں کیا نکروں - ہے یہی دل میں پس و پیش
ضبط کی تاب نہیں - آہ میں تاثیر نہیں

مجھکو تقدیر سے - آئی بھی تو ایسی تدبیر
وقت پہ جس سے موافق مری تقدیر نہیں

کونسے دل میں نہیں آپ کی صورت کا خیال
کونسے آئنے میں آپ کی تصویر نہیں

ہو چکا وحشتِ دل سے میں بہت کچھ رسوا
رحم کر رحم کہ اب حاجتِ تشہیر نہیں

کل جیے یا نہ جیے آج چلو سوئے حجاز
زندگی کوئی اجارہ نہیں جاگیر نہیں

شوقِ طیبہ ہے تو چلتا نہیں کیوں اے حافظ
کچھ ترے پاؤں میں بیڑی نہیں زنجیر نہیں

ترا نظیر سوا تیرے ماسوا میں نہیں
ملائکہ میں نہیں کوئی انبیا میں نہیں

کوئی بقا نہیں جو قبضۂ فنا میں نہیں
کوئی گلا نہیں جو پنجۂ قضا میں نہیں

مدینے جانے کی کیونکر مراد پوری ہو
زباں میں نہیں تاثیر اثر دعا میں نہیں

خدائی اسکی ہے شیدا۔ خدا کا پیارا اُسپر
نرالی ادا میں جو ہے وہ کسی ادا میں نہیں

خطا معاف مری مغفرت کی گنجائش
مری خطا میں نہیں یا تری عطا میں نہیں

وجود پہلے ہے سب سے۔ ظہور پیچھے ہے
وہ ابتدا میں نہیں ہے کہ انتہا میں نہیں

ترا نظیر ہے۔ جو آج تک ہوا ہے نہ ہو
خدا کا مثل ہے۔ جو قدرتِ خدا میں نہیں

جو قبر کھود کے دیکھے کوئی تو کھل جائے
ہے دستِ شاہ میں کیا جو کفِ گدا میں نہیں

عرب کو لیچلے وحشت تو بے بھی جانے دیں
خدا کے واسطے احباب روکیں تھامیں نہیں

کرے مقابلہ ہجرِ مدینہ کا جگر
یہ کس۔ یہ بل۔ مرے صبرِ گریز پا میں نہیں

ہزار مرتبہ مانگو لیا حضور سے حافظ

فقیر ہوں مجھے کچھ شرم التجا میں نہیں

بے زر ہوں - بے نوا ہوں - گدا ہوں مگر نہیں / دل ہی مرا غنی - مجھے پروائے زر نہیں

جو آنکھ عشقِ شاہ میں آنسو سے تر نہیں / وہ آنکھ اک صدف ہے کہ جس میں گہر نہیں

لب جس کسی کے خشک نہیں - چشم تر نہیں / یہ جان لو کہ عشقِ شہِ بحر و بر نہیں

سلطانِ اغنیا ہو - مگر فقر ہی پسند / سرتاجِ انبیا ہو - مگر تاجِ سر نہیں

خالق ہوا کفیل - یتیمیں کر کے بے پدر / ایسا یتیم کوئی بھی والا گہر نہیں

جو مانگتا ہے کوئی - وہ کر دیتے ہیں عطا / کہتے نہیں سوالِ طلبگار پر - نہیں

دروازے پر گدا کو ٹھہرنے تو دیجیے / دم بھر سہی حضور - اگر عمر بھر نہیں

قدرت کے پردے ہیں رخِ شہ پر پڑے ہوئے / ایسی ہے تابِ حسن کہ تابِ نظر نہیں

بے زر ہوں - ناتواں ہوں - مدینے کو جاؤں کیا / زادِ سفر تو کیا - مجھے تابِ سفر نہیں

قیمت میں لعل و دُر نہ سہی سنگِ در سہی / میں سر فروش ہوں - مجھے پروائے سر نہیں

سمجھے نہ جو بشر - شہِ جن و بشر تھیں / واللہ - وہ بشر کوئی جن ہے - بشر نہیں

دیوانے ہی نہ ہوتے جو پہلے سے جانتے / تقدیر میں حضور کی زنجیرِ در نہیں

صحرائے طیبہ میں بھی تو وحشت ہی ساتھ تھی / جاؤں کہاں کو بھاگ کے - کوئی مفر نہیں

آنسو پیے بھی - پی کہ سکے گی ضبط میں / یہ لختِ دل ہیں - لختِ جگر ہیں - گہر نہیں

اے ہوس کیوں ستانے کو آتا ہے بار بار
رہتے تھے پہلے دیکھکے بیہوش مدتوں
کیا تجھکو میرے سر کے سوا کوئی سر نہیں
لے دیکھ لے اب تو ہوش پھر وہ پھر نہیں

حافظ ہو دست بستہ سلامی حضور کا
کیا یہ شرف نصیب میں بارِ دگر نہیں

کام آئی جان وصلِ نبی کے خیال میں
واصل بحق ہوا میں امیدِ وصال میں

کیا عرض ہو۔ جو حال ہوا عرضِ حال میں
پھندے گلے میں پڑ گئے۔ عقدے سوال میں

دائم ہے انقلاب۔ کمال و زوال میں
پل میں گھڑی ہیں۔ دن میں مہینے میں سال میں

شرمِ گناہ۔ ساتھ اگر دے گناہ کا
مر جاؤں ڈوب کر عرقِ انفعال میں

سنتے ہیں ہر کمال کو ہے ایک دن زوال
کیا غم۔ اگر کمال ہو پیدا زوال میں

دنیا میں جو دیا تھا۔ وہ عقبےٰ میں پا لیا
مدِ حساب مال پڑی تھی مآل میں

جس خواب میں وہ چاند سی صورت دکھا گئے
دیکھا نہ تھا وہ آنکھ نے خواب و خیال میں

آنکھیں نہ دیکھیں انکو۔ تو آنکھوں کا ہے قصور
بے پردہ پھر رہے ہیں وہ چشمِ خیال میں

مکے میں ہے جلال۔ مدینے میں ہے جمال
ہے منزلوں کا فرق جلال و جمال میں

باتیں بھی کیں۔ بلائیں بھی لیں۔ پیار بھی کیا
آنکو بٹھا کے سامنے بزمِ خیال میں

رحمت نے پیار سے مجھے آغوش میں لیا
لذت گناہ سے ہے سوا انفعال میں

سوتے ہیں آج حسن وہ دیکھا کہ واہ واہ
دیکھا نہ تھا کہیں کبھی خواب و خیال میں

ہے کچھ عجب مزے کی وہ مے جسکو متقی
چھپ چھپ کے جا کے پیتے ہیں بزمِ خیال میں

قیدوں کے التزام کا حافظ یہ فیض ہے
بندش ہے سست فرق پڑا بول چال میں

رحمت کے جوش نے جب دریا بہا دیے ہیں
تردامنوں کے دفتر یکسر مٹا دیے ہیں

دستِ جنوں نے اپنے جوہر دکھا دیے ہیں
خلعت کے پارچوں کے پُرزے اُڑا دیے ہیں

امید و بیم کا یہ اک کھیل اک ہنسی ہے
روتے ہنسا دیے ہیں ہنستے رُلا دیے ہیں

تم نے جھلک دکھا کر پردے گرا اوٹھا کر
اوٹھتے گرا دیے ہیں گرتے اوٹھا دیے ہیں

جب حد سے بڑھ چلی ہے دیدار کی تمنّا
دستِ دعا نے اوٹھکر پردے اوٹھا دیے ہیں

مرتے ہیں جیتے جی ہم اُسکی ہر ایک ادا پہ
جس نے ادائے قم سے مُردے جلا دیے ہیں

اُس بحرِ مکرمت کے مدّاح چشمِ بد دور
جب شعرِ تر لکھے ہیں دریا بہا دیے ہیں

زائر سے ہو گئی ہیں جب ہم سے چار آنکھیں
آنکھوں سے چار آنسو ہم نے گرا دیے ہیں

آئی ہجومِ غم میں جب یاد مصطفیٰ کی
اک یادِ مصطفیٰ نے سب غم بُھلا دیے ہیں

آیا کسی کے لب پر جب نام مصطفیٰ کا
ہم نے بھی چار آنسو سُنکر گرا دیے ہیں

دل میں سے مر مٹے ہیں جو ولولے تھے دل کے
مٹّی میں چند مردے غم نے دبا دیے ہیں

داغوں نے کرکے قبضہ سینے میں گھر کیا ہے
ان درہموں نے اپنے سکے بٹھا دیے ہیں

آہوں کی تیز آندھی کیا کام کر گئی ہے
پردے اوٹھا دیے ہیں جلوے دکھا دیے ہیں

دستِ جنوں خبر لے انکو بھی صاف کر دے
جو چیتھڑے بدن پر تو نے لگا دیے ہیں

ہم سر فروش لاکھوں اور ایک انکی ٹھوکر
بیمغز جانتے ہیں سینے لگا دیے ہیں

مولا کے ذاکروں کا اللہ رے کلیجا
ضربیں لگا لگا کر دل تک ہلا دیے ہیں

بیصبریوں کے ہاتھوں رازِ نہاں ہوا فاش
نالوں نے دردِ دل کے ڈنکے بجا دیے ہیں

تھک کر نہ بیٹھ اے دل پہلی ہے غم کی منزل
درپیش آگئے کیا کیا پرہول بادیے ہیں

حافظ ہے اک فسانہ دکھڑا ہمارے دل کا
کچھ نالہائے موزوں تمکو سنا دیے ہیں

منہ کو عرب سے موڑ کر ہند کو پھر کے آئے کون
نورِ خدا کو چھوڑ کر نار سے لو لگائے کون

زیست ہے آج۔ کل نہیں۔ جینے سے جی لگائے کون
موت کو تو اجل نہیں۔ مرنے سے دم چرائے کون

جان ہے نوجوان ہے۔ روضے کی ہے یہیں بہار
موت کے دم میں آئے کون۔ باغِ جناں کو جائے کون

صور پھونکے۔ قیامت آئے۔ فتنے اوٹھیں کہ حشر اوٹھے
بیٹھے ہیں آستانے پر۔ دیکھیں ہمیں اوٹھائے کون

مرغ نہیں صبا نہیں۔ نالہ ہی تو رسا نہیں
ہند کے بیکسوں کا حال جا کے انہیں سنائے کون

کہتے ہیں جسکو ماسوا آپ ہی کے لیے بنا
آپ ہیں مدعائے کُن۔ آپ ہیں مدعائے کون

دل کا بگاڑ اک طرف۔ آ بنی اب تو جان پر
میرے مسیح کے سوا بگڑی مری بنائے کون

ہجر نبی میں زندگی۔ طرفہ بلا تھی چھوڑ دی
کسکی بلا کو ہی غرض پیچھے بلا لگائے کون

کیجیے جیتے جی حضور۔ دوری ظاہری کو دور
دردِ فراق کا عذاب۔ قبر میں لیکے جائے کون

دل کی تپش کو دیں دعا۔ بیکس و نیم جاں ترے
لیٹے ہوں تو بٹھائے کون۔ بیٹھے ہوں تو اوٹھائے کون

حافظ مبتلا ترا۔ مشکلوں میں ہی مبتلا

کوئی نہیں تیرے سوا آ کے اُسے چھڑائے کون

ہم مدینے کو دلِ زار لئے جاتے ہیں ‏ — اُس میں اک دردِ دل آزار لیے جاتے ہیں

حشر کے روز یہ اب نکلیگی اِنْ شآءَ اللہ ‏ — قبر میں حسرتِ دیدار لیے جاتے ہیں

مجھسے ہو جائے کوئی حرفِ تسلّی ارشاد ‏ — دل سے تشریف جو سرکار لیے جاتے ہیں

ای خوشا بخت کہ عشرتکدۂ جنت میں ‏ — ہاتھوں ہاتھ آپ کے غمخوار لیے جاتے ہیں

اُنکے زائر چلے روضے سے جو رخصت ہوکر ‏ — دل میں رکھکر در و دیوار لیے جاتے ہیں

تیرہ روزوں کو جو ہوتی ہی زیارت روزی ‏ — تیرگی پھینک کے انوار لیے جاتے ہیں

دل کو جس نام سے ہر بار مزہ ملتا ہی ‏ — لب اُسی نام کو سو بار لیے جاتے ہیں

حشر کے دن عملِ بد کا خریدار ہی کون ‏ — ہم یہ سودا سرِ بازار لیے جاتے ہیں

ساتھ ہی حشر کے میدان میں بھی دامنِ تر ‏ — دھوپ دینے کو گنہگار لیے جاتے ہیں

جسکی سرکارِ شفاعت میں خریداری ہی ‏ — ہم اُسی جنس کے انبار لیے جاتے ہیں

آج سرکار سے پائینگے صلہ کچھ حافظ
نذر کرنے کو یہ اشعار لیے جاتے ہیں

یہ وہ محفل ہی کہ انوار یہاں آتے ہیں ‏ — یہ وہ محفل ہی کہ سرکار یہاں آتے ہیں

یہ وہ محفل ہی کہ اشرار کو ملتا نہیں بار ‏ — یہ وہ محفل ہی کہ ابرار یہاں آتے ہیں

یہ وہ محفل ہے کہ بیدین نہیں آنے پاتے
یہ وہ محفل ہے کہ دیندار یہاں آتے ہیں

یہ وہ محفل ہے کہ رضواں کا ہے اصرار یہاں
حور و غلماں کے خریدار یہاں آتے ہیں

سوالی پھر پھر کے بنا کرتی ہے رحمت انکو
جتنے امت کے گنہگار یہاں آتے ہیں

جو ہیں غافل وہ پڑے سوتے ہیں کاشانوں میں
جنکی تقدیر ہے بیدار یہاں آتے ہیں

نقد جاں شوق سے دے جاتے ہیں بیچانے میں
جنس ایماں کے خریدار یہاں آتے ہیں

میرے مولے مرے آقا ۔ مرے پیارے سرور
میرے مالک مرے مختار یہاں آتے ہیں

جد اماد ہی کل ۔ شمع رسل ۔ ختم رسل
حضرت احمد مختار یہاں آتے ہیں

پول سکھاتے ہوے لاتے ہیں فرشتے آداب
سر کے بل آؤ کہ سرکار یہاں آتے ہیں

کاش حافظ کو بھی تھوڑی سی جگہ ملجاتی
سنکے آیا ہے کہ سرکار یہاں آتے ہیں

دوبارہ شوق زیارت نے گھر کیا دل میں
میں گھر پڑا ہوں مرا دل پڑا ہے منزل میں

نہ دور دیکھا ہو تھکا نا نہ غم کی گنجائش
مزہ ہے جب کہ سما جاے تو ہی تو دل میں

مدینے جاکے شبیہ مزار پاک نبی
اتار لائے ہم آنکھوں کی راہ سے دل میں

وہ عین نور کا بنگلا ۔ وہ سرمہ کا پتلا
سمٹ سمٹ کے سمایا ہے آنکھ کے تل میں

جمال نقش بھی اس قدر پسند آیا
جمالیا مری چشم خیال نے تل میں

میں کہنے کو تو سمجھی کچھ کہے گیا منہ سے
یہ ڈر رہا۔ وہ خدا جانے کیا کہیں دل میں

جو دینے کو ہو تو دیدیں سنو تو دل بھر آئے
پیالہ دیکھ لیں خالی جو دستِ سائل میں

وقار کوچۂ حضرت کے تنکے تنکے کا
پہاڑ بن کے سمایا ہی آنکھ کے تل میں

جما ہوا ہی تصور میں وہ سراپا نور
لگا ہوا ہی قدِ آدم آئینہ دل میں

گناہگار کو بھی اذن ہو حضوری کا
بُرے بھلے سبھی آ بیٹھتے ہیں محفل میں

بسا ہی آنکھ میں حضرت کا چہرۂ انور
لکھا ہی مصحفِ کامل بس ایک ہی تل میں

سوال قبر میں رب اور دین کا ہوگا
یہ دونوں مرحلے طے ہونگے پہلی منزل میں

کچھ ایسے سوئے کہ اوٹھے نہ صبحِ محشر تک
ہم اس قدر تھکے ماندے تھے پہلی منزل میں

جو دل کی بات گئی اُنکی کان تک تو کیا
ہی بات تب کہ اُتر جائے کان سے دل میں

تڑپ تڑپ کے دکھاتا ابھی تماشا اور
ہی موت یہ کہ نہیں اتنی جان بسمل میں

نہیں ہی کل کسی پہلو نبی کی مژگاں سے
اِدھر کھٹک ہی جگر میں اُدھر خلش دل میں

میں کیا کروں جو وہاں پاسبان بار نہ دے
میں دل کو ڈال دوں کس طرح اوسکے دل میں

کہاں نصیب کہ ہمکو تجلّیاں ہوں نصیب
ہی ذرّہ بھر بھی بہت درد کی چمک دل میں

غلاف کعبہ کا ہی دھیان اور ہم حافظ
وہی ہی دل کے سویدا میں۔ آنکھ کے تل میں

بجھاوے پیاس غوطے دیکے ساقی حوض کوثر میں　　کبھی چھکنے کے نہیں ہم سے بلا نوش ایک ساغر میں

لب حضرت کی خجلت سے علاوت ہے مقدر میں　　لکھا تھا کود پڑنا۔ ڈوب جانا۔ حوض کوثر میں

میں ہوں وہ روسیہ چھوڑا بس اتنا کہکے محشر میں　　کہ ہی لکھا ہوا چہرہ مرا سولے کے دفتر میں

نہ مجھکو چین جنگل میں نہ آسائش مجھے گھر میں　　پھروں تو پاؤں میں حلکے ہو۔ گھر بیٹھوں تو ہو سر میں

نہ راشیں شکل بت کی دل سے بیٹھے بیٹھے کیا حاصل　　خدا کا جلوہ آتا ہی نظر ایک ایک پتھر میں

وہی تو دل ہی جو ہو ماسوے کے ذکر سے خالی　　بس ایک اللہ ہی اللہ ہو اللہ کے گھر میں

لب اعجاز مولے کی صفت میں لب نہیں کھلتے　　میں بیٹھا ہوں لبوں کو دیکے غوطے آب کوثر میں

میں ڈوبا ہوں تصور میں۔ تلاطم آنسوؤں کا ہی　　تصور آپ کا ڈوبا ہوا ہی آب گوہر میں

نگاہیں ہیں ہماری یا شعاعیں انکے رخنے کی　　یہ چتونے تار ہیں کھینچے گئے ہیں ایک جنتر میں

بحر دل میں سمایا ہی بحر سے دل لگا یا ہی　　وہ پتھر آئینے میں ہی یہ آئینہ ہی پتھر میں

ہر اک قطرے میں آب اسکی ہر اک ذرے میں تاب اسکی　　وہ ہی ایک ایک شیشے میں۔ وہ ہی ایک ایک پتھر میں

چھپیں وہ دیکھنے والوں سے لیکن چھپ نہیں سکتے　　چمک بنکر شرارے میں شرارہ بنکے پتھر میں

طوافِ کعبہ کرتے کرتے ایسا ہمکو وجد آیا　　وہیں پھینک آئے سب گردش جو لکھی تھی مقدر میں

نکلنے کا نہیں دل سے خیالِ خانۂ کعبہ　　کیا گھر اپنا تو بیت اللہ نے اللہ کے گھر میں

ہی لازم خانۂ دل میں ذرا سا نورِ ایماں بھی　　بلائیں دخل کر لیتی ہیں تاریکی ہو جس گھر میں

سیہ رو ہوں - مگر کر لو غلاموں میں مجھے داخل
مرا چہرہ نہ لکھ جائے سیہ کاروں کے دفتر میں

زیارت کی خوشی میں کر دیے صدقے حواس آخر
طواف کعبہ کرتے کرتے آئی عقل چکر میں

بڑا جلوہ ہے بیت اللہ میں نور نبوت کا
ہے داخل اللہ کے محبوب کا اللہ کے گھر میں

ہوئی تھی حاضری دربار میں جس روز اے حافظ
ملا تھا اک وہی دن زندگی کا - زندگی بھر میں

لو وہ گھر دل میں کرنے والے ہیں
ٹوٹے گھر میں اترنے والے ہیں

ہم سے گمنام - عاشقوں میں ترے
نام بد نام کرنے والے ہیں

اور ہونگے جو مر کے جیتے ہوں
جیتے جی ہم تو مرنے والے ہیں

پھرتے ہیں گرد روضہ شمس و قمر
انکے صدقے اترنے والے ہیں

کاسۂ چشم ہو - کہ ساغر عمر
جتنے پیالے ہیں بھرنے والے ہیں

کب تلک رہیں امیدوار ترے
ناامیدی سے ڈرنے والے ہیں

ڈرتے ڈرتے امیدواری کی
کر کے امید ڈرنے والے ہیں

نہیں دیتے اشک کو ہم تکلیف
خالی آہوں کے بھرنے والے ہیں

بات جب ہے کہ سامنے آئیں
آڑ سے بات کرنے والے ہیں

اب گرا تھک کے کاروان سرشک
چڑھے دریا اترنے والے ہیں

لطف جینے کے ہجر میں حافظ
اب تو جی سے اترنے والے ہیں

رخسار جلوہ گر وہ حبیب خدا کے ہیں
خورشید و ماہ اترے ہوے جنکے خاکے ہیں

ہم حیرتی جمال حبیب خدا کے ہیں
منہ تکنے والے آئینۂ حق نما کے ہیں

تو آسمان آپ کو کیوں کھینچتا ہے دور
دعوے کچھ اور ہی مری آہ رسا کے ہیں

جنکی قضا تھی۔ اوسکی ادا پر وہ مٹ گئے
جسکی ادا کے مارے۔ حوالے قضا کے ہیں

جینے سے تنگ جو سیر وہ کچھ کھا کے مر رہے
کیا جانیں اس مزے کو۔ جو بھوکے دوا کے ہیں

عاشق ہوے۔ فراق ہوا۔ ہوگیا وصال
سچ پوچھیے۔ تو سب یہ بہانے قضا کے ہیں

حوران عین ندیں ہیں آنکھوں میں کیوں جگہ
بیسے ہوے کسی نگہ سرمہ سا کے ہیں

انکار ہیگا حشر میں پردہ ڈھکا ہوا
دامن میں جو چھپے ہوے آل عبا کے ہیں

آتی نہیں بلا بھی کوئی۔ کیا بلا ہوی
ہم منتظر بلاؤں کے بھی کس بلا کے ہیں

مشکل ہے۔ پھر وہ عقدۂ مشکل کبھی پڑیں
کھولے ہوے جو ناخن مشکلکشا کے ہیں

آزاد ہیں۔ مگر نہیں بے قید آستی
بردے خدا کے دوست کے بندے خدا کے ہیں

انکی خدائی پیاری۔ وہ پیارے خدائی کے
ان پر خدا کا پیار۔ وہ پیارے خدا کے ہیں

اس ہیے سوا نہ قرب نبی کا ملا سراغ
پردے پڑے ہوے ابھی خلوت سرا کے ہیں

روضے میں ہمکو رکھ لے - کہ جنت میں پھینکدے ۔ راضی تری رضا سے ہیں تابع رضا کے ہیں

کیوں ہاتھ پاؤں مارئیے جب یوں کہیں حضور
حامی ہم اپنے حافظ بیدست وپا کے ہیں

ردیف (و)

کیوں نہ اللہ کو محبت ہو ۔ خوب صورت ہو خوب سیرت ہو
حاضری کی مجھے اجازت ہو ۔ پھر نہ ارشاد ہو کہ رخصت ہو
بت بھی گرتے ہیں دیکھکر بیخود ۔ آدمی یا خدا کی قدرت ہو
ہو مزہ اس طرف ہوں میرے گناہ ۔ اُس طرف آپ کی شفاعت ہو
میں مروں در پر اُنکے سب کہیں ۔ ایسی ہی ہر کسی کی قسمت ہو
حسن کا اُسکے کیا ٹھکانا ہے ۔ جسکی اللہ کو محبت ہو
دولتِ زر ہو یا ہو دولتِ فقر ۔ ہر نصیب آپ کی بدولت ہو
پانی پانی ہوں عمر بھر کے گناہ ۔ ایک دم بھی اگر ندامت ہو
حشر کی دھوپ میں عجب کیا ہے ۔ کہ سیہ نامہ ابر رحمت ہو
حشر سے پیشتر ملے جنت ۔ پاس روضے کے میری تربت ہو

دم نبی کا بھرے بشر ہر دم
سانس لینے کی بھی جو مہلت ہو

انکی رحمت خریدے ہیں گناہ
ایسی ہو جنس ایسی قیمت ہو

اک زبان اور شکر صد نعمت
سو زبانیں ہوں ایک نعمت ہو

فضل رحمٰن کا رہے اسپر
فضل رحمٰن سے جسکو بیعت ہو

کیوں ہے عقبےٰ کا سوچ اے حافظ
یہ تو سوچو کہ کسکی امت ہو

اُذکُرُوا لا الٰہ الا ھو
وَحدَہٗ لا الٰہ الا ھو

کبھی اہل ادب نہیں کہتے
بے وضو لا الٰہ الا ھو

دل کا مقصود کلمۂ طیب
آرزو لا الٰہ الا ھو

ہر نفس سے صدا نکلتی ہے
ہو بہو لا الٰہ الا ھو

شغل ہے مُحمدٌ مُصطفیٰ رسُولُ اللہ
گفتگو لا الٰہ الا ھو

تیرے دیوانے کو کفایت ہے
ایک ہو لا الٰہ الا ھو

نعرۂ عاشقاں ہے الا اللہ
ہاے وہو لا الٰہ الا ھو

لوث عصیاں کے واسطے بس ہے
شست وشو لا الٰہ الا ھو

ہے بہار ریاض وحدت کا
رنگ و بو لا الٰہ الا ھو

غم سے دل چاک ہو تو کیا غم ہے — ہے رفو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ

حکم ہے عشق کے شہیدوں کو — اِشْھَدُ وَّلَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ

مشغلہ ہے مرید و مرشد کا — دو بدو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ

رونگٹوں سے صدا نکلتی ہے — مو بمو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ

چھا گیا ہے مرے عناصر پر — چار سو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ

شجر دل کے واسطے حافظ
ہے نمو لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوْ

اب یہ کہتا ہوں مدینے میں مجھے آنے دو — پھر کہونگا کہ اب آیا ہوں تو مرجانے دو

حاضری سے مجھے روکے کوئی اور وہ کہیں — ہے یہ اپنا۔ اسے آنے دو ہاں اسے آنے دو

بے نیازی ہی سے ای کاش وہ دیدیں یہ جواب — ہیرے در پر کوئی مرتا ہے تو مرجانے دو

دردِ الفت نہیں جلنے کا نہیں جانے کا — چارہ فرما مرے۔ فرماتے ہیں فرمانے دو

ہائے امت سے قیامت میں یہ کہنا انکا — ابھی کیوں ڈرتے ہو اعمال تو تُل جانے دو

اپنی آنکھوں کو میں اس واسطے رکھتا ہوں عزیز — خونِ دل پینے کی خاطر ہیں یہ پیمانے دو

بات مانی نہ رفیقوں نے مدینے میں مری — تم اگر جاتے ہو جاؤ مجھے رہ جانے دو

ایسی وحشت ہے کہ کہتا ہوں میں گھر والوں سے — اپنے طیبہ کو اکیلا مجھے ہو آنے دو

اک تھلیں چومنے والے درِ اقدس کے نہیں
ٹھہرو اے حضرتِ دل بھیڑ تو چھٹ جانے دو

عاصیو! کثرتِ عصیاں کی کوئی حد نہ سہی
دیکھنا سیر ذرا رحم انھیں آ جانے دو

حافظ اس مرتبہ پھر قصد ہے ان شاء اللہ
موسمِ حجّ و زیارت تو ذرا آنے دو

نیند کے روپ میں موت آتی ہے بیماروں کو
موت کے بھیس میں نیند آتی ہے بیچاروں کو

بیگناہوں سے گنہگار نہ بدلیں دستار
سربلندی جو عنایت ہو گنہگاروں کو

روز اک غم ہے نیا کوئی کہاں تک کھائے
کھائے جاتا ہے یہی غم مرے غمخواروں کو

شافعِ حشر نبی۔ بخشنے والا ہے خدا
اور کیا چاہیے امت کے گنہگاروں کو

زہر کھانے سے بھی مشکل ہے مرا غم کھانا
نہیں معلوم یہ اب تک مرے غمخواروں کو

نیند ہے موت سے بھاری کہ ہے ترکِ راحت
موت ہے نیند سے پیاری ترے بیماروں کو

آ پڑا ہوں صفتِ سایہ میں بیرونِ حریم
جا ہی پہنچوں گا کبھی پھاند کے دیواروں کو

آپ ہی بات نہ پوچھینگے اگر محشر میں
کون پوچھیگا وہاں ہمسے گنہگاروں کو

آرزو ہے کہ مرے دل سے مرے سینے میں ہیں
آبلے دیکھ کے چبھتے ہی رہیں خاروں کو

یا وہ میدانِ شفاعت میں گھرے بیٹھے تھے
یا خود اب ڈھونڈتے پھرتے ہیں گنہگاروں کو

جنکو سنگِ درِ اقدس کا ہے اب تک سودا
ٹکٹکی باندھ کے دیکھیں در و دیواروں کو

دیکھکر قصر نبی کھل گئیں دونوں آنکھیں
انھیں دروازوں سے دیکھا کیے دیواروں کو

حشر میں کہتی ہی اللہ سے رحمت انکی
اب نہ رکھ مجھ سے جدا میرے گنہگاروں کو

داخلی کا شرف ایک ایک کو ہوتا ہی نصیب
ہم کھڑے تکتے ہیں دروازوں کو دیواروں کو

تھا جگہ سینۂ اشرار میں کس پتھر کا
پارہ پارہ کیا زہرا کے جگر پاروں کو

چشم بد دور مری محو تماشا آنکھیں
ایسے روزن نکلے آپ کی دیواروں کو

اک مددگار کی رضواں کو ضرورت ہوگی
بخشوائینگے حضور اتنے گنہگاروں کو

موت آجائے تو ہو دردِ جدائی سے شفا
ہی شفا موت سے بدتر ترے بیماروں کو

جاگتے جاگتے ہو جائے نہ صبح محشر
یا نبی تیرے شبِ ہجر کے بیداروں کو

بیگناہوں کو خدا جانے خبر ہے کہ نہیں
پہلے پوچھینگے قیامت میں گنہگاروں کو

لیے جاتے ہیں وہ چن چنکے شفاعت کے لیے
بیگناہوں سے جدا کرکے گنہگاروں کو

ایسے ہشیار ہیں دیوانے تمھارے مولیٰ
کہ وہ دیوانہ بنا دیتے ہیں ہشیاروں کو

ہم ہیں اور درد ہی اور دل کے ہیں ٹکڑے حافظ
لیے پھرتے ہیں بغل میں انھیں سیپاروں کو

لب پر یہی مرتے دم دعا ہو
یہ جان فدائے مصطفےٰ ہو

ای کاش رہے مرے ہی دل میں
وہ درد کہ جسکی تم دوا ہو

دل کھو کے مدینے میں یہ خوش ہوں | جیسے کہیں کچھ پڑا ملا ہو
تقدیر کی کیا خبر۔ مگر کاش | مرنا ترے عشق میں لکھا ہو
وہ جانے وداع کی مصیبت | رخصت جو مدینے سے ہوا ہو
مرنے کو مدینہ کیوں نہ چاہوں | جب جینے کو جی نہ چاہتا ہو
پہلو میں وہ اک بلائے جاں ہے | قابو سے جو دل نکل گیا ہو
اٹھتا نہیں صدمۂ جدائی | ای جان بدن سے تو جدا ہو
ہے سب سے زمین طیبہ افضل | کرسی ہو کہ عرش کبریا ہو
ہستی کی وہ خاک سمجھے ہستی | در پہ جو ترے مٹا ہوا ہو
حوروں کا وہ خاک ہو طلبگار | جو دل کہ نبی پہ آ گیا ہو
لبیک کہوں میں جا کے در پر | ارشاد ادھر سے مرحبا ہو
مولا کہیں مجھکو کھو نہ دینا | میں درد ہوں تم مری دوا ہو
وہ دل جو اچھل رہا ہے ہاتھوں | ہاتھوں سے نہ روکیں ہم تو کیا ہو

بے دیکھے تو ہے یہ حال حافظ
دیکھو آنکھیں اک نظر تو کیا ہو

اب ہو رہا خستہ کا یہ بیمار۔ خبر لو | سرکار خبر لو مری۔ سرکار خبر لو

جینے سے ہی بیزار دلِ زار - خبر لو
دل کا ہی یہ آزار دل آزار - خبر لو

اب تو خبر اپنی مجھے پھر دل نہیں رہتی
تم بیخبروں کے ہو خبردار - خبر لو

غفلت میں ہی ڈر - چور نہ ایمان چرا لے
ہر وقت خبر لو مری - ہر بار خبر لو

تم باخبر و عالم ہر غیب و شہادت
ہیں بیخبر و بیکس و بے یار - خبر لو

مولے مرے - آقا مرے - سردار دو عالم
مالک مرے - اللہ کے مختار - خبر لو

اک بیکس و بخستہ - سزاوار ملامت
یہ کون پڑا ہی پسِ دیوار - خبر لو

غافل ہوں - مجھے دیتے ہیں چھینٹے مرے احباب
ہوتا نہیں چھینٹوں سے بھی بیدار - خبر لو

پھرتی ہی تصور میں جو رفتار تمہاری
بگڑی ہوئی ہی سانس کی رفتار - خبر لو

ہیں جسکی نظر میں - در و دیوار تمہارے
گھیریں اسے اپنے در و دیوار خبر لو

حافظ سہی سودا زدہ - پھر بھی ہی تمہارا
ہو جائے نہ رسوا - سر بازار - خبر لو

مقبول وہ سجدہ ہو جو اس طرح ادا ہو
سر آپ کے ہاتھوں نہ شمشیر قضا ہو

کیا خوب نماز آپ کے سجود کی ادا ہو
سر سجدے میں ہو - ورد زباں صلّ علیٰ ہو

کیا ڈھونڈتے ہیں یار قریب رگ گردن
اللہ سے ڈورا تو محبت کا لگا ہو

رہ دل میری قسمت میں ہو - تم جس میں سماکت
وہ درد - خدا سے نہ کہے - تم جسکی دوا ہو

دم آنکھوں میں ہو۔ پیکے مرے شربت دیدار
ایسا ہو مریض۔ ایسی دوا ایسی قضا ہو

جب ہاتھ اوٹھیں سامنے روضے کے دعا کو
ہے لطف۔ جو دروازے کا پردہ بھی اوٹھا ہو

کیا صلِّ علے۔ وصف کروں صلِّ علے کا
جب صلِّ علے کہتے ہیں مقبول دعا ہو

وہ جان کے ایمان۔ دمِ نزع جو آجائیں
صدقے ہو مری جان۔ تو ایمان فدا ہو

دیدار بھی نزدیک ہے۔ وعدہ بھی ہے نزدیک
دیدار ملے یا نہ ملے۔ دیکھیے کیا ہو

کس طرح گزرتی ہے۔ کوئی پوچھے اُسی سے
خود ہند میں۔ دل اُسکا مدینے میں پڑا ہو

طیبہ کو چلوں۔ چلکے گروں۔ گرکے یہ چاہوں
ان ہاتھوں میں بس انکا سادہ دامانِ قبا ہو

اللہ! ہے کیا تیری محبت کا ٹھکانا
بخشے مجھے۔ پہلے مرے محبوب کو چاہا ہو

اے آنکھ۔ ذرا دیکھکے اشکوں کو بہانا
دامن میں گنہ کا کوئی دھبّا نہ لگا ہو

حافظ اگر اغیار سنینگے تو ہنسینگے
ہے درد اگر دل میں تو آہستہ کراہو

ردیف (ہ)

مجھے ہولِ قیامت سے بچالو یا رسول اللہ
مجھے دامانِ رحمت میں چھپالو یا رسول اللہ

کھڑا ہی ہاتھ باندھے ضعف۔ لغزش پاؤں پڑتی ہے
گرا پڑتا ہوں۔ گرتے کو سنبھالو یا رسول اللہ

اٹھا کر رُخ سے پردے کو ذرا باہر نکل آؤ
مری دیدار کی حسرت نکالو یا رسول اللہ

میں کب تک آپ کی فرقت میں دیکھوں راہ مرنے کی
کوئی تو راہ جینے کی نکالو یا رسول اللہ

دمِ پرسش خدا کے سامنے۔ بگڑیں یہی باتیں
بڑی ہی بات اگر بگڑی بنا لو یا رسول اللہ

سنبھالا لے رہا ہے۔ آپ کا بیمار فرقت میں
سنبھالا لینے والے کو سنبھالو یا رسول اللہ

خدا بخشے۔ یہی کہتا تھا حافظ مرتے دم تک بھی
کہ جیتے جی خدا سے بخشوا لو یا رسول اللہ

دکھا یارب در و بامِ مدینہ
نصیبِ دل ہو آرامِ مدینہ

مرے قبضے میں ہو مُہرِ سلیماں
لکھوں دل پر اگر نامِ مدینہ

بیاضِ نور ہے ہر صبح روشن
سوادِ طور ہر شامِ مدینہ

صدا دی دل نے میں دیکھوں کہاں ہے
کسی نے جب لیا نامِ مدینہ

انھیں کیا ہند کے کلفت زدوں سے
وہ جو پاتے ہیں آرامِ مدینہ

مرے مولے مدینے کے ہیں والی
مرے مخدوم خدّامِ مدینہ

اُجالی رات میں نورٌ علیٰ نور
کوئی دیکھے در و بامِ مدینہ

جسے کہتے ہیں سب ظلِّ الٰہی
وہی ہے رحمتِ عامِ مدینہ

ہر اک شب ہے وہاں کی جب شبِ قدر
تو کیا کچھ ہونگے ایّامِ مدینہ

میں گزرا ہند کی راحت سے یارب ۔۔۔ نہ مجھے دے درد و آلامِ مدینہ
ملے شام و سحر مجھ کو الٰہی ۔۔۔ سحر مکے کی اور شامِ مدینہ
بدن سے مرغِ جاں اُڑ جائے جس دم ۔۔۔ پھنسے جا کر نہ دامِ مدینہ
ہوا ہے نام سے سو لے کے روشن ۔۔۔ تو ہے نامِ خدا نامِ مدینہ
لیا یہ نام ۔ یاد آیا وہ محبوب ۔۔۔ عجب محبوب ہے نامِ مدینہ

چلو حافظ جو مرنا ہے مسلمان
کہ ہے اسلامِ اسلامِ مدینہ

مرے دل کو سودا ہے یادِ مدینہ ۔۔۔ مری پتلیوں میں سوادِ مدینہ
کہاں میں ۔ کہاں صرصرِ غم کے جھونکے ۔۔۔ کہاں ٹھنڈی ٹھنڈی وہ یادِ مدینہ
الٰہی میں پہنچوں گا کیونکر دوبارہ ۔۔۔ نہ زر ہے ۔ نہ طاقت ۔ نہ زادِ مدینہ
خوشی کا بھرا گھر لٹا دل ہمارا ۔۔۔ فقط رہ گئی ایک یادِ مدینہ
جیے ہند میں ہم تو کیا خاک پتھر ۔۔۔ ہیں زندوں سے بہتر جمادِ مدینہ
غلامی غلاموں کی میرا شرف ہے ۔۔۔ مرا خانداں خانہ زادِ مدینہ
یہ سمجھا گئی آہِ سرد آ کے لب پر ۔۔۔ بنوں گی میں بادِ مرادِ مدینہ
مری آنکھ کا روضۂ پاک تارا ۔۔۔ مرے دل کی محبوب یادِ مدینہ

مرا دم سلامت - مرا دل سلامت
نہ بھولیگی تا زیست یادِ مدینہ

کہاں لاکے پھینکا ہی روزِ سیہ نے
کہی کالے کوسوں سوادِ مدینہ

گداؤں کو بے مانگے دیتے ہیں کیا کچھ
زہے جودِ شاہِ جوادِ مدینہ

شرف ہی یہ قربِ حبیبِ خدا کا
خدا کے ہیں پیارے عبادِ مدینہ

کہاں ایسی ہم تیرہ بختوں کی قسمت
ہو نورِ نظر بامدادِ مدینہ

سوادِ مدینہ سویدا ہی دل کا
سویدائے دل ہی سوادِ مدینہ

ہو عشقِ نبی اور مری جان حافظ
ہو سینہ مرا اور یادِ مدینہ

ہی ابھی پیش نظر باغ و بہارِ طیبہ
ہائے وہ گنبدِ اخضر وہ مزارِ طیبہ

خاک میں ملکے بھی چھوٹے نہ دیارِ طیبہ
خاک کی دھول اوڑے بنکے غبارِ طیبہ

خاک کا مرتبہ دیکھو تو کہاں پہنچا ہی
سرمہ چشمِ ملائک ہی غبارِ طیبہ

پھول تو پھول ہیں پھر آپکے گلزار کے پھول
گُل کی آنکھوں میں کُھبے جاتے ہیں خارِ طیبہ

نالے اوٹھ اوٹھکے مرے سینے سے ہوتے ہیں بلند
ہند میں یاد جب آتے ہیں مشارِ طیبہ

ہی شبِ قدر ہر اک شب تو ہر اک روز ہی عید
ہیں زمانے سے جُدا لیل و نہارِ طیبہ

راہ میں آنکھیں بچھانے کو پیادہ دوڑوں
دور سے جو نظر آجائے سوارِ طیبہ

زائرو۔ دوڑو چلو۔ روضۂ جنت کی بہار — لٹ رہی ہی سرِ بالینِ مزارِ طیبہ
شاہراہِ ارم و خلد کا پوچھا جو پتا — لے چلے خضر سوے رہگزارِ طیبہ
اپنے پیارے کا جو پیارا ہو بڑا پیارا ہی — طیبہ اُن پہ ہی فدا میں ہوں نثارِ طیبہ
خار و خس پڑ کے وہ ذلّت بھری آنکھیں پھوٹیں — جن میں آئے نہ وقارِ خس و خارِ طیبہ
نہیں چلتی ہی وہاں اہلِ ایام کی چال — رات دن ایک سے ہیں لیل و نہارِ طیبہ
دیکھیے۔ چلتے ہیں کب چھوڑ کے ہم یار و دیار — دیکھیے کب نظر آتا ہی دیارِ طیبہ
جنکے رہتے ہیں سوا۔ جنکے مراتب ہیں بڑے — فخر کرتے ہیں کہ ہیں راتبہ خوارِ طیبہ

ہند میں یہ تنِ بے روح پڑا ہی حافظ
روح پھرتی ہی مری گردِ مزارِ طیبہ

ردیف (ی)

روحِ حضور کی شبِ اسرے میں رہگئی — اعلیٰ کی دھوم خلوتِ ادنےٰ میں رہگئی
ڈوبا تڑپ تڑپ کے غمِ مصطفےٰ میں دل — کشتی اُچھل اُچھل کے یہ دریا میں رہگئی
جاری ہوا جو فیض محمدؐ کے نور کا — تھوڑی سی روشنی یدِ بیضا میں رہگئی
مارونگا ہاتھ پاوں مدینے کے شوق میں — طاقت اگر ذرہ مرے اعضا میں رہگئی

تقدیر کھینچ لائی جو ہندوستان کو
نیت مری مدینے کے صحرا میں رہ گئی

ستی ازل میں تھی مری مٹی کی جس قدر
وہ سب نبی کی نرگس شہلا میں رہ گئی

دشت مدینہ میں دلِ شیدا پڑا رہا
حسرت مدینے کی دلِ شیدا میں رہ گئی

شوخی اگر نہ ہو تو میں بیساختہ کہوں
قدرت خدا کی اُنکے سراپا میں رہ گئی

اے آفتاب جلوۂ معراج کچھ نہ پوچھ
ہاں تیری آبروِ شبِ اسریٰ میں رہ گئی

حسرت نبی کی جب نہ سمائی جہان میں
آخر ہماری چشم تمنّا میں رہ گئی

جب قدِّ پاک نے نکیا چھاؤں کو قبول
روزِ ازل وہ حصہ طوبیٰ میں رہ گئی

جلوہ نبی کا دیدۂ تر میں چمک گیا
بجلی سی کوئی کوند کے دریا میں رہ گئی

دیدار سے جو آئے تو سوجھا نہ کچھ ہمیں
شاید نظر ہجوم تماشا میں رہ گئی

رسوا ہوئی نہ امتِ عاصی جہان میں
عزت طفیلِ حضرتِ والا میں رہ گئی

خوبی کچھ اور ہو تو ہو شمشاد و سرو میں
موزونی آپکے قدِ بالا میں رہ گئی

پردوں میں پتلیوں کے وہ پتلا ہے نور کا
پتلی نبی کی دل کے سویدا میں رہ گئی

ہجرِ نبی میں جینے سے دل مردہ ہو گیا
مرنے کی آرزو دلِ شیدا میں رہ گئی

تھی چلتی پھرتی چھاؤں نبوت مسیح تک
آخر وہ آکے سایۂ مولا میں رہ گئی

مشتاق کی نگاہ نہ پہنچی کہاں کہاں
اور رہ گئی تو بزم تماشا میں رہ گئی

عقبےٰ کا رنج ۔ عالمِ عقبےٰ کو لیجلے … دنیا کی جو خوشی تھی وہ دنیا میں رہگئی
رحمت نے اُنکی اشک مرا کرلیا پسند … قطرے کی آبرو بھرے دریا میں رہگئی

حافظ کی جان بار خدا کس گناہ پر
مولے سے چھوٹکر غمِ مولے میں رہگئی

تم دل میں رہو آرزوِ دل تو یہی ہی … میں جان سے قربان ہوں حاصل تو یہی ہی
بچنے کے نہیں گور سے عقبےٰ کے مسافر … آنہ سکینگے کہاں جاکے کہ منزل تو یہی ہی
آسان جو ہی ۔ وہ بھی ہو مشکل ۔ یہ ہی آسان … مشکل مری آسان ہو مشکل تو یہی ہی
دل تم سے لگایا ۔ تو پھر آسان ہی سب کچھ … دل تم سے لگانا ۔ جو ہی مشکل تو یہی ہی
کیا سرمۂ بینش ہی سویدا مرے دل کا … آنکھوں میں جگہ دیں جسے وہ تل تو یہی ہی
وہ پار ہوا ۔ بحرِ حقیقت میں جو ڈوبا … ساحل سے کنارہ کرے ساحل تو یہی ہی
محشر میں جو بے یار و بیکس نے مجھے پایا … مولے نے کہا ۔ رحم کے قابل تو یہی ہی
ہی مانعِ دیدار مجھے پردۂ غفلت … دشمن تو یہی بیچ میں حائل تو یہی ہی
پہنچونگا مدینے میں ۔ مرا شوق سلامت … رہبر ہیں بہت ۔ رہبرِ کامل تو یہی ہی
کیا پوچھتے ہو ذکرِ ولادت کے فضائل … رحمت کی جو منزل ہی وہ محفل تو یہی ہی

یہ پہلوِ حافظ میں جو دل نام ہی مضطر

سو لئے ترے دیدار کا سائل تو ہی ہے

جو در پہ نبی کے مر کے گڑ جائینگے — تو ہم مر کے جنتوں میں پڑ جائینگے

جو بگڑی بنی کی نہ لو گے خبر — بنے کام میرے بگڑ جائینگے

دکھانے کے قابل نہیں زخم دل — کتانے ہیں ٹانکے اُدھڑ جائینگے

ترے در سے ٹلتے نہیں لے لیے — وہ ہیرم گدا ہیں کہ اَڑ جائینگے

چلینگے سر آنکھوں سے طیبہ کی راہ — اگر پاؤں میں چھالے پڑ جائینگے

عبث فکر ہوگا جہاں کا ضمیر — وہیں مر کے اک روز گڑ جائینگے

جو ہی چشم رحمت کا پلہ اِدھر — عمل سب ترازو میں تُرڑ جائینگے

مقدر میں ہوگا جو حسنِ قبول — شہیدی سے مضمون لڑ جائینگے

یہ عالم ہمیشہ سے ہی بے ثبات — بسے ہیں جو گھر سب اُجڑ جائینگے

نکر عاجزی اہلِ دولت کے ساتھ — یہ فرعون ہیں اور اکڑ جائینگے

چھُڑا لینے کو خود آئینگے شاہِ دیں — جو امت کے عاصی پکڑ جائینگے

تصور بھی روضے پر آتا نہ تھا — کہ ہم اتنی جلدی بچھڑ جائینگے

کوئی دم میں دنیائے فانی کے کھیل — گھروندے کی صورت بگڑ جائینگے

لکھے جائینگے نعت ہم عمر بھر — مضامین کوئی نبڑ جائینگے

وہ لو آ گئے حافظ ہرزہ گو
کوئی تازہ مضمون گھڑ جائینگے

ہائے ابکے بھی مدینے کو نجانے پائے
دلِ ناکام کے مطلب نہ بر آنے پائے

اور نبیوں سے ازل میں جو بچار لکھے تھے
وہی رتبے تھے جو محبوبِ خدا نے پائے

میری سوئی ہوئی تقدیر نہ جاگے جب تک
نیند ای دیدۂ بیدار نہ آنے پائے

ہاتھ آئی درِ دولت کی گدائی جسکو
اُس نے دولت کے خزانے کے خزانے پائے

مر گئے ہم تو ملی ہمکو حیاتِ جاوید
لطف جی جانے کے مرنے کے بہانے پائے

پھر مقصد کا نہ آنکھوں سے تماشا دیکھا
دشتِ طیبہ کی نہ ہم خاک اُڑانے پائے

اور سب اہلِ وطن اُنکے وطن میں پہنچے
ایک ہم اپنے وطن سے بھی نہ جانے پائے

جنکو طاقت تھی وہ طے کر گئے راہِ طیبہ
ناتواں ایک قدم بھی نہ اوٹھانے پائے

سر و سامانِ اقامت بھی ہو جسکا بگڑا
سر و سامانِ سفر کیا وہ بنانے پائے

سال بھر کون جیے کون مرے کسکو خبر
آنے بھی پائے یہ موسم کہ نہ آنے پائے

ہے زیارت کا شرف ایک زمانے کو نصیب
بے نصیب ایک ہمیں ہیں کہ نجانے پائے

دُرِ مقصود کے بدلے یہ ملا رو رو کر
گوہرِ اشک مرے دستِ دعا نے پائے

جو فقیروں کو مزے ہیں وہ امیروں کو کہاں
کھو سکے جو فقرا وہ امرا نے پائے

اُنکے در پہ مری تقدیر کھڑی کہتی ہے
دیکھنا حافظ ناکام نہ آنے پائے

کب تک میں رہوں دور پڑا ملکِ عرب سے
جلدی سے بلا لو مجھے مولا کسی ڈھب سے

عشاق کے دل میں کبھی گزری بھی نہ ہوگی
جو حسرتیں ہم لیکے پھرے ملکِ عرب سے

یہ منزلِ طیبہ۔ یہ مری دشت نوردی
کانٹے بھی کھٹکتے ہیں مرے پا سے طلب سے

زندوں کو جو آواز سنا دوں تو فدا ہوں
مردے حرکت کرتے ہیں اک جنبشِ لب سے

جو رب کی رضا ہے وہی مولا کی رضا ہے
رب اُنسے رضامند ہے۔ راضی ہیں وہ رب سے

بندے کا ہمیں رتبہ جتایا ہے خدا نے
مولا کو پکارا ہے جو بندے کے لقب سے

دی دل کو تسلّی یہی کہ کہکے ہمیشہ
اب کوئی ہمیں لینے کو آتا ہے عرب سے

رنج و تعبِ دل سے میں ہوں رنج و تعب میں
ہے رنج و تعبِ دل کو مرے رنج و تعب سے

احباب سمجھتے ہیں قصور ہے کسی کا
ہم سر کو جھکائے ہیں گناہوں کے سبب سے

دیدار دکھا جلد کہ دیکھا نہیں جاتا
دیدار کا رستہ دلِ دیدار طلب سے

یا غم کی ہوا بھی نہ لگی تھی مرے دل کو
یا کوئی علاقہ نہ تھا مجھکو طرب سے

جنت مجھے دلواؤ جہنم سے بچاؤ
رحمت کا طلبگار رہوں ڈرتا ہوں غضب سے

کچھ حد بھی جدائی کی ہے۔ للہ ترحم
مشتاق ہیں کب تک رہوں مشتاق ہوں کب سے

سنتا ہوں سوا ہی نگہِ رحم بدوں پر — ہاں اک نگہِ رحم کہ بدتر ہوں میں سب سے

حافظ کو کبھی چین سے یا شاہ نہ دیکھا
سینے میں سمائی ہے محبت تری جب سے

تھا نصیبوں میں مرے ہی دل مرے سینے کے لیے — جو تڑپتا رہے سینے میں مدینے کے لیے

ہو مدینے میں جو مرنا تو ہے جینے سے سوا — موت یہ ہی کہ میں ہوں ہند میں جینے کے لیے

علم باطن کے برابر نہیں علم ظاہر — یہ ہے سینے کے لیے وہ ہے سفینے کے لیے

کھانے پینے کی طلب طالب مولا کو نہیں — غم ہے کھانے کے لیے اشک ہیں پینے کے لیے

دل ہے پر داغ جھپکتی نہیں آنکھیں پل بھر — دو نگہبان ملے مجھکو خزینے کے لیے

یا محمد کے سوا نقش نہو یا اللہ — نام ایسا ہی کہاں دل کے نگینے کے لیے

زیست ہے انکی جو یہاں مر کے پڑے جیتے ہیں — موت انکی جو یہاں مرتے ہیں جینے کے لیے

کاش مرنے کو تو ملجائے مدینے کی زمیں — ہند کی خاک جو قسمت میں ہے جینے کے لیے

حق پہنچتا ہے تو کر سینے سے کینہ پاک — حق نے سینے کو بنایا نہیں کینے کے لیے

بوئے خوش پھول میں ہے عطر میں ہے مشک میں ہے — ہر جگہ پھرتی ہے مولے کے پسینے کے لیے

انکے لب کا تو کوئی غرض سے پوچھے رتبہ — جس نے اخلاص سے بوسے ترے زینے کے لیے

دفن کے بعد کوئی ان سے حقیقت پوچھے — جان دیتے تھے جو دنیا میں دفینے کے لیے

اتنو قرآن سُنایا نہیں کب سے حافظ
کبھی فرمائشیں ہوتی تھیں سُننے کے لیے

پلّے پر ہیں وہ مرے - ہے مرا پلّہ بھاری
بارِ عصیاں سے ہیں ہوتا نہیں ہلکا بھاری

بوجھ سا سر کا اُتار آئے لحد پر جا کر
ہوگیا زندوں کو ایسا مرا مردہ بھاری

جسکی گردن میں نہیں رشتۂ فرماں اُنکا
اُسکی گردن میں بڑا طوق پڑیگا بھاری

بوجھ لیکر جو گناہوں کا میں دنیا سے چلا
ہوگئی اور مجھے منزلِ عقبےٰ بھاری

چرخ سے خاکِ درِ پاک کا رتبہ ہے سوا
عرش سے آپکے منبر کا ہے پایہ بھاری

شر مرا ایک طرف - رحم ترا ایک طرف
دونوں تل جائیں تو معلوم ہو ہلکا بھاری

عملِ خیر ہو بھاری - عملِ شر ہلکا
اس سے کیا کام جنازہ جو ہو ہلکا بھاری

نظر آیا کریں بے پردہ وہ بیداری میں
چشمِ دل پر نہ ہو غفلت کا جو پردہ بھاری

ٹال دو شاہِ نجف اِس سے مرے غم کا پہاڑ
کہ نہیں ہے درِ خیبر سے زیادہ بھاری

تھا بارِ امانت کا اوٹھانے والا
آخر انسان نے یہ بوجھ اوٹھایا بھاری

روضۂ پاک کہاں گنبدِ افلاک کہاں
تول تو نظروں میں اب کس کا ہے پلّہ بھاری

یہ زمین اور یہ مضمون - یہ بندش حافظ
آج سرکار سے خلعت بھی ملیگا بھاری

اک دل ہیں داغ عشق ہیں لاکھوں پڑے ہوے
اک مہر ہیں ہیں لاکھ نگینے جڑے ہوے

قطعہ

جاتے تھے جانے والے مدینے کو رات دن
منہ دیکھتے تھے بے سر و پا گھر پڑے ہوے
کچھ زادِ راہ ساتھ نہ آگاہِ راہ ساتھ
توفیق جب رفیق ہوی اٹھ کھڑے ہوے

عاشق نبی کے دیکھیے کیا دیکھیں بعد مرگ
ہیں زندگی میں جینے کے لالے پڑے ہوے
مرنے پہ اس جگہ کے۔ مری زندگی فدا
جینوں میں پڑ گئے ہیں جہاں کے گڑے ہوے
حجرے سے باہر آو کہ لاکھوں میں ایک ہو
لاکھوں امیدوار ہیں در پر کھڑے ہوے
طفلی میں تھے ہمارے نبی۔ فخر انبیا
چھوٹی سی عمر میں وہ بڑوں سے بڑے ہوے
وہ پیشوا ملا جو سراپا ہی صلح کل
حقا کہ ہیں نصیب ہمارے لڑے ہوے
مقتول کامگار ہیں۔ قاتل ہیں نامدار
کیسے ہیں تازیوں کے مقدر لڑے ہوے
آنکھوں میں چھا گیا ہی مدینے کا راستا
ہر ہر قدم ہیں جھونپڑے اپنے پڑے ہوے
سمجھے کہ راہِ طیبہ میں موتی پڑے ملے
دیکھے جو ہم نے پاوں میں چھالے پڑے ہوے
اعمال میرے کاش وہ نظروں میں تل لیں
میزان ہو کھڑی تو یہ نکلیں اڑے ہوے

اگلوں کے قول و فعل کے پاسنگ بھی نہیں
باتیں جچی تلی نہ عمل ہیں تلے ہوئے

میں ہوں سیاہ کار گنہگار بال بال
ہیں ڈر سے رونگٹے مرے تن کے کھڑے ہوئے

پورا نہو سوال کہ پورا سوال ہو
دیکھے نہیں گدا ترے در پر اڑے ہوئے

حافظ اٹھو۔ اٹھاؤ مدینے میں چل کے لطف
ہندوستاں میں کرتے ہو کیا گھر پڑے ہوئے

غمِ دل کی سب کو خبر ہو گئی
مری چشمِ تر پردہ در ہو گئی

گیا وقتِ پیری فروغِ خرد
بجھی شمع جس دم سحر ہو گئی

مرے گھر ابھی تک شبِ تار ہے
زمانے میں کب کی سحر ہو گئی

بنے حشر میں کام بگڑے ہوئے
سفارش تری کارگر ہو گئی

اُدھر چشم پوشی ہے مدِّ نظر
اِدھر معصیت کو نظر ہو گئی

خطا وار تھا میں۔ مگر بچ گیا
رہائی نہ ہونی تھی پر ہو گئی

مری ہم زباں شب کو تھی ایک شمع
وہ خاموش وقتِ سحر ہو گئی

جوانی چلی۔ اٹھو غفلت سے چونک
کہ ڈھلتا ہے دن دوپہر ہو گئی

سیہ کاریوں نے جو حربہ کیا
تو رحمت نبی کی سپر ہو گئی

یہاں دل ہوا عشق میں بے خبر
وہاں دل کو دل کی خبر ہو گئی

ہوئی وقت پیری جوانی کی قدر — میں چونکا تو کب جب سحر ہو گئی

نہ تھی زادِ راہِ عرب کی سبیل — سفر پر جو باندھی کمر ہو گئی

یہ سمجھو ٹھکانے لگی میری خاک — مدینے میں برباد اگر ہو گئی

تمھارے ہی روضے کو تکتا ہی رہوں — فلک کی بھی اونچی نظر ہو گئی

کہاں سے کہاں پہنچی اک آن میں — مری آہ کیا بد خبر ہو گئی

میں پہنچونگا مطلب کو اپنے ضرور — نبی تک رسائی اگر ہو گئی

مرا دل ہوا وقفِ حسنِ نبی — مری جان نذرِ نظر ہو گئی

بجھے شمع۔ روتا ہی اک رات کا — مری عمر یوں ہی بسر ہو گئی

نبی نے نہ چھوڑا اپنوں کا پتا — اِدھر کی خدائی اُدھر ہو گئی

کوئی جا کے **حافظ** کو کر دو خبر
کہ تیری طلب روضے پر ہو گئی

سیر جب تھی۔ دیدہ و دل کا تماشا دیکھتے — کوئی دریا دیکھتے تم۔ کوئی صحرا دیکھتے

دیکھنے والے تو سب جلوہ تمھارا دیکھتے — اور تم اہلِ تماشا کا تماشا د

پاؤں چلتے دیکھتے یا ہاتھ چلتا دیکھتے — زور و زر کچھ بھی اگر ہوتا تو طیبہ د

آئینہ جب دیکھتے۔ حضرت کا روضہ دیکھتے — آنکھ کے تل میں ہم روضے کا نقشہ د

ضعف سے ہی ایک منزل کے برابر اک قدم — عمر گزری راہ میں منزل کا رستہ دیکھتے

رات دن دیکھا کیے چشم تصور سے تو کیا — کاش ان آنکھوں سے ہم حضرت کا روضہ دیکھتے

دیدۂ مشتاق کو سیری نہ روضے میں ہوئی — لاکھ جلوے وہ تماشائی تھے کیا کیا دیکھتے

گھر سے ہم طیبہ کو چلنے ساتھ ہوتا راہبر — عمر گزری اس سفر کا ہمکو رستہ دیکھتے

کر کے روضے سے مقابل کرتے کیا اہل نظر — فرش سے کم پایۂ عرش معلّٰی دیکھتے

قدِ آدم آئنہ بن جاتے روضے میں جو ہم — اُس سراپا نور خالق کا سراپا دیکھتے

سامنے ہمکو بلا کر بات کر لیتے حضور — سننے والا سنکے جاتے اور گویا دیکھتے

کاش ہوتی اس قدر قدرت کہ ہم جا کر وہاں — قدرتِ باری تعالیٰ کا تماشا دیکھتے

یاد ہی ہنگامہ ہنگام رخصت آج تک — کاش پہلے حشر سے پھر حشر برپا دیکھتے

بس اُسی کے ساتھ ہو لیتے رفاقت کو حضور — جسکو بے بس جب و بیکس جسکو تنہا دیکھتے

لگ کے جیتے پاندیتے پھر اجازت پاسباں — کر کے جرأت آستانے تک تو ہم جا دیکھتے

پتلیاں روضے کے جلووں کا تماشا دیکھتیں — دیکھنے والے تماشا پتلیوں کا دیکھتے

اے حافظ دیدہ و دل میں اسی ارمان میں
پھر وہ منبر پھر وہ محراب و مصلّا دیکھتے

تم نزع میں آجاؤ تو ارمان نکل جائے — ارمان نکلتے ہی مری جان نکل جائے

آیا ہی خیال آپ کا ای دل نہ فغاں کر
رنجیدہ کہیں ہو کے نہ مہمان نکلجائے

در سے ترے بہتر نہیں مرنے کو ٹھکانا
قالب سے نکلتی ہی اگر جان نکلجائے

مشکل ہی دمِ نزع مری جان پڑی ہی
دم بھر کو تم آجاؤ تو آسان نکلجائے

جنت کی جو نعمت کوئی دنیا میں دکھادیں
سینے سے مرے جینے کا ارمان نکلجائے

لیں دست بدست آکے اُسے خلد کی حوریں
روضے کو اگر دیکھتے ہی جان نکلجائے

رستہ نملے اور کوئی غیر مدینہ
گھر سے جو کوئی ہو کے پریشان نکلجائے

میں راہِ طلب میں ہوں مرا ضعف سلامت
طاقت ہی کہ ہاتھوں سے یہ میدان نکلجائے

ایمان سے کہتا ہوں کہ میری یہ دعا ہی
ایمان سلامت رہے اور جان نکلجائے

یوں منزلیں طی کر کے مدینے کو میں جاؤں
کہسار نظر آئے بیابان نکلجائے

حافظ کو یہ توفیق ہو صدقے میں نبی کے
کلمہ دمِ آخر پڑھے اور جان نکلجائے

لو مبارک ہو کہ دنیا میں پیمبر آئے
میرے مولے مرے آقا مرے سرور آئے

مژدہ ای اہلِ خطا شافعِ محشر آئے
خوش ہو ای تشنہ لبو ساقیٔ کوثر آئے

پردۂ نور میں ہی روے منور جنکا
پردۂ غیب سے بے پردہ وہ باہر آئے

انبیا جتنے ہیں رتبے میں سب اگلے پچھلے
نور جن کا ہی مقدم وہ مؤخر آئے

نہ بہ مہو سے اُسکو تقرب نہ یہ جیسے کو عروج
اونچے اونچوں سے جو رتبے ہیں ہیں ترے آئے

جلد ای کاش نبی نذر ہیں لیلیں دل کو
جلد ای کاش مرا مطلب دل بر آئے

جان میں جان ہی جب تک۔ یہ دعا مانگونگا
جان کے ساتھ ترا نام لبوں پر آئے

قسمت اُسکی ہی جو پائے زر و زور و طیبہ
حسرت اُسپر ہی جسے کچھ نہ میسر آئے

آکے گھیرینگی مجھے چار طرف سے رحمت
چار آنسو مری آنکھوں میں اگر بھر آئے

بال بھر شک نہیں ہے رحمت و بخشائش میں
ہاتھ اگر ایک ترا موئے معنبر آئے

کیا بتائیں تمھیں کیا لائے عرب سے حافظ
گھر سے ہم جیسے گئے ویسے ہی پھر کر آئے

الٰہی دل اگر ٹوٹے۔ اگر دل سے صدا نکلے
تو یا اللہ نکلے یا محمد مصطفٰے نکلے

خدا کا نام لیکر گھر سے جب نام خدا نکلے
خدائی بھر میں چل پھر کر خدا کے گھر میں جا نکلے

نکالیں قبر سے باہر جو لاشہ اُسکے وحشی کا
عجب کیا جا بجا اُسکا کفن نکلا ہوا نکلے

غم دنیا نہ دے یارب اگر غم دے تو حضرت کا
اُنہیں کے واسطے نکلے۔ اگر آنسو مرا نکلے

جلے سوز نہاں سے دل۔ اگر ضبط محبت ہو
کھلے راز نہاں دل کا اگر آہ رسا نکلے

پکاروں جا کے میں لبیک اور ونکی طرح تو کیا
مزہ جب ہی کہ روضے سے صدائے مرحبا نکلے

بصیرت ہو تو دل سے متصل ہی خانہ کعبہ
مزا نہ اگر دونوں میں کچھ بھی فاصلہ نکلے

کھلا اسرار آخر نوح پیغمبر کی کشتی کا
تباہ ہوتا ہے سفینہ کہاں وہ اُسکے ناخدا نکلے

ہوا ہے مانع ہجرت تعلق فکر دنیا کا
پڑی ہے بیڑی جسکے پاؤں میں وہ گھر سے کیا نکلے

سنا ہے کام سبکے اے صبا تجھسے نکلتے ہیں
یقیں ہے سب جانوں کہ تجھ سے کچھ مرا بھی مدعا نکلے

ہے یہ حسرت کہ دم میں دم حافظ ہے مانگو دعا ہر دم
کہ دم نکلے تو میرے منہ سے کلمہ آپ کا نکلے

حکم ہوگا کہ گنہگار ہے امت تیری
بخشے دیتے ہیں اسے یہ ہے مروت تیری

جسکو دنیا میں شفاعت کا تری ہے انکار
اسکو روزی نہو عقبے میں شفاعت تیری

تا بشفیلی ہے ہی خوف و رجا کا رستہ
اک طرف قہر ہے اک سمت ہے رحمت تیری

مفلساں گو دل آرام طلب ہرگز ہیں
نقد اعمال کی کسوٹی ہے محبت تیری

کی خدا نے تری خاطر سے خدائی پیدا
آئینہ دار ہے خدائی میں رسالت تیری

کوئی تکیہ نہ بھروسا ہے نہ ہمت مجھکو
بل ترا اور سہارا ترا قوت تیری

آپ اللہ تعالے ہے رضا جو تیرا
اللہ اللہ بہت کچھ ہے رعایت تیری

دل جو برطجاوے ہمارا تو برائی کیا ہے
اند آرام سے بیٹھے گی محبت تیری

جستجو میں تری پھرتا ہے فلک سرگرداں
پھرتی ہے پیش نظر چاند سی صورت تیری

حق کہیگا کہ ہے امت تو سزاوار سزا
آگے جو کچھ کہ ہو مرضی تری ہے رغبت تیری

یری صورت تو کسی سے نہیں ملتی لیکن
ہے کچھ اللہ سے ملتی ہوئی سیرت تیری

م تو دل والے ہیں اور دل نہیں اپنے بس کا
خود مصوّر کو پسند آگئی صورت تیری

ق تعالیٰ کی رضا تیری رضا پر موقوف
حق تعالیٰ کی اطاعت ہے اطاعت تیری

جس گنہگار کا کوئی نہ ہو اسکے ہم ہیں
ڈھونڈتی پھرتی ہے ندا سب کو شفاعت تیری

مجرموں کے لیے محبوب سے ہوگا ارشاد
خیر اب کیا کہیں ان سے - یہ ہے امت تیری

ساتھ لے جائینگے ہم قبر میں ان شاء اللہ
درِ فردوس کی کنجی ہے محبت تیری

قابلِ خلد تو حافظ نہیں - یہ بات ہے اور
بخشوا لے اُسے عقبیٰ میں شفاعت تیری

شہر والے کی ہیں راہیں جانی پہچانی ہوئی
خاک ہر کوچے گلی کی ہے مری چھانی ہوئی

عرصۂ محشر میں جب آنکھوں کی طغیانی ہوئی
گرمیِ خورشید کی مشکل جو بھی پانی ہوئی

اغنیا خود کام نکلے کچھ نہ نکلا اُن سے کام
مُنہ سے حرفِ مدعا کہکر پشیمانی ہوئی

ابر تھا اطہر من الشمس آپ کے بالائے سر
آپ کا سایہ نہ تھا یہ بات ہے مانی ہوئی

نعمتیں کونین کی ہمکو مدینے میں ملیں
میزباں کی مہربانی - خوب مہمانی ہوئی

ایک دل سینے میں تھا وہ مُردہ ہو کر رہ گیا
اُسکے مرتے ہی ہماری خانہ ویرانی ہوئی

پہلے فرمایا نکالو - پھر بلایا ہمکو آپ
دادِ خاطر خواہ پائی جب نظر ثانی ہوئی

فضلِ رحمٰں کے وسیلے سے مرے دل کو نصیب
حُبِّ غوثِ پاک محی الدین جیلانی ہوئی

ناتواں سے مدتوں میں طے ہوئی طیبہ کی راہ
تھی بڑی مشکل۔ بڑی مشکل سے آسانی ہوئی

قیدِ تن میں روح جب آئی تو حسرت سے کہا
کون سی کی تھی خطا میں نے کہ زندانی ہوئی

ہو بھلا اُنکے تصور کا کہ ہے مرقد میں ساتھ
شمعِ ظلمت خانہ اُنکی شکلِ نورانی ہوئی

صبر جب حد سے بڑھا وحشت کا پتلا بن گیا
رفتہ رفتہ دل کی جمعیت پریشانی ہوئی

سر کی قسمت میں ہے اُنکے سنگِ در سے پھوٹنا
نقش پتھر کا مری تحریرِ پیشانی ہوئی

ہے حقیقت میں بڑی فیاض سرکارِ جنوں
مجھ سے ننگے کو عطا تشریفِ عریانی ہوئی

عرصۂ محشر میں **حافظ** کام آئی شاعری
میری حامی میرے مولیٰ کی ثنا خوانی ہوئی

مضمون دل میں آئینگے جو آسمان سے
نکلینگے نعت بنکے وہ میری زبان سے

ہو افصحِ عرب کی ثنا کس زبان سے
وہ نطق ہے کہ وصف ہے باہر بیان سے

ہولے کے وہ عشق میں ٹوٹا ہوا ہے دل
رقت ٹپک رہی ہے ہمارے بیان سے

مجھکو ملیں ہزار زبانیں تو یہ کہوں
وصفِ لبِ نبی میں کروں کس زبان سے

پہنچا نشانہ ترا تیرِ مدعا
کم رہ گیا جو قربِ خدا دو کمان سے

کافی ہے مجھکو آیۂ لاتقنطوا مگر
کہدیں حضور بھی تو کچھ اپنی زبان سے

نگ بشر سے فخرِ بشر کی صفت ہو کیا
سننے کی بات ہے یہ خدا کی زبان سے

یمان ابکے لوگ نہ لائیں تو کیا علاج
کیا وحی اُتر کے آئیگی اب آسمان سے

زندہ نہوں مذاہبِ مردہ زمین پر
عیسےٰ اُتر کے آئیں اگر آسمان سے

پورا کیا خدا نے اُسے ایک آن میں
جو کہدیا حضور نے اپنی زبان سے

کونین میں ہے جنکو سہارا حضور کا
وہ ہاتھ اُٹھائے بیٹھے ہیں دونوں جہان سے

حادث تمام کون ۔ قدیم ایک ذات ہے
ممکن نہیں کہ کُن نہو پہلے فکان سے

گنبد کے آگے پست ہے قصرِ برینِ چرخ
روضے کی ہے زمین ۔ بلند آسمان سے

وہ آپ جانتے ہیں جو میرا ہے مدّعا
کیوں اپنے دل کی بات نکالوں زبان سے

حافظ کو کب مدینے میں لیجائیگا خدا
کب آب و دانہ اوٹھیگا ہندوستان سے

مٹے ہجر میں اب ہند کے جینے والے
جلد بلوا لے مدینے میں مدینے والے

خدا کسکو سمجھتے تھے خدا ہی دانا
وہ اولوالعزم نبیؑ ۔ نوح سفینے والے

کیا ملامت کا اثر غم کے بلا نوشوں کو
پھبتیاں سُنکے بھی پی جاتے ہیں پینے والے

منکروں سے نہیں امیدِ قیامِ تعظیم
بے ادب ایسے کہاں کے ہیں قرینے والے

ہر دل میں مرے سینے میں مری آنکھوں میں
شوق سے آکے رہیں پیارے مدینے والے

عاشقانِ نبوی ہو گئے آخر کو شہید
مرنے والے جو مرے ہو گئے جینے والے

جنکو ارمان رہا وصل میں مرجانے کا
وہی کہلائے گئے ہجر میں جینے والے

گرمیِ حشر سے للہ بچاؤ مولے
ڈوبے جاتے ہیں پسینے میں پسینے والے

ہاتھ ملنے سے دمِ مرگ نہ کچھ ہاتھ آیا
ہو گئے دفن تہیدست دفینے والے

ایک وہ ہیں کہ حضوری کا شرف ہی جنکو
ایک ہم خونِ جگر ہجر میں پینے والے

ہند میں حافظ بیکس نہو پیوند زمیں
ای شہنشاہ فلک جاہ مدینے والے

قربان ایک اشارۂ خیر الانام کے
دعوے تمام ہو گئے ماہِ تمام کے

سو جانیں صدقے تیرے لبوں کے کلام کے
قائل یہی ہیں آیہ یُحْیِ الْعِظَامَ کے

تکلیف کیجیے کہ غلامانِ بارگاہ
در پہ امیدوار کھڑے ہیں سلام کے

رخصت کا نام سنتے ہی رخصت ہوئے حواس
روضے سے ہم چلے تو مگر دل کو تھام کے

مولے کے ساتھ کچھ تو ہی نسبت غلام کو
ہوتے کہیں غلام وہ مولے غلام کے

جو لے ترے بقیع میں وہ جاگزیں
جاگیردار ہو گئے دار السلام کے

سب کوچ کرتے جاتے ہیں دنیا سے رات دن
مہمان صبح و شام ہیں صبح و شام کے

سر پھوڑنے کو سنگِ درِ پاک ہو نصیب
سو سر تصدق اس کے سودائے خام کے

ایک ایک نام لیکے پکارینگے آپ کو
ایک ایک قبر سے کئی ایک ایک نام کے

جو جو اگر حساب ہی سو سو ہیں بخششیں
یہ وصف عدل کے ہیں وہ ہیں فضلِ عام کے

دنیا میں جتنے کام کیے ہیں سو لئے عمر بھر
دنیا کے کام کے ہیں نہ عقبیٰ کے کام کے

مجھکو بھی چن لیا مرے پروردگار نے
پالے گئے غلام جو مولے کے نام کے

تھا خون خشک تشنہ لبی سے امام کا
پیاسے فرات والے تھے خونِ امام کے

خلقِ حسن ہی کس میں تمھارا سا یا حسن
احسان کر رہے ہو عوض انتقام کے

چشمِ حبیب کے لیے دیدار بیحجاب
گوشِ کلیم شوق میں لطفِ کلام کے

آئے نہ آئینگے وہ حسینوں کی چال میں
جو پائمال ہیں تری طرزِ خرام کے

حافظ کو پھر وہ روضہ دکھا دے خدائے پاک
صدقے ترے رسول علیہ السلام کے

سر میں پیدا ہوا سودا ہے سرور کے لیے
حضرتِ سرور کا سودا ہی مرے سر کے لیے

موت کا ڈر ہجر کا غم فکرِ عقبیٰ حُبِّ جاہ
سیکڑوں ہیں آفتیں اک جانِ مضطر کے لیے

سنگِ اسود کی محبت میں کیا دل کو تباہ
ہم نے شیشہ توڑ ڈالا ایک پتھر کے لیے

کھپ گیا سودا خدائی بھر کا جب اوٹھا منھ
بن پڑا مشکل سے اک کاسہ مرے سر کے لیے

لذتِ دیدار پر ہم جان کرتے ہیں فدا
زندگی بھر کے لیے ہو یا ہو دم بھر کے لیے

تم کو اُن سب کے سوا حق نے بہت کچھ دیدیا
تھے فضائل جس قدر ایک اک پیمبر کے لیے

غیر حق کے سامنے جھکنے سے آئے جس کو عار
وہ جبیں تجویز کی حق نے مرے سر کے لیے

عشقِ مولا میں بسر کی جس قدر پائی تھی عمر
ہم نے جینے کے مزے دنیا میں مر مر کے لیے

کون جاناں - کون دلبر کیوں بتاؤں - کیا غرض
جان جاناں کے لیے ہے - دل ہے دلبر کے لیے

کیا کہوں کس مصلحت سے نالہ ہوں روکے ہوئے
اسکو رکھ چھوڑا ہے میں نے صورِ محشر کے لیے

دیدو اک گوشے میں تھوڑی سی جگہ بیرونِ در
اس فقیرِ خستہ کو چھوٹے سے بستر کے لیے

ظلمتِ عصیاں کام آئی ذرا بھی دھوپ میں
ساتھ لیکر آئے ناحق روزِ محشر کے لیے

اہلِ محشر ہوگئے سب مفت جل بھنکر کباب
آفتاب آیا تھا میرے دامنِ تر کے لیے

عاصیوں میں شور ہے - مولا دُہائی آپ کی
حشر برپا ہے شفیعِ روزِ محشر کے لیے

ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ہے قرآن میں
جانشینِ مصطفےٰ صدیقِ اکبر کے لیے

لحمک لحمی حدیث آئی ہے کس کی شان میں
مرتضےٰ مولا علی نفسِ پیمبر کے لیے

ہند میں بیٹھا ہوں لیکن دل ہے کعبے میں پڑا
ہے یہ گھر اللہ کا اللہ کے گھر کے لیے

نام تنکے کا نہیں پرچھے میں اللہ رے صفا
یہ مصیبت ہے ہمارے جسمِ لاغر کے لیے

کیا کہونگا ہائے پوچھینگے اگر اہلِ عدم
کیا سفر سے لائے ہو سوغات تم گھر کے لیے

کیا کہوں پہلو میں حافظ دل ہے کتنا بیقرار

اُس شباک و روضہ و محراب و منبر کے لیے

جب تمہارے نور کی ہنگامہ آرائی ہوئی — قدرتِ باری تعالےٰ خود تماشائی ہوئی

شرعیت سید شب اسرے تعالے شانہٗ — کب گئے کب آئے کتنی گام فرسائی ہوئی

عام ہی دیدار۔ اور اہلِ تماشا کا ہجوم — جان پھرتی ہے جسم قالب میں گھبرائی ہوئی

لال لال آنکھیں ہیں ڈورے حق کے منظور نظر — نیچی نیچی وہ نگاہیں اُٹھی۔ شرمائی ہوئی

ہائے۔ نکلتے ہیں مگر اعمال نیکوں کے حضور — وائے قسمت کیا بھری محفل میں رسوائی ہوئی

نزع میں بھی موت نے پوچھا نہ میری جان سے — کس کی تڑپائی ہوئی ہے کس کی پھڑکائی ہوئی

ایک رحمت کی نظر نے۔ ابرِ رحمت کر دیا — میرے سر پہ تھی گناہوں کی گھٹا چھائی ہوئی

ہائے کیا کیا شئی وہاں کی پھرتی ہے پیشِ نگاہ — اور کس کس پر نظر پڑتی ہے للچائی ہوئی

بڑھتے بڑھتے ایک جزِ ایمان کا ٹھہری حیا — چشمِ محبوبِ خدا کی پرورش پائی ہوئی

جان سے ایمان کو مومن سمجھتا ہی سوا — خیر ہو ایمان کی لب پہ ہے جان آئی ہوئی

غمزدہ دل سے شاد کر دینے کو بس ہے ایک ادا — چٹکیاں لیتی ہوئی کچھ ہنسی زیرِ لب آئی ہوئی

اس قیامت کے تصدق۔ اس توجہ کے نثار — وہ تصور آ گیا جس وقت تنہائی ہوئی

روضۂ اقدس سے شاید لوٹ لائی ہی بہار — آج کیوں بادِ صبا پھرتی ہے اترائی ہوئی

اللہ اللہ کیا وسیلہ ہی نبی کے نام کا — ہاتھ اٹھا کر جو دعا مانگی پذیرائی ہوئی

کیا پڑھیں حافظ غزل ہم اہلِ دہلی کے حضور
دل ہی کمھلایا ہوا خاطر ہی مرجھائی ہوئی

تسلی دی یہ رحمت نے حسابِ روزِ محشر سے
مراد فخر بڑا ہی سبب کاروں کے دفتر سے

خدا کا نام لیکر گرتے پڑتے چل تو دو گھر سے
پہنچ جاؤ گے حافظ روضے پر اپنے مقدر سے

امیروں کی ہو دولت یا فقیروں کی قناعت ہو
ملا جو جس کسی کو وہ اسی گھر سے اسی در سے

بھری ہی پھیر تو روضے ہیں وہ جامے سے باہر ہی
میں باہر رہ گیا ہوں دل بھر آتا ہی اندر سے

مری آنکھوں میں آجاؤ کہ آنکھیں موند کر دیکھوں
نہ کوئی غیر ہو اندر نہ کوئی آئے باہر سے

یہ رونا ہی کہ ہیں لاکھوں گنہ کس کس کو ہم روئیں
ہماری چشمِ تر شرمار ہی ہی دامن تر سے

شبِ گور آنے والی ہی ابھی اتنا نہ سو غافل
کہ اس شب کا سِرا جا کر ملا ہی صبحِ محشر سے

دیا امت کو مژدہ خلد کا معراج سے آکر
تبرک بانٹنے کو لائے تھے اللہ کے گھر سے

خدا جانے حرے دردِ دوروں کی کیا ہی کیفیت
کہ طفلِ اشک باہر آتے ہیں روتے ہوئے گھر سے

عجب سودا طوافِ روضہ کا سر میں سمایا ہی
کہ گھر بیٹھے ہوئے ہمکو چلے آتے ہیں چکر سے

یہ کہتا ہوں کہ تم سب خلق سے بہتر ہو افضل ہو
اب آگے اور کچھ کہنا نہیں اللہ کے ڈر سے

ذرا سی دیر میں جا کر پھر آئے فرشِ اطلس تک
ابھی گرمی نجانے پائی تھی مولا کے بستر سے

یہ خورشیدِ نبوت تم سے کسبِ نور کرتا ہی
جو ذرے آتے جاتے ہیں تمہارے روزنِ در سے

خدا کی حکمتیں ہیں نوح کا بیٹا ہو نافرماں
مزہ دیکھو خلیلِ بت شکن ہوں اصلِ آزر سے

سنو حافظ! یہی پہچان ہے ایمانِ کامل کی
محبت ہو پیمبر سے اور اولادِ پیمبر سے

بس اتنی آس ہی مرے سرور لگی ہوی
سر سے مرے یہ ہے تری ٹھوکر لگی ہوی

کس طرح وصفِ مُہرِ نبوت بیاں ہو
مُہرِ سکوت ہی مرے مُنھ پر لگی ہوی

تنہا بچائیں کس کو سُنیں کس کی حشر میں
ہی فکر سب کی ۔ آنکھ برابر لگی ہوی

روضے میں ہے کرشمۂ قدرت کوئی نیا
جب دیکھو ایک بھیڑ ہی باہر لگی ہوی

اے آہ ۔ دل کے سوز پر آنسو بہانے دے
رُک جا ہوا ۔ ہے آگ مرے گھر لگی ہوی

سلِ صبر کی دھری ہے دلِ داغدار پر
اک مُہر ہے خزانے کے مُنھ پر لگی ہوی

آتا ہے کوئی لحظے میں ہرکارہ موت کا
ہے تاک ہچکیوں کی ۔ برابر لگی ہوی

ہاں گھونٹ بھر ادھر کو بھی صدقہ حسین کا
ہے پیاس ہمکو ساقیِ کوثر! لگی ہوی

غم جو ملے وہ لکھے گئے ۔ سر نوشت ہیں
فہرست تھی ضرور سر سے پر لگی ہوی

دل سے ہوے نہ مُہرِ نبوت کے معتقد
تھی مُہر کافروں کے دلوں پر لگی ہوی

روضے میں جاکے جلد خبر کر دے اے صبا
ٹھٹی سلامیوں کی ہے در پر لگی ہوی

نامِ نبی کسی نے لیا ۔ دل پر آئی چوٹ
یہ چوٹ ہی اس ایک صدا پہ لگی ہوی

ہی لطف جب کہ دل ہے جلتا مثالِ شمع	اور اُسکی لو ہو سوئے پیمبر لگی ہوئی
کسکو بلائیں روضے میں ہو کون باریاب	ہی سب کی ٹکٹکی طرف در لگی ہوئی

ہلجائے جس سے کوہ - لرزجائے جس سے چرخ
حافظ وہ چوٹ ہی مرے دل پہ لگی ہوئی

کب تک رہوں میں دور تری بارگاہ سے	کب تک وہ بارگاہ نہاں ہو نگاہ سے
دیدار آخری ہو میسر تو مفت ہی	آخر تو جان نکلیگی آنکھوں کی راہ سے
حیرت برس رہی ہی برابر نگاہ پر	حسرت ٹپک رہی ہی مرے دودِ آہ سے
منظور ہو انھیں کو تباہی تو کیا علاج	واقف نہیں وہ کیا مرے حالِ تباہ سے
یا میرے دل کی راہ سے آنکھوں میں آئیے	یا دل میں آئیے مری آنکھوں کی راہ سے
ہم صبر والے ہیں ہمیں رونے سے کیا غرض	ہم ضبط والے ہیں ہمیں کیا کام آہ سے
رحمت کے جوش کو انھیں حرفوں سے پوچھیے	جو لکھنے لکھنے اُڑ گئے فردِ گناہ سے
اللہ رے حیا - نظر آیا جو آئینہ	شرما گیا وہ نور خود اپنی نگاہ سے
نظروں میں پھرتے ہیں مگر آتے نہیں نظر	آنکھوں میں گھر ہی اور ہیں غائب نگاہ سے
ایمان کی تو یہ ہی کہ ایمان و عز و جاہ	جو کچھ ملا مجھے - وہ تری بارگاہ سے
جاتا نہیں یہاں سے کوئی ہو کے نامراد	ناکام جا چکا ہیں تری بارگاہ سے

گردن جو ناتواں تھی جھکنا تو ان کی — شرمندہ ہو کے جھک گئی بارِ گناہ سے
یارب یہ سر ہو اور مدینے کی ٹھوکریں — مطلب نہیں فقیر کو کچھ عزّ و جاہ سے
تیرِ دعا نبی کا جو پہنچے نشانے پر — چھوٹا ہوا خدنگ پلٹ جائے راہ سے

حافظ کہا ہے شعر کے پردے میں دردِ دل
مطلب نہ داد سے - نہ غرض واہ واہ سے

دل تک اتر کے جاتی ہے آنکھوں کی راہ سے — دل کو نگاہ رکھیے کہاں تک نگاہ سے
دربارِ مصطفےٰ میں دوبارہ ہوں باریاب — کرتا ہوں بار بار دعا بار الٰہ سے
شرما دیا حیا کو بھی - اللہ رے حیا — شرمیلی آنکھ نے تری - نیچی نگاہ سے
میں صدقے میری جان فدا - اک نظر ادھر — مرتا ہوں - دیکھ لو مجھے پیاری نگاہ سے
جو دوستی کی آنکھ سے دیکھے - وہ ہے عدو — ہے دوست وہ - جو دیکھے عدو کی نگاہ سے
کعبے کو جانے دیتے نہیں دل کے وسوسے — بت بیچ میں پڑے ہوئے ہیں سنگِ راہ سے
نکلی تو حسرت اپنی - مگر کیا بری طرح — سینے سے آہ نکلے - دھواں نکلے آہ سے
ہے آفتاب ذرّہ صفت اُن کے سامنے — ذرّہ ہے آفتاب صفت اک نگاہ سے
آنکھیں نبی کی پھرتی ہیں نظروں میں رات دن — واقف نہیں میں اور سفید و سیاہ سے
اللہ جانے - ہو گئی کب دل کو دل سے راہ — ظاہر تو اک نگاہ لڑی تھی نگاہ سے

پامالِ خاکیوں کو۔ تو افلاکیوں کو خاک
سب کچھ وہ کرتے ہیں اسی نیچی نگاہ سے

سینہ مرا نہیں ۔ یہ ہی ماتم سرائے دل
ثابت ہی دودِ آہ کے رخت سیاہ سے

کیوں رہروانِ کعبہ چلے پاؤں توڑنے
نزدیک کوئی راہ نہیں دل کی راہ سے

سوزِ دروں کے ضبط سے گھٹتا تھا جو دھواں
بھاگا نکلکے برہنہ سر میری آہ سے

آنکھوں کو موندے منھ کو چھپائے کفن سے ہم
حافظ عدم کو جاتے ہیں شرمِ گناہ سے

سب انبیا میں ایک نبی انتخاب ہی
لاکھوں ستاروں میں فقط ایک آفتاب ہی

لوح و قلم ہی جس سے وہ اُمی خطاب ہی
اُمی ہی اور صاحبِ ام الکتاب ہی

میری خطا کسی کی عطا کا جواب ہی
عصیاں ہیں بیشمار۔ کرم بیحساب ہی

نبیوں میں خالِ مہر نبوت کسے ملا
نقطہ بتا رہا ہی کہ تو انتخاب ہی

ہی خونِ دل شراب ۔ دلِ سوختہ کباب
میرے نصیب میں یہ شراب و کباب ہی

گیارہ برس کی عمر سے حافظ ہوا ہوں میں
طفلی سے دل بغل میں خدا کی کتاب ہی

دل ہو گیا ہی عشقِ نبی میں وبالِ جاں
اور حالتِ مبتلا مرے دل کو عذاب ہی

پاؤں تو جبرئیل کے میں ہاتھ چوم لوں
وہ ہاتھ ہیں۔ رسولِ خدا کی رکاب ہی

گریے نے اور خاک میں مجھکو ملا دیا
اشکوں کے ہاتھ سے مری مٹی خراب ہی

ملتا نہیں کا سایہ تو لکھتا وہ کچھ صفت	سادہ پڑا ہوا ورقِ آفتاب ہے
پایہ مرا بلند ہے ۔ نسبت بڑھی ہوئی	ذرہ میں جسکا ہوں وہ مرا آفتاب ہے
سرکش ہے نفس ۔ زیر کرو تیغِ جہد سے	کافر ہے ۔ مار ڈالنا اسکا ثواب ہے
وقتِ مدد ہے ۔ ساقیِ کوثر ! مدد مدد	رندِ خراب ہوں ۔ مری حالت خراب ہے
آنکھوں سے نیند اڑ گئی میرے نصیب کی	بیدار نصیب میرے عوض محوِ خواب ہے
سر میں ہوا بھری ہے ذرا سی نمود پہ	انسان کیا ہے ۔ بحرِ فنا کا حباب ہے
سر پہ جنون دیو سپہ سا سوار تھا	غفلت بھلا رہی تھی کہ جوشِ شباب ہے
دل میں خیالِ روے نبی نقش ہو گیا	نازل خدا کے گھر پہ خدا کی کتاب ہے
جو چپ رہا ہزار بلاؤں سے بچ گیا	لب پہ سکوت کا بھی عجب لاجواب ہے
روضے کی شان گنبدِ گردوں سے کم نہیں	جو شمسہ اسکا دیکھیے ایک آفتاب ہے
لٹا گرا اجڑ گیا ڈوبا جلا پھنکا	کمبخت دل ہمیشہ سے خانہ خراب ہے
مر کے کھلی یہ عشق و اجل کی مناسبت	یہ درد وہ دوا ۔ یہ فسانہ ۔ وہ خواب ہے

حافظ بتا دیں ہم تمہیں مولیٰ کا نامِ پاک
مشکل کشا ۔ علیِ ولی ۔ بو تراب ہے

ہر شب ہیں آنکھوں سے جاری لہو ہے	یہ دورِ ختم ہیں جنکو پینے کی خو ہے

ہیں آنکھوں میں آنسو تصور میں تو ہی
مرے دل کا آنکھوں ہی میں سب لہو ہی
بڑھاپے میں بھی ہی وہی جامہ زیبی
گئی آبرو - آگئی خاکساری
تجلی سے تیری - جھپکتی ہیں آنکھیں
ہیں آنکھوں میں پردے تو پردے میں پتلی
مرا دل نہیں - عالم ہو ہی گویا
ہو صحرا کا ذرہ کہ دریا کا قطرہ
گلا کیا دبائیگا دشمن ہمارا
ہی گلہاے جنت میں رنگت ہی رنگت
وہ غم دل سے اچھا جو تو نے دیا ہو
اسی پر اڑی ہیں مری دونوں آنکھیں
یہ کہتا ہی بے پردہ جلوہ کسی کا
میں ناچیز ذرہ ہوں - تو مہر انور
ہی گفتہ - مرا حال ناگفتہ - گویا

ترا قد کہ سرو لب آبجو ہی
پیالے ہیں لبریز خالی سبو ہی
نہیں جھریاں ریش تن پہ آلو ہی
تیمم ہی قایم مقام وضو ہی
یہ بے پردگی اور پردے میں تو ہی
تماشا ہی - پتلی کے پردے میں تو ہی
اسی گھر میں جہر و خفی ذکر ہو ہی
ہر اک ذرے میں قطرے میں تو ہی تو ہی
جب اے دوست شہ رگ سے نزدیک تو ہی
نہ تیری سی خو ہی نہ تیری سی بو ہی
وہ دل جی سے پیارا ہی جس دل میں تو ہی
ہمیں کو ملے - تن میں جتنا لہو ہی
میں ہوں شمع - یکساں مری پشت و رو ہی
مگر پھر بھی میں تجھ میں ہوں - مجھ میں تو ہی
میں چپ ہوں - مری خامشی گفتگو ہی

نگاہوں سے اشکوں نے مجھکو گرایا — انھیں کی ڈبوئی ہوئی آبرو ہی
کبھی ہو سکے دل کی طرف آ نکلنا — کہ اس گھر میں تنہا تری آرزو ہی
کلیجے سے میں کیوں لگائے نہ رکھوں — یہ ہی دردِ فرقت - دوا اسکی تو ہی

حقیقی طہارت کی کیا بات حافظ
وضو کو اگر الٹو پلٹو وضو ہی

جلوہ گہ تیری میرا سینہ ہی — میرا سینہ ترا مدینہ ہی
داغ ہیں دل کے اور سینہ ہی — وہ خزانہ ہی یہ خزینہ ہی
غم ہی اور دل ہی اور سینہ ہی — خوب چھانا ہی خوب چھنا ہی
جان ہی اور موت کا کھٹکا — یہ بھی جینے میں کوئی جینا ہی
کرسی اک پایہ اُنکے منبر کا — زینتِ عرش جسکا زینہ ہی
مرنے والے کرینگے کیا جیکر — زیست مرنا وصال جینا ہی
المدد ناخدا! خدا کے لیے — ڈوبنے کو مرا سفینہ ہی
اسکو بے دیکھے میں نے جان لیا — کہ وہ دانا ہی اور بینا ہی
عطرِ گل جسکے آگے ہی پانی — وہ رُخِ پاک کا پسینا ہی
ہند میں تن ہی جی مدینے میں — یہ بھی جینے کا کچھ قرینہ ہی

ہر طرف ہی وفورِ سور و سرور — مولدِ پاک کا مہینا ہی

زندگی ہی بنا گلے کا ہار — مر کے اک بار اور جینا ہی

زندگی ہو گئی ہی جی کا وبال — جینا مرنا ہی مرنا جینا ہی

مرغِ دل ہی عجیب قبلہ نما — جسکا قبلہ ترا مدینہ ہی

کعبۃ اللہ خلق کا قبلہ — دل کا قبلہ ترا مدینہ ہی

جان کی کہنا! تم کہاں ہیں کہاں — میرا جینا بھی کوئی جینا ہی

دل ہی اور میرے خون کا پیاسا — میں ہوں اور دل کا خون پینا ہی

دل میں کعبہ نظر میں ہی روضہ — ایک مکہ ہی اک مدینہ ہی

جس جگہ حق ملے حبیب ملے — وہی مکہ وہی مدینہ ہی

واہ کیا نام طیب و طاہر — طیبہ ہی طابہ ہی مدینہ ہی

نقش دل پہ ہیں انکے کیا کیا نام — سو نگینوں کا اک نگینا ہی

حسرتیں دل میں رہ گئیں مر کر — کیا خرابہ ہی کیا دفینہ ہی

دل حافظ میں گھر نبی نے کیا ۔
پہلے کعبہ تھا اب مدینہ ہی

گدازِ عشق نہ انکو گلا خدا کے لیے — یہ ہڈیاں ہیں سگِ کوے مصطفے کے لیے

ہے دل نبی کے لیے - جان ہے خدا کے لیے
کوئی ادا کے لیے ہے کوئی قضا کے لیے

اجل کو ڈھونڈھ رہا ہوں کہ پوچھوں راہِ عدم
بھٹک رہا ہوں میں سوں سے ہما کے لیے

نہ کوئی پوچھنے والا ہے دردِ پنہاں کا
نہ کوئی دوڑنے والا مری دوا کے لیے

تمھیں نے روگ دیا ہے - تمھیں کرو اچھا
تمھیں ہو درد کی خاطر تمھیں دوا کے لیے

مجھے یہ درد کہ دل کو کوئی مرض ہوتا
مرض کو ڈھونڈھو تو ملتا نہیں دوا کے لیے

بقا ہماری فنا ہے - فنا ہماری بقا
بقا فنا کے لیے ہے - فنا بقا کے لیے

نبوت اور ولایت کا واہ کیا کہنا
یہ مصطفےٰ کے لیے ہے - وہ مرتضےٰ کے لیے

یہ حال کرسیِ حق کا کھلا شبِ اسرے
بنی ہے آپ ہی سے نقشِ مدعا کے لیے

جگہ ملی نہ مدینے میں دفن ہونے کو
میں خاک ہونے کو تھا - خاک بھی ہوا کے لیے

الٰہی بخشدے امت کو پیشتر اس سے
کہ لب نبی کے ہلیں - ہاتھ اوٹھیں دعا کے لیے

وہ آئی دوڑتی - لبیک کہتی رحمتِ حق
ہلے نہ تھے لبِ حضرت ابھی دعا کے لیے

ترے فقیر کو - کونین کی ہو کیا پروا
کمی ہے کیا تری سرکار میں گدا کے لیے

نہ ناخدا ہے نہ ملّاح - ڈوبتا ہے جہاز
خدا خدا کا ہے شور - المدد خدا کے لیے

سرِ نیاز ہے - مولے کا فرشِ پا انداز
مقامِ فخر ہے یہ عرشِ کبریا کے لیے

مرا سلام تصدق - فدا مرا لبیک
کہ دیں لبوں کو وہ تکلیف مرحبا کے لیے

نبی کا نام جو لیکر مراد کچھ مانگی
لبِ قبول نے بوسے لبِ دعا کے لیے

مرا علاج نہیں کچھ سوائے خاکِ شفا
طبیب جان نہ ماریں عبث دوا کے لیے

کسی کو ساحلِ مقصود کا پتا نہ لگا
ہزاروں ڈوب مرے ایک آشنا کے لیے

خمیر و دفنِ بشر کے لیے ہی ایک ہی خاک
کچھ ابتدا کے لیے ہی - کچھ انتہا کے لیے

شرابِ عشق - جو دنیا میں رند پیتے ہیں
وہ بوند بھر نہیں جنت میں پارسا کے لیے

گرے وہ سجدے میں سُنکے یہ دردناک صدا
کہ حاجیوں کو لیے جاتے ہیں سزا کے لیے

یہی ہی جان فقط - اسکو چھوڑ دے ای عشق
یہ ہی خدا کی امانت - نہ لے خدا کے لیے

حضور نے اسے آنکھوں میں رکھکے پالا ہی
مقام فخر ہی کیا ہی کم حیا کے لیے

بتوں کا دھیان ہی دل میں - خدا خدا لب پر
خدا کا نام لے مردِ خدا خدا کے لیے

تمام عمر ہوے اور ابھی ہی دلّی دور
تڑپ رہا ہوں میں سلطانِ اولیا کے لیے

نبی کو بھیج خدایا کہ ڈوبتا ہی جہاز
پکارتا ہوں خدا کو میں ناخدا کے لیے

خدا کا بندہ - خداوند کا غلام ہوں میں
ہوا مطیع خداوند کا - خدا کے لیے

درِ کریم سے حافظ بر آئی دل کی مراد
نہ کھلنے پائے تھے لب عرضِ مدعا کے لیے

نبی کی زلف پر شیدا ہوا ہی	دلِ دیوانہ کو سودا ہوا ہی

نبی کے ابروؤں سے کیا ہی نسبت — ہلالِ عید را تو دیکھا ہوا ہی

اشاروں سے نبی کرتے ہیں باتیں — ستارہ ماہ کا چمکا ہوا ہی

ہی جو کچھ عرش سے تحت الثرے تک — نبی کے واسطے پیدا ہوا ہی

کھنچا جاتا ہی سوئے خاکِ طیبہ — خدا جانے کہ دل کو کیا ہوا ہی

مجھے جیتا نہ چھوڑیگا ترا درد — مٹانے کو مرے پیدا ہوا ہی

نہ دیکھا میں نے خطِ روئے انور — مری تقدیر کا لکھا ہوا ہی

گلِ تر آپ کے چہرے کے آگے — عرق میں شرم سے ڈوبا ہوا ہی

گناہوں کی گرانباری کے صدقے — جنازہ مفت میں ہلکا ہوا ہی

قدِ بے سایہ پر ہی سایۂ ابر — خدا کے سایے پر سایہ ہوا ہی

سوادِ طیبہ کا بندھکر تصور — ہماری آنکھ کا تارا ہوا ہی

فغاں سے کھل گیا رازِ محبت — نہاں ہی درد جو پیدا ہوا ہی

پیمبر تک وہ اک لمحے میں پہنچا — مرا پیغامبر پہنچا ہوا ہی

اوٹھیگا ہند سے کب آب و دانہ — مرا دستِ دعا اوٹھا ہوا ہی

خدا کی شان ۔ حافظ سا سیہ کار
غلافِ کعبہ سے لپٹا ہوا ہی

نہ ہاری تھکی ہمت اللہ والی / ہی اللہ والوں کا۔ اللہ والی
کبھی روزنوں سے ہوا دل نہ خالی / بسی ہی جہان میں کسکے روضے کی جالی
غمِ شاہ نے چھیڑ دل سے نکالی / مری جانکنی کی جو بنیاد ڈالی
میں طیبہ میں جاکر کہوں حالِ خستہ / مگر جانے دیتی نہیں خستہ حالی
میں کمتر سے کمتر۔ وہ برتر سے برتر / میں بندہ ہوں انکا۔ وہ مولی الموالی
تعلق ہی نورِ خدا و نبی سے / جہاں شمع جلتی ملی۔ لو لگا لی
نبی کے لبوں کی صفت مجھ سے کیا ہو / کہاں میں۔ کہاں ایسی نازک خیالی
رہوں یوں ہی بیمارِ چشمِ نبی کا / مرے چہرے کا منہ نہ دیکھے بحالی
وہ جس حال میں رکھیں اُنکی خوشی ہے / وہ سنتے نہیں کیا مری زار نالی
وہ پایہ بلند اُنکے روضے نے پایا / کہ سورج نے دیکھا تو ٹوپی سنبھالی
وہ محشر کا میلا۔ وہ رحمت۔ وہ عاصی / خوشی عید کی سب نے ملکر منالی
سیہ کار وہ آتا ہی بارانِ رحمت / وہ قبلے سے اٹھی گھٹا کالی کالی
خدا کے کرم سے مرے ناخدا نے / مری ڈوبتی ناؤ آکر بچالی
سخاوت جب دیکھو گھیرے ہوئے ہیں / عطا سے نہیں ہاتھ ہونے کا خالی
بشارت ہوئے وارثوں بیکسوں کو / کہ وہ سبکے وارث ہیں وہ سبکے والی

ہمیں کیا خبر تھی کہ حافظ یہی ہے
جو پھرتا ہے دیوانہ سا لاابالی

مجھے گھر بیٹھے اک دوران سر ہے
سفر میں گھر ہے یا گھر میں سفر ہے

چھپا خورشیدِ محشر - ہو گئی شام
ہمارے روزِ غم کی دوپہر ہے

چراغِ صبحِ پیری لیکے ڈھونڈوں
مری شامِ جوانی - تو کدھر ہے

بنی کی زلف کی لے لیں بلائیں
مرا دل بھی بلا کا بے جگر ہے

جلے دل کو - جگر کو - در ہم داغ
یہ دولت کچھ ادھر ہے - کچھ اُدھر ہے

نکلکر - اب کہاں جاؤں الٰہی!
کہ چکّر پاؤں میں - چکّر میں سر ہے

نہیں اوٹھتا ہے صدمہ بے دلی کا
یہ ہے وہ چوٹ - جسکا گھر جگر ہے

تھکے عمرِ رواں کب تک نہ یارب
کہ دن بھر - رات بھر - گرمِ سفر ہے

قیامت میں - قیامت کی پڑی دھوپ
ابھی دامن گنہگاروں کا تر ہے

اوٹھا تعظیمِ پیری کو - وہ تھا درد
ملی جو جُھک کے - وہ میری کمر ہے

جسے سب کہتے ہیں صبحِ قیامت
وہ میری ہی شبِ غم کی سحر ہے

مٹے یارب نہ داغِ دل ہمارا
یہ دن کا شمس ہے - شب کا قمر ہے

ٹپکتا ہے ہمارے آنسوؤں سے
یہ لختِ دل ہے - یہ لختِ جگر ہے

جہاں چاہے رہے مولے کی الفت
نہ چاہے کو چھوڑا - بہر جسم جراح
نہ وہالا ہوا نالوں سے عالم
معاذاللہ - وحشت مرغِ دل کی
ہلادو لب - تو کچھ پچھ جائیں آنسو
مرے سے ٹھوکریں کھاتے چلے ہم
کسی کہل جاؤں طیبہ کو - کوئی کون
سمجھو لیں گے وہ تام بت پرستی
مری نیکی کا پلہ ہوگا بھاری
میں خاک افتادہ ہوں - اونچی ہی ظلمت
ہی جسکی پشتنا پہ مہرِ نبوت
تمھیں دی ہی نظرِ رحمت کی جس نے
ترے دستِ عطا نے دیدیا کیا
جگر کا - دل کا - پلہ ہی برابر

یہ سینہ ہے یہ دل ہے یہ جگر ہے
نمک پروردۂ زخمِ جگر ہے
زمین و آسماں زیر و زبر ہے
یہ طائر بھی عجائب جانور ہے
کہ لب سوکھے ہوئے ہیں - چشم تر ہے
مدینے کا عجب زادِ سفر ہے
مرے ہی پاؤں ہیں - میرا ہی سر ہے
ادھر کی سب خدائی کیوں ادھر ہے
مرے پلّے پر اک نیچی نظر ہے
کہ انکی رات دن نیچی نظر ہے
قیامت میں وہی میری سپر ہے
انسی اللہ یہ میری نظر ہے
کہ دل دستِ تہی کا ہاتھ بھر ہے
ترازو جیب سے وہ تیز نظر ہے

چلو حافظ - عرب کو خاک اڑاتے

یہی گردِ سفر۔ رخصتِ سفر ہی

سر جدا ہی روضے کی دیوار سے
نالے سر ٹکراتے ہیں کہسار سے

اوٹھکے جاسکتا نہیں ہیں ناتواں
آستانِ سیدِ ابرار سے

کون تمکو دیکھ پائے بے نقاب
کم نہیں بے پردگی دیوار سے

حشر کا ڈر ہی قیامت جانِ تاں
جی رہے ہیں وعدۂ دیدار سے

تیرا سودا سب سے سستا ہم غریب
اور کیا لاتے۔ ترے بازار سے

ناتواں تھے ہم۔ لپٹ کر رہ گئے
سایہ بنکر روضے کی دیوار سے

رعب سے نورِ حریمِ پاک کے
دھوپ اُترتے ڈرتی ہی دیوار سے

بوئے گیسوئے نبی پر۔ چل دیا
ہند سے ہیں مشکِ تر تاتار سے

نیند کیسی۔ چین کس کا۔ موت کیا
سب کو نفرت ہی ترے بیمار سے

ہجرِ مولے میں ہوا جینا وبال
دم اُلجھتا ہی نفس کے تار سے

ناتواں۔ در پر پڑے ہیں نامراد
پس نہ جائیں سایۂ دیوار سے

سوئیں جاگیں دونوں آنکھیں۔ ہمکو کیا
اُنکو دیکھینگے دلِ بیدار سے

نام مداحوں میں حافظ لکھ گیا
مل گیا اچھا صلہ سرکار سے

ہی قابل دیکھنے کے اُنکے جانبازوں کی محفل بھی
کہ نالوں کا ترانہ بھی ہی اُسمیں - رقصِ بسمل بھی

اُنھیں کی زلف کے پھندے میں جاکر پھنس گیا ہوگا
جہاں ہوگی گرہ کوئی وہیں ہوگا مرا دل بھی

حضوری کا شرف دربار میں مجھکو بھی ملجاتا
جہاں ہیں جمع صاحبدل وہاں ہوتا یہ بیدل بھی

ہوے برسوں کہ دل اندر ہی اندر غم سے گھلتا ہی
کہیں ہو جاے یہ کرایک دن اشکوں میں شامل بھی

تصدق ہم تو کر دیں دل کو تیرے نام پر ہو لے
ترے صدقے یہ پہلے ہو تو لے صدقے کے قابل بھی

وفورِ حسن سے باقی نہیں کوئی جگہ خالی
اگر تل بھر جگہ ہوتی - تو ہوتا تن پر اک تل بھی

جنابِ صبر یہ فرماکے دل سے ہو گئے رخصت
رہیں کیا خاک اس گھر میں ہو رہنے کے قابل بھی

جو صدمہ ہو لیے دیا جھٹکا - تو بیتابی نے دے پٹکا
یہی وہ چیز ہی شیشہ بھی کہتے ہیں جسے دل بھی

اُنھیں مطلب تڑپنے سے - حضوری ہو کہ دوری ہو
عجب آفت کا پرکالہ بنے ہیں حضرتِ دل بھی

ہم ایسے مانگنے والے کہ مانگے جاہیں لے لیکر
تم ایسے دینے والے ہو کہ غش کر جاہیں سائل بھی

نصیب ایسے کہاں جو شاہدِ مقصود ملجائے
غنیمت ہی اگر ہمکو نظر آجاے محمل بھی

گزرجانا خودی سے اور ہو لے تاب پہنچ جانا
یہی وہ کام ہی جو سہل بھی ہی اور مشکل بھی

تمھارے مرنے والے مرتے ہیں طیبہ کے مرنے پہ
کریں کیا لیکے جنت جو نہیں مرنے کے قابل بھی

تمھارے نام کے بندے بلے ہیں صدقے ہونے کو
ہماری جب جان ہی تم پر تو پھر جینے سے حاصل بھی

پڑے رہیے کفن سے مُنھ چھپائے حشر میں حافظ

سیہ رو ہو - نہیں یہ منھ تو دکھلانے کے قابل بھی

ہم سیدھے اوٹھکے جانبِ شہرِ نبی چلے
اُلٹی چلے کہ سیدھی چلے سانس بھی چلے

مستوں کو کچھ خبر نہیں محشر ہے کس طرف
ہمکو تو صور نے جدھر آواز دی - چلے

کیا پوچھئے مرنے والے کی موت اور زندگی
جینے سے دم چرائے تو مرنے کو جی چلے

دل روح کو سُنا کے سوئے طیبہ چلدیا
جی ہو یہیں پڑی رہے جی ہو چلی چلے

گھر سے مدینے چلنے کا ہم نے سُنا جو نام
مردے سے تھے پڑے ہوئے - یہ سُنکے جی چلے

سوئے زمینِ طیبہ سفر ہو - کجا نصیب
بالفرض میں چلوں تو فلک ساتھ ہی چلے

ای سرمۂ مدینہ ہیں کچھ تو ہی کام کر
جب تک ہمارے پاؤں میں طاقت رہی - چلے

اُس دم کے لوں قدم جو رُکے چلکے دمبدم
اُس سانس پر فدا ہوں جو اوکھڑی ہوی چلے

جس دم بلائے جائینگے محشر میں ہم غلام
اوٹھینگی اُنگلیاں کہ وہ لو جنتی چلے

شاہِ مدینہ! بادِ مدینہ کو حکم ہو
چل پھر لے سب جگہ تو سوئے ہند بھی چلے

رخصت کا وقت آتے ہی رخصت ہوے حواس
روضے میں جو رفیق تھے وہ پہلے ہی چلے

ملکِ عدم قریب ہی تھکنے سے ہے فائدہ
عمرِ رواں سے کہدو - با آہستگی چلے

آخر تو رُخ پھرا ہی صبا کا سوئے عرب
ہوں منتِ خاک مجھکو اُڑاتی ہوی چلے

کیا ہو شفا کہ ہوں لبِ اعجاز کا مریض
افسوں گری کسی کی - نہ جادو گری چلے

حالتِ مسافرانِ عدم کی نہ پوچھیے — جب جان چل پڑی تو رُکے جب کی۔ چلے

حافظ غریب کیا کسی مشکل میں پھنس گیا
شہرِ نجف سے ہند کو مولا علی سے چلے

یہ تو سچ ہی مرے عصیاں کا ٹھکانا کیا ہی — اپنی رحمت کا تو دیکھو کہ تقاضا کیا ہی
ہاں اجل! سچ ہی کہ جینے کا بھروسا کیا ہی — تو اگر طیبہ میں آ جائے تو پروا کیا ہی
کر چکے دل کی تمنائیں ہزاروں پوری — اور ابھی پوچھ رہے ہیں کہ تمنّا کیا ہی
ایک بے سایہ کی رحمت کا ہی سایہ مجھ پر — حشر کی دھوپ قیامت ہی تو پروا کیا ہی
مار ڈالا اجلِ بیتاب کی بیتابی نے — وعدہ فردا کا سہی - آج ہی فردا کیا ہی
نور پر غش ہی - تجھے دیکھے تو آنکھیں کھل جائیں — دیکھنے والے نے تیرے - ابھی دیکھا کیا ہی
بات کی بات میں قُم کہکے جلائے مُردے — تیری کیا بات - تری بات کا کہنا کیا ہی
پردے پردے میں اوٹھا دیجیے دل کے پردے — دل کی حالت ہی بُری - آپ سے پردہ کیا ہی
دیکھتے سب ہیں تماشا مری بیتابی کا — پوچھتا کوئی نہیں - اسکو ہوا کیا - کیا ہی
تیرا بندہ ہی وہی - جو ہی خدا کا بندہ — تیرا بندہ جو نہیں - بندہ خدا کا کیا ہی
مجھ سے کیا پوچھتے ہو - کیا ہی تمنّا دل کی — اک تمھیں دل کی تمنا ہو - تمنّا کیا ہی
دل کے جلنے کی بنا - کیا کہیں دلسوزوں سے — ہم نے گھر پھونک دیا - اور تماشا کیا ہی

پوچھے مجھے گناہوں کا نہ صغرے نہ کبرے
بخشندہ بینے کے سوا اور نتیجہ کیا ہے

دل میں رہتے ہو تو پھر آنکھ سے چھپنا کیسا
دل سے پردہ نہیں تو آنکھ سے پردہ کیا ہے

چاہیں آباد کریں۔ چاہیں جلا دیں چھو نکیں
سینہ انکا ہے۔ دل انکا ہے۔ ہمارا کیا ہے

مر رہے ہیں کہ مریں ہم تو مدینے میں مریں
چھپے رہنے کا ہمیں اور سہارا کیا ہے

میں تعجب میں کہ یہ ہو بھی ادا کی عجیب
وہ تحیر میں۔ یہ حیرت کا تماشا کیا ہے

اب نہ گھبراؤ کہ ہوئے ہیں مدد پر حافظ
چپکے بیٹھے ہوئے دیکھو تو کہ ہوتا کیا ہے

جو جاں نثار مر کے مدینے میں گڑ گئے
اچھے رہے کہ مرنے ہی جنتوں میں پڑ گئے

دشتِ عرب میں کانٹوں نے چھالوں نے قدر کی
چومے قدم انھوں نے تو یہ پاؤں پڑ گئے

آہوں کی آندھیاں ہوئیں خاک سازگار
نخلِ مراد جتنے تھے۔ جڑ سے اکھڑ گئے

لعلِ لبِ نبی کا جو مضمون لکھ دیا
میری ہر ایک بیت میں دو لعل جڑ گئے

عقدے نبی کی زلف کے ہم سے نہ کھل سکے
سلجھائیں گتھیاں تو نئے پیچ پڑ گئے

مدحِ مصطفےٰ کی جو تقدیر لڑ گئی
مضمونِ نعت۔ حضرتِ حسانؓ سے لڑ گئے

یوں گرتے پڑتے آئے تری جلوہ گاہ سے
سنبھلے کبھی جو دل۔ تو کبھی جی بگڑ گئے

کس کام کا وصال جو تم سے ہوا فراق
کس کام کی وہ موت جو تم سے بچھڑ گئے

سرکار کے گدا کہیں ٹلتے ہیں بے لیے — در پر گئے۔ سوال کیا۔ اور اڑ گئے
آنکھوں کو حلقۂ در شہ کب نظر پڑا — جب چومتے روتے آنکھوں میں حلقے بھی پڑ گئے

حافظ نے جانکر یہ غزل مختصر لکھی
مضمون لغت کے نہ سمجھنا نبٹ گئے

نظر سے پتلیوں میں۔ نور سے نظر میں رہے — شرر حجر میں رہے وہ۔ چمک شرر میں رہے
خراب خستہ مرا دل۔ حضور کی منزل — زہے کرم کہ اسی ٹوٹے پھوٹے گھر میں رہے
لیے تو جاتے ہیں پہلو سے چھینکر سرکار — یہ دل شریر بہت ہی۔ ذرا نظر میں رہے
نبی کے عشق کا سودا لیا ہی دل دیکر — ہمارا سر رہے جب تک۔ ہمارے سر میں رہے
حقیقت نبوی جز خدا کسے معلوم — ہی کچھ تو بھید کہ وہ صورت بشر میں رہے
نصیب ہو ترے کوچے میں سر کے بل پھرنا — ٹھکیں جو پاؤں۔ تو چکر ہمارے سر میں رہے
ہی آستانۂ مولا کی دھن۔ مبارک دھن — یہ سنگ در کا ہی سودا۔ ہمارے سر میں رہے
پھرا کرے رہِ مولا میں۔ پاؤں ہو کہ خیال — سفر حضر میں رہے۔ یا حضر سفر میں رہے
ہم اپنے گھر میں یہ لیے جیئں جیسے جنگل میں — عرب کے دشت میں ایسے تھے جیسے گھر میں رہے
ہمہ از وست کہیں یا دوست یا ہمہ اوست — وہی شجر میں حجر میں۔ وہی بشر میں رہے
ترے لیے ہمہ تن چشم تھا شب اسرا ہے — ستارے چھٹکے ہوے آسمان بھر میں رہے

یہ ہوا اسنے ہمکو نہ دنیا نہ دین کا رکھا
زمین کے نہ فلک کے ہوئے۔ اُدھر میں رہے

گلہ ہو کبھی یک سر ہزار سودا اسکا
جو ایک عشق کا سودا ہزار سر میں رہے

انھیں کے ہجر کا شکوہ۔ عجب ہی نا شکری
تمام رات جو عاشق کی چشم تر میں رہے

خدا کا نام لو۔ طیبہ کو چل ہی دو حافظ
فضول اتنے دنوں تک اگر کہیں رہے

جو دل میں تو ہو تو دل میں کوئی سما نہ سکے
نظر میں تو ہو تو کوئی نظر میں آ نہ سکے

فغاں۔ کہ اسکے بھی ملکِ عرب کو جا نہ سکے
الم کے صدمے اُٹھائے۔ قدم اوٹھا نہ سکے

مرے ہیں ہی۔ درِ شہ پر گرا جو مثلِ سرشک
کہ آپ اوٹھ نہ سکے۔ دوسرا اوٹھا نہ سکے

خدا کے نور سے دل کی جو لو لگی تو لگی
یہ وہ چراغ ہی جسکو کوئی بجھا نہ سکے

تلاشِ دوست میں کھوئے گئے کچھ ایسے حواس
ہم اور کیا کہیں۔ اپنا سراغ پا نہ سکے

ہیں کچھ سمجھ ہی کے چپ چپ کسی کے دیوانے
جو بک اوٹھیں تو کسیکی سمجھ میں آ نہ سکے

بقا وہی ہی جسے کہتے ہیں فنا فی اللہ
یہی وہ نقش ہی جسکو کوئی مٹا نہ سکے

پڑے رہیں تھکے ماندے حضور کے در پر
گریں تو ایسے کہ ہمکو کوئی اوٹھا نہ سکے

مزہ ہی جب۔ کہ ہوں مرکز بقیع کا پیوند
سوائے حشر کوئی حشر تک اوٹھا نہ سکے

تمام عمر نصیبوں کو روئے دیدۂ تر
لکھا ہوا جو نصیبوں کا تھا مٹا نہ سکے

اُسی کا نام کرامت ہی معجزہ ہی وہی — سمجھ میں آ نسکے - عقل میں سما نسکے

بھلا ہو ضعف کا - لیسے گرے ہم اُس در پر — اوٹھے تو اوٹھ نسکے - اوٹھ سکے تو جا نسکے

کچھ ایسے کھوئے گئے جلوہ گاہ میں جا کر — کہ اپنے گھر کو تو کیا - ہوش میں بھی آ نسکے

ہوائے شوق اُڑا لیچلی مدینے کو — ہوا جو تیز چلے - میری گرد پا نسکے

بگڑ گئی ہی کچھ ایسی بنی بنائی بات — کہ کہنے کو بھی کوئی بات دل بنا نسکے

نہو کشادہ اگر بابِ فیض مولے کا — امیدوار کی امّید کچھ بر آ نسکے

ستم ظریف ہی کتنا - غمِ فراقِ حبیب — دیے وہ چھانٹ کے صدمے کہ دل اوٹھا نسکے

لگی یہ دل کی ہی - کیا اشک وآہ سے حاصل — اب آندھی آے کہ پانی - اسے بجھا نسکے

رفیق ہی تپشِ دل - مریضِ بیکس کی — جو یہ نہو تو اوٹھا کر کوئی بٹھا نسکے

گرانے دیے جو پڑے ہیں زمینِ طیبہ میں — فشارِ قبر اُنھیں حشر تک دبا نسکے

جو کر دے آتشِ عشقِ نبی مجھے ٹھنڈا — تو مجھپر آتشِ دوزخ کی آنچ آ نسکے

کیسکے دامنِ رحمت میں چھپتے پھرتے ہیں — گناہگار گناہوں کو جب چھپا نسکے

ہو جیتے جی ہی اگر بارِ معصیت ہلکا — تو یہ نہو کہ جنازہ کوئی اوٹھا نسکے

پہنچکے طیبہ میں حافظ کے پاؤں دیں یہ جواب
کہ گھر کو چاہیے بھی آنا - تو پھر کے آ نسکے

ادھر دیدار ہوا انکا ۔ اُدھر آنکھوں سے دم نکلے
تو میرے جی کی حسرت اور دم ہو کر بہم نکلے

رفیقِ راہ طیبہ لذیذ ہو جائینگی لاکھوں
ابھی تو گھر سے لیکر ہم اکیلا ایک دم نکلے

غمِ مولےٰ سے جی خوش ہی ۔ خدا خوش رکھے اس غم کو
وفورِ غم سے جی نکلے ۔ مبادا جی سے غم نکلے

ہمارا چاہنے والا ہی پیارا حق تعالےٰ کا
نگاہِ غور سے دیکھا تو نادر چیز ہم نکلے

زہے رحمت کہ سب کو اک سرے سے بخشنا ٹھہرا
زہے قسمت کہ آگے سب گنہگاروں سے ہم نکلے

وفورِ شوق میں ایسے چلے بجوئے مدینے کو
کہ ہم رستے میں آگے آپ سے بھی دس قدم نکلے

سنا دی مصطفےٰ نے فردِ قسمت اپنی امت کی
بڑے لطف و کرم نکلے ۔ بڑے ناز و نعم نکلے

نتیجہ میرے ارمانوں کی گنتی کا نکل آیا
کہ بے نکلے بہت نکلے ۔ جو نکلے ہیں وہ کم نکلے

صفِ محشر میں مولےٰ کے غلاموں کی بھی بن آئی
وہ خیر الانبیا نکلے ۔ تو ہم خیر الامم نکلے

دلوں میں بیٹھے ہیں سکّے غمِ مولےٰ کے داغوں کے
یہی ہم مفلسوں کے پاس دینار و درم نکلے

مدینے جانے والے قافلے میں خوب جب ڈھونڈھا
تو گھر سے بے سر و ساماں نکلنے والے ہم نکلے

مرا کیا منھ ہی ۔ لیکن اس قدر ہی آرزو حافظ
جو نام پاک دل میں ہی وہ منھ سے مرتے دم نکلے

یا رسول اللہ ظاہر ہو جیسے
ای عرب کے آفتابِ نیمروز

یا شہِ ذی جاہ ظاہر ہو جیسے
ای عجم کے ماہ ظاہر ہو جیسے

ابنیا نے دی بشارت آپ کی	یا نبیَّ اللہ ظاہر ہو جیے
نور کا تڑکا ہی تم ہو آفتاب	وقت ہی دلخواہ ظاہر ہو جیے
اک تجلّی کی ہی طالب ہر نگاہ	ہو جیے ناگاہ ظاہر ہو جیے
آمد آمد کی خبر کب تک سنیں	تا کجا افواہ ظاہر ہو جیے
اب نہیں ہی دل کو تابِ انتظار	ہو جیے للہ ظاہر ہو جیے
دل تڑپتا ہی خدا آگاہ ہی	ای خدا آگاہ ظاہر ہو جیے
ہم ہیں تمہارے تم خدا کے ہو حبیب	یا حبیب اللہ ظاہر ہو جیے
ہی گداؤں کو سہارا آپ کا	ہو جیے یا شاہ ظاہر ہو جیے
اَنْتَ حَسْبِیْ سَیِّدِیْ رُوْحِیْ فِدَاکَ	حَسْبَۃً لِلّٰہ ظاہر ہو جیے

منتظر ہی آپ کا ادنےٰ غلام
حافظِ اوّاہ ظاہر ہو جیے

ہیں نزع میں کیوں گھر کو چلوں کعبے کے در سے	اللہ نکرے ہیں پھروں اللہ کے گھر سے
بسمل ہیں جو رخصت ہوے محبوب کے گھر سے	انسان کا دل صبر کرے کیسکے جگر سے
پھر شوقِ زیارت ہیں چلا دشتِ عرب کو	وحشت نے مری پاؤں نکالے نئے سر سے
صدمہ کوئی پہنچا ہی بڑا شیشۂ دل کو	ہر دم یہ ٹپکتا ہی مرے دیدۂ تر سے

جم بیٹھے ہیں آ کے جو اور ہی ٹھانے ہوئے جی میں
مر کر بھی وہ اٹھنے کے نہیں آپ کے در سے

مخلوق میں تو کوئی نہیں تم سے زیادہ
کچھ اور نہیں کہنا نہیں اللہ کے ڈر سے

نظروں میں وہ پھرتے ہیں جو ہیں آنکھوں سے اوجھل
آنکھوں میں وہ رہتے ہیں جو غائب ہیں نظر سے

آفت کے جرائم ہیں غضب کے ہیں معاصی
للہ ادھر دیکھ لو رحمت کی نظر سے

میں دیکھ لوں پھر جیتے جی اک بار مدینہ
پہنچا دے مجھے پہلے کوئی میری خبر سے

کیا جانے کوئی دردِ محبت کے مزے کو
یا مجھ سے اسے پوچھیے یا میرے جگر سے

وحشت نہیں۔ چھوڑے جو دلِ تنگ سے گھر کو
سودا نہیں۔ گھبرا کے نکل جائے جو سر سے

کوچے میں غبار انکا پڑا رہنے دے مولےٰ
جو رہ گئے ہیں لپک کے تری پیچھی نظر سے

دل کھولنے دیتا نہیں اس واسطے آنکھیں
بند ہو جائے تصور نہ ترا تار نظر سے

گھر والے ہیں ناخوش تو وہ گھر اپنے رہیں خوش
میں خوش ہوں کہ طیبہ میں ہوں چل کے میں گھر سے

ہونا ہی مدینے میں مجھے خاک کا پیوند
حافظ مجھے کچھ کام نہیں رختِ سفر سے

جبیں مصطفےٰ مصطفےٰ کہتے کہتے
مریں ہم تو صلِّ علیٰ کہتے کہتے

گرہ دل کی کھل جائے ہی سخت مشکل
چٹکتی ہے یہ دل کی کلی کہتے کہتے

دلِ مضطرب۔ اور کچھ کہہ نہ دینا
خدارا حبیبِ خدا کہتے کہتے

ابھی کعبہ کہکر پکارا تو بولا — جھکے - دل کو قبلہ نما کہتے کہتے

مرے دل کا دُکھڑا اٹھا افسانہ — بنا ڈھب تو سب کہدیا کہتے کہتے

بقا ہے - فنا ہو بذاتِ خدا میں — نکل جائے دم یا خدا کہتے کہتے

دعا ہو گئیں حاجتیں میری کیا کیا — انھیں اپنا حاجت روا کہتے کہتے

نظر کیا لگا دو گے آخر طبیبو — مرے درد کو لا دوا کہتے کہتے

خدا کی خدائی کے تم ہو خداوند — یہ کیا کہہ دیا میں نے کیا کہتے کہتے

ہوئے مرنے والے قضا کے حوالے — قضا کو بنی کی ادا کہتے کہتے

ہوا ذاکرِ مصطفےٰ برگزیدہ — بنا مصطفےٰ - مصطفےٰ کہتے کہتے

اک آئینۂ حق نما بن گیا دل — ترے حسن کو حق نما کہتے کہتے

تفاوت فقط رہ گیا ذات و ظل کا — انھیں ظلِ ذاتِ خدا کہتے کہتے

پڑیں برچھیاں لاکھ دشمن کے دل پر — تھکوں میں نہ یا مصطفےٰ کہتے کہتے

وہ کہہ دیتے اک بار حافظ کو اچھا
برا کہنے والے بُرا کہتے - کہتے

گھٹیں حسرتیں جب میں وہ دل یہی ہے — محبت کے کشتوں کی محفل یہی ہے

جدا رہ کے رونے سے مشکل ہے جینا — اگر غم یہی ہے - اگر دل یہی ہے

مدینے میں تن ہو۔ مدینے میں جی ہو — جگہ مرنے جینے کے قابل یہی ہے
سوا تیرے۔ دل میں نہو کوئی خواہش — یہی ہے یہی۔ خواہشِ دل یہی ہے
اُسی خاک۔ اُسی در۔ اُسی گھر کے صدقے — اگر تن یہی۔ سر یہی۔ دل یہی ہے
گنہگار کو پاکے رحمت نے بیکس — کہا۔ بخشدینے کے قابل یہی ہے
جو مرجائیں مہجور۔ تو سہل چھوٹیں — ہے مشکل کہ مشکل سی مشکل یہی ہے
نہ سلجھی نہ سلجھیگی اُلجھن ہماری — اگر دل یہی عقدۂ دل یہی ہے
خوشی آکے ٹھہرے۔ کہاں ہے ٹھکانا — اگر ہم یہی۔ غم یہی۔ دل یہی ہے
کہا کر اُنہیں ظلِ ذاتِ الٰہی — کہا ذات نے ذاتِ بے ظل یہی ہے
جہاں دیکھکر تمکو۔ مرجاؤں تمپر — مرے جینے مرنے کا حاصل یہی ہے
ہے بندۂ حق انا الحق کا دعوے — ابھی حق یہی ہے کہ باطل یہی ہے
اُن کو دیکھا۔ تو دل یوں پکارا — اُترئیے۔ اُترئیے۔ کہ منزل یہی ہے
عشق سے پار کیونکر ہو بیڑا — وہ دریا (نہیں جسکا ساحل) یہی ہے

نہ نکلی کبھی کوئی حافظ کی حسرت
اگر ہے تو حسرت کے قابل یہی ہے

ارکے مرجاؤں نبی کے آستانے سے — الٰہی موت بھی آئے تو آئے اس بہانے سے

نہیں جانے کا بیڑا اور دسر صندل لگانے سے
میں سر پھوڑ ڈونگا ٹکرا کر بنی کے آستانے سے

کہاں کا دفتر بد۔ توبہ توبہ اس فسانے سے
یہ قصہ پاک ہوجاتا ہی چار آنسو بہانے سے

اوٹھوں میں قبر سے تو منہ نبی کا دیکھ لوں پہلے
خدا کے سامنے جا کر خدا کو منہ دکھانے سے

مرا ایسا ایک دم گزرے مدینے کے تصور میں
وہیں کی آمد و شد ہو نفس کے آنے جانے سے

چلوں ہا سر ہر قدم پر سجدے کرتا۔ جانبِ طیبہ
قدم جانے نہ پائے ایک بھی خالی دوگانے سے

اشارے پر زمانہ روز چلتا ہی بدلتا ہی
نرالی ہیں ادائیں آپ کی سارے زمانے سے

ترے محتاج بن بن کر غنی آتے ہیں اس در پر
غنی بنکر ہے چلے محتاج اس محتاج خانے سے

تہ ابترِ محبت تاک کر دل ہیں لگاتا رہی
یہ ظالم جا کے بیٹھا بھی تو بیٹھا کیا ٹھکانے سے

جنابِ رحمتِ عالم جہاں تشریف لاتے ہوں
کریں منکر نہ کیوں انکار اس محفل میں جانے سے

بنی کی زلف کے سودائیوں کی کس سے بنتی ہی
لڑے ایک ایک بیگانے سے۔ الجھے ہر یگانے سے

وہ پہلے صدقہ اترا روضہ پر نورِ حضرت کے
گرا جو نور چھن چھن کر فلک کے شامیانے سے

تمہارے پایمالوں کا ہی اونچا عرش سے پایہ
تمہاری راہ میں زیرِ قدم آنکھیں بچھانے سے

تمہارے خاکساروں سے ہوے چودہ (۱۴) طبق روشن
تمہاری خاکِ در کا سرمہ آنکھوں میں لگانے سے

فراقِ طیبہ میں کیا کہکے حافظ دل کو سمجھاؤں
کمر ہمت کی جب ٹوٹی نہیں سنبھلی بندھانے سے

اتنی ہوئی سبیل حشر میں چشمِ پُر آب کی
جس میں بہی بہی پھریں فردیں حساب کی

خواب اور آئے ہجر کی بین - یہ ہی خیال
دیدار اور مجھکو - یہ باتیں ہیں خواب کی

کیا کیا مزے دیے ہیں مرے دل کے درد نے
کروٹ بدل بدل کے مرے اضطراب کی

دوڑی نگاہِ لطف - بچانے کے واسطے
میری طرف بڑھیں جو نگاہیں عتاب کی

قسمت میں جتنے پیچ ہیں اُتنے ہی زلف میں
میزان پوری آگئی اُلجھے حساب کی

کیسی لطیف روح تھی کیا پاک صاف تھی
کیوں آب و گل میں ڈال کے مٹی خراب کی

شامل ہوا جو مادۂ اعمالِ زشت کا
اچھے بھلے خمیر کی مٹی خراب کی

گردوں سے کیا سلوک کیا دل کی آہ نے
گنبد نے دی صدا - مری مٹی خراب کی

گلیوں کی خاک چھاننے دیتے نہیں سرشک
چھڑکاؤ کر کے خاک کی مٹی خراب کی

ہر سطر فرد کی ہے کشیدہ گناہ سے
ہر مد کھنچی کھنچی نظر آئی حساب کی

دریا ہے آج اشکِ ندامت کا بار ھ پہ
خطرے میں ناؤ ہے عملِ ناصواب کی

تھی کسکو یہ خبر کہ جب آئیگا دورِ دیں
کیسی شراب - روح کھنچیگی شراب کی

ہو جسکو سوجھ بوجھ کا دعوے - بتا تو دے
مستی ہماری آنکھ میں ہے کس شراب کی

دیکھینگے میکدے کی طرف تیرے مست کیا
آنکھوں سے ٹپکی پڑتی ہے مستی شراب کی

ہے بازپرسِ حشر کے پردے میں کچھ تو لطف
آئے کہیں گھڑی تو سوال و جواب کی

ہی سایۂ خدا قد بے سایہ آپ کا
پرچھائیں آپ پر نہ پڑی آفتاب کی

محشر کی دھوپ سایہ رحمت سے بھاگ کر
چھپنے لگی تو آڑ ملی آفتاب کی

ہر روز سایہ کرنے کو آتی ہیں جنہیں
ہر روز ہوتی رہتی ہی بدلی سحاب کی

بجلی کا ہی دماغ عبث آسمان پر
اتری ہوئی ہی نقل مرے اضطراب کی

حافظ کو رٹ لگی ہی یہی سوتے جاگتے
پیارے مدینہ! تو ہی جگہ کس کے خواب کی

الجھے ہوں ہیں زلفِ نبی کے خیال سے
شیشے میں کچھ پڑے نظر آتے ہیں بال سے

اُن پاؤں کے طفیل جو پہنچے فرازِ عرش
دبتا ہی آسمان ترے پائمال سے

نالہ خلافِ صبر ہی شکوہ خلافِ شکر
چُپ ہیں کچھ اس لحاظ سے کچھ اس خیال سے

کیونکر لب ہلاؤں کس لیے کھولوں زبان کو
آگاہ کیا نہیں وہ مرے دل کے حال سے

محبوب کو جہل بتانا عبث تھا
مقصود کھل گیا وہ محبّ الجمال سے

لاکھوں میں انتخاب کروڑوں میں لاجواب
تشبیہ سے بری ہی مبرّا مثال سے

دن رات اب تو شاہد معنی بغل میں ہی
آئینہ بن گیا ہی دل انکے خیال سے

ماکانَ مایکونُ کی کتنی ہی کائنات
آگاہ ہیں حضور جزو کل کے حال سے

آتی ہی تو بہت درِ دولت سے بے صدا
سائل کو بھیک ملتی ہی پہلے سوال سے

سیرت نسے ہے سوال کی صورت بری ہی - مگر
ملتی رہے فقیر کی صورت سوال سے

منظور ہی اگر کہ پیمبر سے لو لگے
دل کو رہے لگاؤ پیمبر کی آل سے

آئی ہی شرم دامنِ تر - مہلت ای اجل
پہلے نہا تو لوں عرقِ انفعال سے

موے سفید پر یہ سیہ کاریوں کا جوش
شامت ٹپک رہی ہی مرے بال بال سے

اللہ ہی کہ آنکھ کھلے - ہوش ہو درست
غفلت ٹپک رہی ہی مرے بال بال سے

انکا خیال خواب میں بھی بھولکر نہ آئے
چھوڑا جنھوں نے خواب ہمارے خیال سے

رمیِ جمار وسعیِ صفا طوف و استلام
جنکے مزے تھے - ہو گئے خواب و خیال سے

تف ہی - اگر امیر کے در پر گیا فقیر
عزت رہی سہی - گئی گزری سوال سے

کھلتا نہیں ہی حضرت **حافظ** کا بھید کچھ
برسوں ہوے کہ رہتے ہیں آشفتہ حال سے

نالہ کیوں سینے میں گھٹتا ہی نکلنے کے لیے
صبر چھاتی کا ہی پتھر - نہیں ٹلنے کے لیے

قصرِ تن کو بھی بنایا ہی عجب کچھ دلچسپ
روح کا جی نہیں ہوتا ہی نکلنے کے لیے

رخ ہی لحظے میں اگر زرد - تو لحظے میں سفید
رنگ جو عشق میں آیا وہ بدلنے کے لیے

حسرتِ طیبہ وہی قابلِ حسرت نکلی
دل ہی میں گھٹتی رہی جو دل سے نکلنے کے لیے

درد بیدرد - جگر سرد ہی - دل ہی نازک
ایک چٹکی بھی تو کافی ہی مسلنے کے لیے

دل مرا نام نبی سنکے بگڑ جاتا ہے
دو پہر جاتا ہے پھر اسکے سنبھلنے کے لیے

ہائے وہ گنبدِ خضرا وہ لطافت۔ وہ صفا
دونوں عالم کی نگاہیں ہیں پھسلنے کے لیے

بوسہ و مس وہ کہاں اب حجرِ اسود کا
کاٹنے کے لیے لب۔ ہاتھ ہیں ملنے کے لیے

ایڑیاں شوقِ زیارت میں کہاں تک رگڑیں
پاؤں چلنے کے لیے۔ گھر سے نکلنے کے لیے

تابِ رفتار نہو جسکو۔ وہ زردار تو ہو
ہاتھ چلتا ہو۔ نہوں پاؤں جو چلنے کے لیے

غسلِ میت کا تصور ہو۔ کفن کا ہو خیال
جب نہاؤ۔ نئی پوشاک بدلنے کے لیے

بھیڑ سی بھیڑ ہے دل میں ہے ارمانوں کی
ان میں کوئی تو ہو کمبخت نکلنے کے لیے

ہائے کب محفلِ ساقی میں ملی بار مجھے
دور باقی نہ رہا جب کوئی چلنے کے لیے

خضر کے بھیس میں مولے کا خیال آتا ہے
دل کی ڈوبی ہوئی کشتی ہے اچھلنے کے لیے

آنکھ پر لیتے ہیں جو ہیں دور۔ جلے مرتے ہیں
جو حضوری ہیں وہ مرتے ہیں جلنے کے لیے

رخصت ای صبحِ مبارک ہو ترے گرد ہجوم
اک ہمیں تھے۔ بھری محفل سے نکلنے کے لیے

آبلوں کی۔ دلِ پُر داغ۔ تجھے کیا ہے کمی
شجرِ عشق بڑھا پھولنے پھلنے کے لیے

ای جنوں۔ ہو کہ مرے دامن کی گریبان کی خیر
آستینوں سے بڑھے ہاتھ نکلنے کے لیے

بحرِ موزوں کے لیے طبع ہے سرسبز حافظ
خوب سانچا ہے مضامین کے ڈھلنے کے لیے

بہت سے وظیفے کی دل میں ٹھانی مجدّدِ پاکِ الفِ ثانی
مجددِ پاکِ الفِ ثانی - مجددِ پاکِ الفِ ثانی

پھر دل میں تجدیدِ دیں کی ٹھانی سنائیں باتیں نئی پرانی
دکھائیں راہیں جو بھٹکیں دکھانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

شہودِ رب کا وجود تیرا - ہے غیب سب کا شہود تیرا
دکھا مجھے شاہدِ معانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

خدا سے بینا بنا دے سینہ - حضور کے نور کا خزینہ
کہوں میں سبحان من یرانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

اگر کہاں تھی جوانی - تو کچھ جوانی کی قدر جانی
ذرا سی بات ہی ہے سرگرانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

پڑی ہے اک چوٹ میرے دل پر تمہاری الفت کی ایسی کاری
کہ جسکا مارا نہ مانگے پانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

کریں گے کیا مرنے والے جیکر جئیں تو موت ایسی زندگی پر
ہے سخت جانی بھی سخت جانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

بڑا کرم ہو بڑا مزہ ہو بلا کے سرہند میں جو سن لو

کوئی دنیا میں رہا ہی نہ رہیگا باقی
اہلِ مرقد ابھی اوٹھنے کا ہی قصہ باقی
نہ رہے جیش کا ای غم کوئی بدلہ باقی
تیرے دیوانوں کا دنیا میں تو سودا نہ بنا
ہی تمنا کہ تمنا کی تمنا بھی نہ ہو
یادِ مژگان ہی دل سے فراموش نہ ہو
چونک غافل اکہ جدائی گئی - نیری آئی
ہاں بڑھائے طرفِ روضہ قدم ای ہمت
دم یہاں خشک ہی - تو ساقیِ دریا دل ہی
مرتے مرتے کہیں مرپے تھے مرنے والے

ایک باقی ہی تری ذات فقط یا باقی
حشر کو ہی گڑے مُردوں کا اوکھڑنا باقی
لے بھی چک - جو ہو بقا کا تقاضا باقی
ہی ابھی حشر کے بازار کا سودا باقی
ہی ابھی دل میں تمنا سی تمنا باقی
نہ نکل جائے کھٹک - ہی یہی کھٹکا باقی
ہوگئی صبح - نہیں رات کا حصہ باقی
ابھی پلہ ہی بڑا - دن ہی ذرا سا باقی
چھوڑتے کے نہیں ہا سے ترے قطرہ باقی
مر گئے پر بھی ہی پھر حشر کو جینا باقی

ہوگیا وعدہ جو پورا تو نکر غم حافظ
بعد مرنیکے بھی ہی وعدہ فردا باقی

ہوگیا ماہِ صیام آج ہویدا ساقی
میں نہ طالب ترے خُم کا نہ سبو کا ساقی
کہنے والے تو تجھے کہتے ہیں دریا ساقی

اپنے متوالے کی بھی ہی تجھے پروا ساقی
ایک کشتی میں مرا پار ہی بیڑا ساقی
حیف ہی - بہت ترے در سے پھروں پیاسا ساقی

مری کہانی مری زبانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

یہ بینواؤں کی میہمانی یہ شکر گداؤں کی قدر دانی

یہ مہربانی یہ میزبانی - مجددِ پاکِ الفِ ثانی

رے سہارے کا ایک بل ہے۔ ترے ہی بل کا ہے اک سہارا

دبا لے آئی ہے ناتوانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

جیسے جو فرقت میں نے ڈالے پڑے ہیں سینہ کے انکے لالے

یہ زندگی ہے کہ سخت جانی - مجددِ پاکِ الفِ ثانی

تمہارے در پر اب آپڑا ہوں۔ اٹھا لو مجھکو گرا پڑا ہوں

پڑی ہے افتاد ناگہانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

یہاں سے اٹھکر کہاں کو جاؤں کسیکی کیوں ٹھوکریں میں کھاؤں

خدائی بھر کی تو خاک چھانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

کے سرہند میں خدارا - دکھا دو بے پردہ ایک جلوہ

سنوں نہ پردے سے لن ترانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

نکلی ہو جانِ **حافظ** ادھر ہو وردِ زبانِ حافظ

مجددِ پاکِ الفِ ثانی مجددِ پاکِ الفِ ثانی

نہ شراب اور کباب اور نہ آب اور گلاب — بن ترے سنولے کا حال اپنا ہی پتلا ساقی
اب وہ میخانے - وہ پیمانے - وہ مستانے کہاں — اب کہاں وہ ترے دروازے کا میلا ساقی
ہم سے تو ایک مہینے ہی کا وعدہ کر لے — اسکے بدلے میں خدا دے تجھے بیٹا ساقی
رند کیا یاد کرینگے تجھے - تو رندوں کو — ان دعاؤں کو بھی تو یاد کریگا ساقی
گھونٹ بھر پانی کو ترسیں ترے پیاسے کب تک — کہ نہ دیں رند کہ ہی خون کا پیاسا ساقی
بوند بھر پانی کے دینے میں تو ہی تجھکو دریغ — دل میں باقی نہیں اک خون کا قطرہ ساقی
نہیں کل روزوں ہی کی خبر آکے پھر اب مانگینگے — ایک دن - کاٹینگے دن گن کے مہینا ساقی

جانتے ہو مری توحید کے پینے والو
رند یہ **حافظ** شوریدہ ہی مولے ساقی

جو انقلاب یہی عالم خراب میں ہی — تو آپ شر کا لقب قسمت شراب میں ہی
کرم کی حد نہیں مجھپر یہ ہی کرم ہی کرم — حساب سے ہی جو باہر - مرے حساب میں ہی
گناہ اتنے کیے ہیں کہ یاد بھی تو نہیں — ابھی تو بھول بہت کچھ مرے حساب میں ہی
عذاب دیں وہ بلا سے مگر یہ پوچھ تو لیں — کہ کس بلا میں ہی دل - جان کس عذاب میں ہی
نصیب جاگتے ہیں جنکے - وہ نہیں سوتے — وہ جاگتے نہیں - تقدیر جنکی خواب میں ہی
نیاز پر نہیں جتنا ہو ناز - تھوڑا ہی — یہ وہ نیاز ہی جو ناز کے جواب میں ہی

حساب دوست کا ہونا ہی دوست کے دل میں
جو دل حساب سے نکلے وہ کس حساب میں ہی

وہ رحمت آپ کی ہو۔ یا ہو معصیت میری
جو بیشمار ہی وہ میرے ہی حساب میں ہی

خیالِ رویتِ حضرت ہی۔ نیند کی آمد
ہی جاگنے کو مقدر کہ نیمخواب میں ہی

کھلے نہیں ابھی کچھ پیچ زلفِ حضرت کے
ابھی سے کیوں دلِ بیتاب پیچ و تاب میں ہی

یہاں بھی رہتے تھے بت۔ اب سما گیا ہی خدا
یہ دل تو نامِ خدا کعبے کے حساب میں ہی

یہ ایک میں ہوں کہ ہوں چین کے لیے بے چین
وہ ایک دل ہی جسے چین اضطراب میں ہی

فقیر کی تو صدا ہی یہ بابِ عالی پر
میں پاشکستہ ہوں۔ کیا حکم میرے باب میں ہی

ترا خیال اُنھیں خواب میں بھی ہی **حافظ**
تجھے خبر نہیں۔ تو کس خیال و خواب میں ہی

دل اگر کفر سے خالی ہو تو ایمان رہے
گھر سے شیطان نکل جائے تو رحمان رہے

تم مری جان بھی ہو۔ جان کا ارمان بھی ہو
سینے میں جان رہے۔ جان میں ارمان رہے

جی نکل جائے اگر آپ کے ارمان کے ساتھ
جی میں ارمان نکلنے کا نہ ارمان رہے

کھانے پینے کی۔ ٹھہرنے کی۔ مدینے میں نہ پوچھ
ہم تو جب تک رہے نبی کے مہمان رہے

وہ۔ کوئی ہوشربا جلوہ دکھائیں تو سہی
اک نظر دیکھ ہی لینگے اگر اوسان رہے

مرتے دم ایک نظر دیکھ لیں اُنکا جلوہ
کوئی دم اور بھی آنکھوں میں اگر جان رہے

ٹل گئیں میری خطائیں بھی عطائیں بھی تری
میرے عصیانوں سے بھاری ترے احسان رہے

اُنکے دیوانے نے بہت حشر کا میدان بڑا
اب خدا ہی کہ مرے ہاتھ یہ میدان رہے

سر و ساماں جو تھا بے سر و سامانی تھی
راہ طیبہ میں مرے ساتھ یہ سامان رہے

عکس آئینۂ رخسارِ نبی میں جو پڑا
آپ آئینے انہیں دیکھکے حیران رہے

میری ٹوٹی ہوئی توبہ کے اڑے جب ٹکڑے
وہ گناہوں کی ہواؤں میں پریشان رہے

جان قربان ہو۔ ایمان تصدق اُن پر
جو مری جان رہے۔ جان کا ایمان رہے

پڑ گیا دل کو گناہوں کا کچھ ایسا چسکا
آکے اس گھر میں ندامت بھی پشیمان رہے

دولتِ عشق کو ہی اُجڑے ہوئے گھر کی تلاش
گنج بستا ہی اُسی گھر میں جو ویران رہے

حشر میں پرسشِ اعمال ہو جب **حافظ** سے
داہنے ہاتھ میں یہ نعت کا دیوان رہے

سر پٹکنے کی صدا ہی کہ یہ در کسکا ہی
درِ مولے کی ہی آواز۔ یہ سر کسکا ہی

شرفِ نسل کا پرساں کوئی اتنا بھی نہیں
خاک جو چھان رہا ہی۔ یہ گہر کسکا ہی

روضۂ شہ کا فدائی ہوں مری پوچھے بلا
باغ جنت جسے کہتے ہیں وہ گھر کسکا ہی

ہوں گنہگار بھی۔ رحمت سے بھی تو میدہ نہیں
یہ بھی کہتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ ڈر کسکا ہی

دل ہو گھر بیٹھے صفا سے اگر آئینہ تو کیا
دیکھنا یہ ہی کہ آئینے میں گھر کسکا ہی

جسمیں جی اوٹھتے ہیں مردے - وہ گلی ہی کسکی
جس سے جیتے نہیں اوٹھتے ہیں وہ در کسکا ہی

پہلے راہی تن بے جاں ہو کہ جان بے تن
پیشتر سوے عرب قصد سفر کسکا ہی

ملگیا جاکے شعاعوں میں مرا تار نظر
ورنہ یوں روضے کی جالی میں گزر کسکا ہی

بندہ بیکس ہی - خداوند عزیز اور رحیم
کون غافل ہی - خطا کسکی ہی - ڈر کسکا ہی

دل مومن ہی خدا خانہ - یہ ہی سہل سی بات
سوچیے - خانہ خدا کا کون ہی - گھر کسکا ہی

عشق - جسکو جگر و دل کے پسندے ہیں پسند
اسکی دعوت کرے - یہ دل یہ جگر کسکا ہی

دل کو غم ہی تو یہی ہی کہ رہیں آکے حضور
ادھر امرے حسرتکدے پر کسکا ہی

پردہ داری سے ہوی پردہ کشائی کسکی
پردہ درگان ہی وہ پردہ در کسکا ہی

دل وہ بیخود - جو نہ جانے کہ میں کسکا دل ہوں
ہیں وہ بیدل کہ نہیں دل کی خبر - کسکا ہی

بندہ مملوک ہی - مالک ہی تمھارا بندہ
تم محافظ ہو تو **حافظ** کو خطر کسکا ہی

نالے ہیں اپنے ہی گھر آگ لگانے کے لیے
غل مچانے کے لیے - فتنے جگانے کے لیے

آپ سے جائیں نہ ہم آپ ہیں آنے کے لیے
آپ میں آئیں بھی تو آپ سے جانے کے لیے

جیتے جی عشق نے صدمے ہی دیے گن گن کر
دل کے سہنے کے لیے جی کے اوٹھانے کے لیے

رونق ماتم صبر - اشک سے - نالے سے ہوی
آئے دو مرثیہ خواں - رونے رولانے کے لیے

ہی سرے سے یہ لگائی یہ بجھائی کس کی
آہ و اشک آئے - لگی دل کی بجھانے کے لیے

کیا بنایا تھا مجھے - ہجر کا دن دیکھنے کو
کیا بنایا تھا یہ دل میرے دکھانے کے لیے

غم تو ہوتا ہی سبھی کو - مجھے غم ہی تو یہ غم
میں ہوں غم کھانے کو - غم ہی مجھے کھانے کے لیے

آپ سے جاتے ہیں اس کوچے میں رکھتے ہی قدم
راہ ملتی نہیں پھر آپ میں آنے کے لیے

بے کہے آپ ہی سن لیں - جو خدا اس نے مری
دل کا دکھڑا کہ نہیں سننے سنانے کے لیے

فکر کونین سے اب دل کو کرینگے خالی
ہم اجاڑینگے یہ گھر - تجھکو بسانے کے لیے

مجھکو پامال کریں کاش وہ یہ کہہ کہہ کر
حسرتو نکلو - ہم آئے ہیں مٹانے کے لیے

لو جہنم کی طرف آپ نے ڈیرے ڈالے
اپنی امت کو جہنم سے بچانے کے لیے

ادھر اعمال کے تلنے کو ترازو ہی کھڑی
ادھر آمادہ کھڑے ہیں وہ بچانے کے لیے

ضعف نے مجھکو بٹھایا ہی تھا آ کے در پر
بول اٹھا درد - ہم اٹھتے ہیں اٹھانے کے لیے

ہاں اٹھائے ہوئے منہ سوئے عرب اے وحشت
لے چلی ہی جو مجھے گھر سے پھرانے کے لیے

غم دنیا ہی کے پردے ہیں ہو ظاہر غم دیں
کچھ بہانہ تو ملے اشک بہانے کے لیے

نہ کھلے منہ جو کروں بات کہ ہی درد کہاں
نہ اوٹھے ہاتھ اشارے سے بتانے کے لیے

نہیں فرزانے - وہ دیوانے ہیں جو آئے ہیں
تیرے دیوانے کو فرزانہ بنانے کے لیے

بول تو آنسو مرے پیارے ہیں جگر پارے ہیں
کام آئے نہ لگی دل کی بجھانے کے لیے

ہو گیا ختم یہ دیوان تو ان شاء اللہ
جائیگا ہند سے حافظ ہی سنانے کے لیے

رباعی

میرا نہیں کوئی نام لیوا وارث — ہیں پیر ضعیف - ناتواں - لاوارث
پڑھتا ہوں میں ربّ لا تذرنی فردا — وارث دیدے مجھے کوئی یا وارث

دیگر

مولیٰ قید الم سے آزاد کرو — آزاد کرو کرم سے آزاد کرو
مر کر بھی غلامی سے ہم آزاد نہوں — آزاد کرو تو غم سے آزاد کرو

دیگر

جڑنے کے نہیں کبھی جو ٹوٹے ٹکڑے — کس کے ٹکڑے - ہمارے دل کے ٹکڑے
فطرت میں نہیں دخل کسی کو حافظ — پیدا جو ہوا تو دل کے دو تھے ٹکڑے

دیگر

تو چاہے تو ایک دم میں سینہ کھل جائے — تیرے اسرار کا خزینہ کھل جائے
ہے حشر کا ایک دن کروڑوں دن کا — یارب یہ ہزار از شبینہ کھل جائے

دیگر

دل اُسکے نقش سے ہو ادست و بغل — یا آئینے میں ہی پرتو حُسن عمل
ہی خانۂ دل جوش صفا سے لبریز — زیبا ہی اگر کہیے اُسے شیش محل

دیگر

اللہ اللہ کیا ہی نکتہ دلخواہ — اول اللہ اور آخر اللہ
اللہ کا نامِ پاک جب لیتا ہوں — بیساختہ دل سے اک نکل جاتی ہی اللہ

دیگر

ای رندِ سیاہ مست ای خانہ خراب — پیمانے سے بھی سوا ہی پیمانہ خراب
کہتا ہی شراب خانہ جسکو ساقی — وہ ایک خراب خانہ ہی خانہ خراب

دیگر

ہیں ایک گدائے ہند تم شاہِ حجاز — دکھلاؤ نہ دنیا کا نشیب اور فراز
تم ذرّہ نواز ہو ہیں اک ذرّہ خاک — ذرّے کو بنا دو مہر یا ذرّہ نواز

دیگر

دنیا کے مقیم کوچ کر جاتے ہیں — دم لینے کو منزل میں ٹھہر جاتے ہیں
دنیا کی یہ ہستی ہی یہ ہستی کی بساط — ٹھہرے سے گھروں میں بسکے مر جاتے ہیں

دیگر

انساں کو مرنے سے ہی جینا پیارا — یا جینے سے جامِ مرگ پینا پیارا
جینے سے مدینہ ملے مرنے سے جناں — پھر کیوں نہ جناں سے ہو مدینہ پیارا

دیگر

عاشق ہوں نہیں مرنے سے جینا پیارا — جینے سے ہی جامِ مرگ پینا پیارا
جی کی تو یہ ہی جان سے جنت پیاری — جی جان سے جنت سے مدینہ پیارا

دیگر

جی خوش ہو تو مرنے سے ہی جینا اچھا — غم کھانے سے جامِ مرگ پینا اچھا
مرنا ہو تو اعراف سے جنت اچھی — جینا ہو تو جنت سے مدینہ اچھا

دیگر

دنیا ہیں ہمیں چین سے جینا نملا — کیا جینے کہ جینے کا قرینہ نملا
خسخانے نے ملے۔ محل ملے۔ باغ ملے — کچھ بھی نملا جو اک مدینہ نملا

آمدِ مبارک

پھر بہار آئی۔ چمن ہی لالہ زار — باغ میں ہر پھول ہی باغ و بہار
پھر صبا گلشن میں اِٹھلاتی چلی — دیکھکر پھولوں کو اِتراتی چلی

نرم ہی مخمل سے سبزے کی بساط
گرم ہی ہنگامۂ عیش و نشاط

ٹھنڈے ٹھنڈے چلکے آئی ہی نسیم
پنکھیا جھلنے کو لائی ہی نسیم

گل میں کانٹے کی چھبیلی ہی ادا
جو نکالی ہی نکیلی ہی ادا

کہ گئی چپکے سے کیا بادِ سحر
جھومتا ہی وجد میں اک اک شجر

چھوڑ کر سروِ سہی طرزِ خرام
سیکھ لے اک پاؤں سے کرنا قیام

دامنِ گلچیں ہیں یہ پھولوں کا ڈھیر
بڑھ گیا کلیوں سے کیا دامن کا گھیر

لیچلا لالہ پیالہ کس لیے
چشمِ نرگس مست ہی بے مے پیے

نغمہ سنجی میں عنادل ہیں تمام
گل ہیں دف۔ پتّے جلاجل ہیں تمام

اچھے اچھے پتّے اچھی ٹھمریاں
بندھ گیا گانے بجانے کا سماں

اک طرف سے ناچتے آتے ہیں مور
اک روش پہ چال دکھلاتے چکور

ساتھ اک کنگھی بھی لائی ہی بہار
تا عروسِ گل کا پورا ہو سنگھار

گل کے سہرے گا رہی ہیں بلبلیں
راگ کو چمکا رہی ہیں بلبلیں

کیوں نہ ہو گلشن میں یہ جوشِ بہار
کیوں نہ ہو عالم میں ہر شی کا نکھار

کیوں نہ ہوں انسان صف باندھے کھڑے
کیوں نہ ہوں مشتاق پریوں کے پرے

آمد آمد ہی رسول اللہ کی
آمد آمد ہی شہِ ذی جاہ کی

آمد آمد ہی خدا کے نور کی
آمد آمد ہی عظیم الخلق کی
آمد آمد رحمتِ عالم کی ہی
آمد آمد پیشوائے کل کی ہی
آمد آمد اولِ آدم کی ہی
آمد آمد شافعِ امت کی ہی
آمد آمد تارکِ دنیا کی ہی
آمد آمد خاصۂ داور کی ہی
آمد آمد اُنکی ہی جنکی خبر
آمد اُسکی ہی جو آنکھوں کا ہی نور
آمد اُنکی ہی جو رب کے ہیں حبیب
جنکی آمد ہی وہ ہیں ختمِ رُسُل
آمد آمد آمد آمد کا ہی شور
مصطفٰے کی آمد آمد کی ہی دھوم
آمدِ نورِ الٰہی کی دھوم ہی

آمد آمد ہی سرور و سرور کی
آمد آمد ہی عظیم الخلق کی
آمد آمد فخرِ آدم کی ہی
آمد آمد رہنمائے کُل کی ہی
آمد آمد افضلِ عالم کی ہی
آمد آمد قاسمِ جنت کی ہی
آمد آمد مالکِ عقبےٰ کی ہی
آمد آمد ساقیِ کوثر کی ہی
دیتے آئے ہیں مسیح و بوالبشر
آمد اُسکی ہی جو دل کا ہی سرور
اپنے بیکس دردمندوں کے طبیب
جنکی آمد ہی وہ ہیں خضرِ سُبُل
یا محمد یا محمد کا ہی شور
مجتبےٰ کی آمد آمد کی ہی دھوم
آمدِ کہف الورےٰ کی دھوم ہی

آمدِ شاہِ عرب کی دھوم ہے
آمدِ عالی نسب کی دھوم ہے
دور پہنچی آمد آمد کی خبر
دھوم ہے فرشِ زمیں پر دھوم ہے
جنکی آمد ہے۔ خدا کے ہیں نبی
وہ نبی سب انس وجاں کے ہیں نبی
وہ عجم کے وہ عرب کے ہیں نبی
صبحِ صادق۔ جلوہ ریزِ نور ہے
آرہی ہے رحمتِ پروردگار
پرتوِ نورِ خدا نور آپ کا
کیوں نہ عبدالمطلب ہوں باغ باغ
حق کا ناظر۔ حق کا منظورِ نظر
قدسیوں کی بھیڑ۔ حوروں کا ہجوم
ہر طرف سے مرحبا کا شور ہے
حوریں بولیں۔ آتے ہیں جانِ جہاں

آمدِ محبوبِ رب کی دھوم ہے
آمدِ والا حسب کی دھوم ہے
شادیانے بجتے ہیں افلاک پر
دھوم ہے عرشِ بریں پر دھوم ہے
وہ نبی جو انبیا کے ہیں نبی
وہ نبی کون ومکاں کے ہیں نبی
جتنی ہے مخلوق سب کے ہیں نبی
صبحِ کاذب۔ دور ہو۔ کافور ہو
ہو گئی اب شانِ رحیمی آشکار
نور ہے نورٌ علیٰ نور آپ کا
اُنکے گھر آتا ہے اک روشن چراغ
آمنہ بی بی کا ہے نورِ نظر
آگئے ہیں پاس جھک جھک کر نجوم
چار سو صلِّ علیٰ کا شور ہے
روحیں چلّائیں کہ وہ ہیں جانِ جاں

آپ ہیں جانِ جہاں - ایمانِ جاں | جانِ حافظ جانِ ایماں - جانِ جاں

ہو تصدق جان تم پر یا نبی
جان ہو قربان تم پر یا نبی

دیگر آمدِ مبارک

صبا ہر سو پکار آئی چمن میں | نئے سر سے بہار آئی چمن میں
عروسِ باغ کی صورت ہے مقبول | نئے پتّے - نئی کلیاں - نئے پھول
صبا چلتی ہے - اِٹھلاتی چمن میں | نسیم آتی ہے - اتراتی چمن میں
وہ اُٹّھیں جھومتی - کالی گھٹائیں | نرالی سب سے مستانہ ادائیں
چلی آتی ہے - بادل بنکے رحمت | تجلّی جس میں ہے بجلی کی صورت
یہ بادل ہیں خطائیں دھونے والے | یہ ہیں مستوں کی مستی کھونے والے
گھٹاؤں نے قدم حد سے بڑھایا | بڑھاوے دیکھے لغزش کو گھٹایا
ادھر اشکوں سے تر دامن گنہگا | اُدھر بارانِ رحمت کا بندھا تار
ربیع الاوّلیں کی بارھویں ہے | شبِ میلادِ ختم المرسلیں ہے
کہاں ہے اسقدر روشن شبِ بدر | کہاں ہے اسقدر قدرِ شبِ قدر

ہی شعلہ طور کا ایک ایک تارا
ہی تجلا نور کا ایک ایک تارا

طبق لاکھوں بھرے انوارِ حق سے
اُتر کر آئے چرخِ نُہ طبق سے

جو دیکھی دُور سے عالم میں ظلمت
اُجالے نے کہا چل دُور رخصت

ہوا جب سورۂ واللیل پورا
تو آیا والضحیٰ کا آگے سورہ

کیا منہ صبحِ کاذب کا جو کالا
تو پھیلا صبحِ صادق کا اُجالا

اندھیرے پر ہوا غالب اُجالا
اندھیرے سے اُجالے نے نکالا

فلک پر تھے جو گنتی کے ستارے
وہ اک اک نور کے تڑکے سدھارے

ہی نورانی شفق ظاہر اُفق سے
اُفق روشن ہی نورانی شفق سے

شفق یا جلوۂ ربُّ الفلق ہی
شفق کا جسکے آگے رنگ فق ہی

فلک پر کچھ اندھیرا کچھ اُجالا
وہ تڑکا نور کا وہ کچھ دھندلکا

خدا کے نور کا نامِ خدا نور
ہوا ہی جلوہ گر نُورٌ علیٰ نُور

نسیمِ صبح کی وہ نرم رفتار
مہکتے تازہ پھولوں سے وہ گلزار

شگوفہ تازہ غنچوں میں کھلا ہی
چٹکنے کی صدا صلِّ علیٰ ہی

حرم میں گونج وہ بانگِ اذاں کی
پپیہوں میں وہ تانیں پی کہاں کی

وہ فصلِ معتدل سردی نہ گرمی
صبا کی چال میں وہ طرفہ نرمی

وہ راتیں معتدل وہ معتدل دن
ربیع اولیں کی بارھویں صبح
ربیع اول - نبی آخر - یہ ہی کیا
ستارے جھکے ہیں گرنے کو طیار
برآمد کب ہو وہ خورشید آفاق
یہ دیوانی ہوئی کس مہروش کی
شفق کے کان تک آمد کا شہرا
پہنکر سرخ جوڑا بن سنور کر

ربیع فی ربیع فی ربیع
نبی آخریں کی اولیں صبح
ہی نور اول - ظہور آخر نبی کا
ہی قابل دیکھنے کے شوق دیدار
شمار یک نفس ہی صبح کو شاق
سحر دوڑی گریباں چاک کرتی
زمین تک سے اڑکر جو پہونچا
کھڑی ہی منتظر بام فلک پر

فرشتے صف بصف ہیں دست بستہ
ادب سے سب کھڑے ہیں دست بستہ

مسدس

غرض آمد ہوئے مشہور آفاق
کھڑے ہیں ایک نظارے کے مشتاق
جدھر دیکھو اُدھر دل ہیں عشاق
یہ کہتے ہیں کہ دلکو صبر ہی شاق

خدارا سوئے مشتاقاں نگاہے

پیاپے گر نباشد گاہ گاہے

جو ہیں نادیدہ دل دادے تمہارے — جیسے ہیں آج تک اپنے سہارے
نظر بھر دیکھ لیں کے کے نظارے — دکھا دو پیاری صورت حق کے پیارے

خدارا سوئے مشتاقاں نگاہے
پیاپے گر نباشد گاہ گاہے

جو دیکھیں اک نظر یعقوب تمکو — کہیں یوسف سے بڑھکر خوب تمکو
خدا نے حسن دیکر خوب تمکو — کیا اپنا ہی خود محبوب تمکو

خدارا سوئے مشتاقاں نگاہے
پیاپے گر نباشد گاہ گاہے

نہیں مرتے فقط انسان تمپر — فلک صدقے ملک قربان تمپر
فدا جی جان سے ہیں جان تمپر — تصدق جان کی بھی جان تمپر

خدارا سوئے مشتاقاں نگاہے
پیاپے گر نباشد گاہ گاہے

جلوہ گر ہو یا محمدؐ مصطفٰے — جلوہ گر ہو یا حبیب کبریا

جلوہ گر ہو پرتوِ نورِ اٰلٰہ
جلوہ گر ہو عرش تیری جلوہ گاہ

جلوہ گر ہو قبلۂ ایمان و دیں
جلوہ گر ہو کعبۂ صدق و یقیں

جلوہ گر ہو یا نبیؐ ہو جلوہ گر
جلوہ گر ہو اُمتی کو جلوہ گر

انس و جاں ہیں محوِ طرب ۔ ہو جلوہ گر
جانِ عبد المطلب ہو جلوہ گر

جلوہ گر ہو اے خدا کے رازدار
جلوہ گر ہو اُسکے پیارے رازدار

جلوہ گر ہو مدعائے کن فکاں
جلوہ گر ہو اے ضیائے لامکاں

جلوہ گر ہو میرے مولا جلوہ گر
جلوہ گر ہو میرے آقا جلوہ گر

جلوہ گر ہو ۔ جلوہ گر ہو ۔ جلوہ گر
جلوہ گر ہو **حافظِ** ناچیز پر

مناجات ناتمام

یا الٰہی گناہگار ہوں میں
یا الٰہی سیاہ کار ہوں میں

تو گناہوں کا بخشنے والا
روسیاہوں کا بخشنے والا

بخش دے تو مرے گناہوں کو
سرخرو کر دے روسیاہوں کو

میں گنہگار تو غفور و رحیم
میں خطاکار تو غفور و رحیم

عمر گزری گناہ میں ہیہات
ارحم الراحمین ہے تیری ذات

میں نے اعمال جو کیے وہ بُرے
میں نے افعال جو کیے وہ بُرے

اپنے اعمال پر ہوں شرمندہ
اپنے افعال پر ہوں شرمندہ

رحم کر رحم ای خدائے رحیم
کہ ترا نام ہے خدائے رحیم

تیرے قہر و غضب سے ڈرتا ہوں
توبہ کرتا ہوں توبہ کرتا ہوں

حد سے گزری مری خطاکاری
الاماں تیری شانِ قہاری

میں ہوں زار و نحیف تو ہے قوی
میں ہوں عاجز ضعیف تو ہے قوی

میں کہاں اور ترا عتاب کہاں
قہر کی تیرے مجھکو تاب کہاں

تو نے اک حکم آشکار کیا
مغفرت کا امیدوار کیا

رحمتِ خاص عام کی تو نے
ناامیدی حرام کی تو نے

میں ہوں امیدوار رحمت کا
مجھکو ہے انتظار رحمت کا

حکم تیرا وہ یاد ہے مجھکو
صادق الوعد کہتے ہیں تجھکو

اب نکر تو نظر گناہوں پہ
صادق الوعد وعدہ پورا کر

میرے عصیاں بہت بڑے پاز
اور اُن سے سوا ترا ہے غضب

تیری رحمت مگر ہے سب سے بڑی
میرے عصیاں ترے غضب سے بڑی

تونے دی ہی یہ مجھکو خوشخبری — سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ

دفترِ بد مٹا دے اے اللہ — شانِ رحمت دکھا دے اے اللہ

تیرے در کے سوا کہاں جاؤں — چھوڑ کر در ترا کہاں جاؤں

شرک و بدعت سے توبہ کرتا ہوں — کبر و نخوت سے توبہ کرتا ہوں

توبہ توبہ غرور سے توبہ — کفر و فسق و فجور سے توبہ

ہر گناہِ کبیرہ سے توبہ — ہر گناہِ صغیرہ سے توبہ

دل سے پڑھتا ہوں کلمۂ اسلام — کلمۂ طیبہ ہی جسکا نام

نہیں معبود کوئی تیرے سوا — نہیں مسجود کوئی تیرے سوا

نہیں کوئی ترا شریک اللہ — تو ہی یکتا و لاشریک اللہ

تو احد تو ہی فرد تو ہی صمد — لم یلد تو ہی تو ہی لم یولد

پاک بندہ ترا محمد ہی — تیرا بھیجا ہوا محمد ہی

دمبدم تحفۂ درود اسپر — رحمتِ خاص کا درود اسپر

اسکے اصحاب جو ہیں سب حق ہیں — اسکے احباب جو ہیں برحق ہیں

نزع برحق ہی فوت برحق ہی — زندگی بعدِ موت برحق ہی

تیری ہر اک کتاب برحق ہی — حشر برحق حساب برحق ہی

قبر برحق فشار برحق ہے　　خلد برحق ہے نار برحق ہے
اچھے اعمال کی جزا برحق　　برے افعال کی سزا برحق
گذر پل صراط برحق ہے　　اور لقا کی نشاط برحق ہے
حوریں برحق ہیں جنتیں برحق　　اور جنت کی نعمتیں برحق
فرش وماتحتِ فرش برحق ہے　　عرش ومافوقِ عرش برحق ہے
لوح برحق ترا قلم برحق　　سب کو تیرے سوا عدم برحق
انبیا جس قدر ہیں برحق ہیں　　فخرِ نوعِ بشر ہیں برحق ہیں
آسمانوں کے سب طبق برحق　　سب صحیفوں کے سب ورق برحق
جزوِ ایمان یہ ہے مرا یارب　　کہ ہیں بندے ترے فرشتے سب
نہیں کرتے وہ خواہشِ عصیاں　　ہر نفس تیرے تابعِ فرماں
نہ وہ کھاتے ہیں کچھ نہ پیتے ہیں　　تیری تسبیح پڑھ کے جیتے ہیں
نہ تو وہ مرد ہیں نہ عورت ہیں　　تو ہی قادر وہ تیری قدرت ہیں
ہیں ہمارے شمار سے باہر　　جیسے تارے شمار سے باہر
تجھکو معلوم ہے شمار انکا　　راز تجھپر ہے آشکار انکا
جزو و کل تیرے اختیار میں ہے　　ذرہ ذرہ ترے شمار میں ہے

میں ہوں اک ذرہ او بےمقدار
تو ہی اک آفتاب لطف نہاں

میں ہوں ذرہ ناچیز
مہر کے آگے ذرہ ہی کیا چیز

مہر ہیں تیرا ذرہ
تو مرا مہر و میں تیرا ذرہ

میرے مہر اپنی مہر دکھلا دے
اپنے ذرے کو لپکے چمکا دے

ذرہ چمکے تو آفتاب بنے
خاک کا ڈھیر بوتراب بنے

خاک کا ذرہ آفتابی ہو
ذرے کی خاک بوترابی ہو

بوترابی رہوں میں جیتے جی
بوترابی ہوں خاک ہو کر بھی

چادر چڑھانے کی اطلاع

نہ کیونکر نور سے عالم ہو معمور
برستا ہی فلک سے نور ہی نور

جو شب بھر مہ تو دن بھر مہر چمکا
لیا ہی روشنی کا دونے ٹھیکا

مسلسل ہی مہ و خورشید کا نور
شب و روز اب تو ہی نورٌ علیٰ نور

جو ستھری چادر مہتاب پائی
کرن خورشید نے آکر لگائی

نہیں اجرام افلاکی ہی نوری
ہوا ہی عالم خاکی بھی نوری

فلک نور کواکب سے ہی معمور
ہی فرش خاک پر بھی قبۂ نور

چمکتا ہی کبھی سورج کبھی چاند — پھر اس قبہ کے آگے دونوں ماند

وہ قبہ شاہ نعمت شاہ کا ہی — کہ جسکے نور سے جلوہ عیاں ہی

فلک نے اپنے سیارے ستارے — اسی قبے کے سر صدقے اتارے

کسی دن شمع مہر آ کر جلائی — کبھی مہتاب کی چادر چڑھائی

فلک کا دیکھکر یہ شوق یہ ذوق — ہوا اہل زمیں کے دل کو بھی شوق

ایک دنیا وضع کا پابند اوقات — عقیدتمند امداد تمسکہ اوقات

رئیس ابن رئیس نیک فرجام — قمر صورت قمر سیرت قمر نام

یہ شہری ہی چڑھائی جاہے چادر — مزار پاک نعمت شاہ ولی پر

رجب کا گیارھواں دن ظہر کے بعد — مہینہ سعد ساعت سعد دن سعد

الٰہی دے اسے ہمت زیادہ — یہ گھر آباد رہے دونوں زیادہ

بجیں ہر دن خوشی کے شادیانے — سنیں سب شادیانوں کے ترانے

تمام شد

اطلاع

اس کتاب کی رجسٹری باقاعدہ ہوچکی ہی بغیر اجازت مصنف کوئی صاحب اس کتاب کے چھاپنے کا ارادہ نہ کریں ورنہ بعوض فائدہ کے نقصان اٹھائیں گے جسقدر جلدیں دیوان ہذا یعنی خمخانۂ حجاز مطلوب ہوں بقیمت ۱۲ر فی مجلد اور دوسرے دیوان یعنی نغمۂ روح کی بحساب فی مجلد مشتہر طلب فرمالیں۔ دس جلد سے زیادہ کے خریدار کو بحساب ۵ر کمیشن دیا جائیگا۔

نعت مقبول خدا

یعنی حافظ صاحب مدظلہ کا پہلا دیوان جو اس سے قبل دو مرتبہ چھپکر نذر شائقین ہوچکا ہی عنقریب بعد نظر ثانی مؤلف کے بطرز جدید بہ نہایت اہتمام کے ساتھ چھپنے والا ہے شائقین ابھی سے درخواست کریں۔

منیجر نظامی پریس بدایوں